UNIVERSAL LIBRARY
OU-234241
UNIVERSAL LIBRARY

۱۳۶۵ ۹۵۸۵۱۶

جلد اول

تاریخ سندھ

# ڈیڈیکیشن

جلد اول

عالیجناب آنریبل نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی دام اللہ اقبالہٗ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن دولت آصفیہ علم و فضل اور نیز باعتبار قومی خدمات بجا لانے کے مسلمانو کے سچے بہی خواہ اور قوم کے سرتاج ہین - اُن کے صدہا علمی برکات مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کتاب کے تصنیف کرتے وقت اُن کا پورا کتب خانہ میرے اختیار مین تھا - اور انھین کی اعانت و دستگیری سے مین اس تالیف کو مرتب کر سکا - سچ یہ ہے کہ یہ تاریخ اگر کچھ بھی قابل قدر تصور کی جاے تو انھین کی ایک باقی رہنے والی برکت ہے - اگر چہ فی الحال مین اُن کی عالمانہ صحبت سے دور ہون اور حسرت کے ساتھ ظاہر کرتا ہون کہ اب کسی قسم کا تعلق نہین باقی رہا - لیکن اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ میری اس محنت پر سب سے بڑا حق انھین کا ہے - اور جب اس کتاب کا عنوان قدرتی ہی طور پر اُن کی برکتون سے ہوا ہے تو مجھے کوئی وجہ نہین کہ اُن کے نام کو زیب عنوان نہ بناؤن - لہذا مین اپنی اس حقیر محنت کو اُن کے نام نامی سے معنون کر کے بکمال ادب اُن کی خدمت مین پیش کرتا ہون -

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکسار محمد عبد الحلیم شرر -

لکھنؤ

۱۹۱۷ء دلگداز پریس لکھنو

جلد اول

# عرض حال

سارے ہندوستان کو چھوڑ کے سندھ کے ایک گمنام حصہ ملک کی طرف توجہ کرنا - اور بخصوص اُس شخص کے لیے جو نہ کبھی وہان گیا ہو - نہ وہان کے موجودہ حالات سے کوئی ذاتی واقفیت رکھتا ہو - نہ اُسے وہان کے با اثر لوگون سے تعارف حاصل ہو ناظرین کے لیے قابل حیرت ضرور ہوگا - مگر سچ یہ ہے کہ ہندوستان مین سندھ ہی وہ ملک ہے جس کی تاریخ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے - کیونکہ ناواقف مصنفین فارسی وانگریزی کے ہاتھون جتنا ظلم اِس ملک کی تاریخ پر ہوا ہے شاید کسی تاریخ پر نہ ہوا ہوگا -

پہلے پہل اِس جانب میرا خیال فتوح البلدان بلاذری کو دیکھ کے رجوع ہوا - اور اِس کے بعد عربی تاریخون جغرافیون اور سفرنامون پر جس قدر زیادہ نظر پڑتی گئی اُسی قدر زیادہ ضرورت محسوس ہوتی گئی - لیکن فراہمی کتب کی دشواریون اور اپنی بے بضاعتی کا خیال کر کے جرأت نہ ہوتی تھی - اتفاقاً ریاست حیدرآباد مین اُن دنون وقار الامرا بہادر اریکہ آرائے مسند وزارت تھے - اور مجھے اُن کی سرکار سے خاص تعلقات تھے جن کو مرحوم کے خلف الرشید نواب سلطان الملک بہادر اپنی کریم النفسی سے آج تک نباہ رہے ہین - جب میرا یہ خیال اُن مرحوم کو معلوم ہوا تو قدردانی مین قدر افزائی کی - بطور انعام پانچ ہزار روپیہ مرحمت فرما کے میری حوصلہ افزائی فرمائی - اور حکم دیا کہ اِس کے جس قدر اجزا مرتب ہوتے جائین اُن کے ملاحظہ مین پیش کر دیے جایا کرین - ادھر نواب عماد الملک بہادر نے اپنے بیش بہا کتب خانے کو گویا میرے ہاتھون مین دے دیا -

ایسی فیاضانہ اعانتون کے بعد بھی مین مستعد نہ ہوتا تو بہت بڑی ناشکری تھی - غرض اِس تاریخ کو مدوّن کرنا شروع کیا - اور جو جو اجزا لکھے جاتے نواب صاحب مرحوم ومغفور کی نظر کیمیا اثر سے گذرتے رہتے - یون یہ کتاب مرتب

تو ہو گئی - مگر چھپنے کی نوبت نہین آئی تھی کہ نواب وقار الامرا بہادر کا انتقال ہو گیا اور یہان کی متغیر حالتون سے متاثر ہو کے وہ صحیح کتابون کے مسودے لیے ہوئے لکھنو واپس آیا جو خاص نواب صاحب ممدوح کے لیے اور اُن کے حکم سے لکھی گئی تھین - ایک تو یہی تاریخ سندھ - اور دوسری تاریخ ارض مقدس جسکی تصنیف مین مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی - اے - کو جو اُن دنون ہوم سکرٹری کے معزز عہدے پر ممتاز تھے اور فی الحال مجلس عالیہ عدالت دولت آصفیہ کے ایک رُکن یعنی ہائی کورٹ کے جج ہین وہی دخل ہے جو اِس کتاب کی تصنیف مین نواب عماد الملک بہادر کو تھا -

جب اِن کتابون کے چھپنے کی اور کوئی معقول صورت نہ پیدا ہوئی تو مین نے تاریخ سندھ کو دلگداز کے ساتھ شائع کرنا شروع کر دیا - اور الحمد للہ کہ اُس کی پہلی جلد مرتب ہو گئی - جو اَب کتابی صورت مین مرتب کر کے پبلک کے ہاتھ مین دی جاتی ہے -

اِس مین ضرورۃً جغرافیہ اور قدیم حالات بھی بڑھا دیے گئے ہین - کیونکہ بغیر اُن کے کتاب مکمل نہ ہوتی لیکن میری محنت کا پتہ ناظرین کو صرف اُس حصۂ کے دیکھنے سے لگے گا جہان سے خیر القرون یعنی حضرت رسالت کا عہد شروع ہوا ہے - سندھ مین عربون کا دَور کوئی معمولی چیز نہ تھا - وہ مستقل تاریخون کو چاہتا ہے اگرچہ مین نے تکمیل کی بہت کوشش کی - مگر پھر بھی بعد والون کے لیے ابھی اِس میدان مین بہت گنجائش باقی ہے - دوسری جلد جس کا جنوری ۱۹ سنہ سے آغاز ہو گا - بتائے گی کہ اِس ملک کی تاریخ مین فارسی اور انگریزی مصنفون سے کتنی بڑی فروگزاشتین اور کیسی فاش غلطیان ہو گئی ہین - کیونکہ اِس جلد مین جو واقعات مذکور ہوئے ہین تھوڑے بہت اور تاریخون مین بھی موجود ہین - دوسری جلد مین وہ واقعات آئینگے جن کا پتہ سوا سٹرالیٹ کے جمع کیے ہوئے غیر مرتب مادۂ تاریخ کے اور کہین نہ نظر آ سکے گا -

خاکسار - محمد عبد الحلیم شرر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پہلا باب

## سندھ کی ابتدا اور اُس کا جغرافیہ

سندھ پر زمانے کی دستبرد۔

زمانے کی متلوّن مزاجیون سے ہر قوم اور ہر ملک کو اگر کبھی نقصان پہونچتا ہے تو کبھی فائدے کی بھی صورت نظر آجاتی ہے۔ مگر ملک سندھ جو آج ایک چھوٹے حصۂ زمین کا نام ہے اِس کو شائد زمانے کے ہاتھون کبھی شاذ و نادر ہی فائدہ اُٹھانا نصیب ہوا ہوگا۔ سمندر کا پوتا سندھو جس کے نام سے یہ ملک برکت حاصل کر رہا ہے اُس نے بھی کچھ ایسی بے پروائی سے کام لیا کہ زمانہ روز بروز سندھ کو مٹاتا گیا اور اُس نے خبر بھی نہ لی۔

یہ ملک کیا تھا اور کیا رہ گیا

اِس ملک کی مظلومیت کا قصہ اُس کے نام ہی سے شروع ہوتا ہے۔ ابتدا مین سارا شمالی ہندوستان اِسی نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ پھر ایک ایسا زمانہ آیا کہ جزیرہ نماے ہند کے صرف مغربی اضلاع کے ساتھ یہ نام مخصوص رہ گیا تھا۔ اور ایک آجکل کا زمانہ ہے کہ لفظ سندھ ہندوستان کے جنوبی و مغربی کونے پر صرف ایک چھوٹے سے ریگستانی حصۂ زمین کی مصیبتون کا ساتھ دے رہا ہے۔

وجہ تسمیہ۔

افسوس اس امر کی ہمین کوئی اطلاع نہین مل سکی کہ آریہ لوگون کے آنے سے پہلے یہان کے اصلی اور غیر آریہ باشندون مین یہ ملک کس نام سے یاد کیا جاتا تھا مگر آریہ لوگ جب ہندوستان مین آئے تو اُن کے اسلحہ نے پہلے اُس تمام حصۂ ملک پر قبضہ کر لیا جسے دریاے اٹک سیراب کرتا ہے۔ اپنی فتوحات کا نقش گہرا اور مضبوط کرنے کے لیے اِن اضلاع پر تسلط حاصل کر کے اُنھون نے اپنی حملہ آوری

کی رفتار روک لی۔ اور یہین سکونت پذیر ہو گئے۔ اِسی وجہ سے اُس ابتدائی زمانے مین یہ دریا آریہ لوگون کا دریا کہلاتا تھا[عہ] آریہ لوگون نے قبضہ کرنے کے بعد اس دریا کا نام سندھو رکھ دیا۔ اِس لیے کہ نیز اُن کی زبان سنسکرت مین سندھو کے معنے دریا کے تھے۔ اور نیز سمند۔ کا دیوتا اُن کے اعتقاد مین اِس نام سے یاد کیا جاتا تھا[عہ] پھر جب وہ اِس ملک مین پھیلے اور اِس مین دریاے اٹک پنجاب کی موجودہ پانچ ندیان اور نیز سرسوتی ندی نظر آئی تو اس سرزمین کو سپتا سندھو (سات ندیان) کہنے لگے۔ اِن مین سے سرسوتی جو سب دریاؤن کے مشرق مین اور سب سے چھوٹی ہے فی الحال اکثر خشک پڑی رہتی ہے مگر حضرت مسیح سے چھ سات سو برس پہلے بڑی بھاری ندی بتائی جاتی ہے۔ اور ہندوؤن کا اعتقاد ہے کہ وہان سے غائب ہو کے گنگا اور جمنا مین آملی جس کے مل جانے سے تربینی کے لفظ کو شہرت ہوئی[سہ]

بعض انگریز محققین کے حساب سے جناب مسیح سے تقریباً پندرہ سو برس پہلے آریہ قوم نے مشرق کی طرف آگے قدم بڑھایا اور وادی گنگا کی طرف بڑھی لیکن دیگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اِس سے بہت پیشتر کا واقعہ ہے۔ خیر یہ واقعہ چاہے جس زمانے کا ہو مگر یہ لوگ اپنی اِس فتحمندی کی رفتار مین جو جو آگے بڑھتے جاتے تھے وہ وہ یہ ملک سندھو بھی وسیع ہوتا جاتا تھا۔ بہادر فاتحون کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ یہ نام مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا تھا۔ اور اُن تمام ممالک پر اپنا قبضہ کرتا جاتا تھا جن کو آریہ لوگ فتح کر کے اپنا بناتے تھے۔ قریب تھا کہ سارے ہندوستان کا یہی نام ہو جاے۔ لیکن وادی گنگا تک پہونچ کے آریون نے اپنی مقبوضہ قلمرو کو آریہ ورت کا خطاب دے دیا۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا کہ لفظ سندھو کے دُنیا سے مِٹ جانے کا بہت کچھ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر آریون کے پُرانے بنی عم اور مغربی زبردست پڑوسی اور حریف ایرانی ایسے نہ تھے کہ آریہ لوگون کے مقرر کیے ہوئے اِس نئے خطاب کو تسلیم کر لیتے۔ اُنھون نے ہندوستان کو

سندھ کی قدیم وسعت۔

عہ تاریخ پنجاب مصنفہٗ سید محمد لطیف۔
عہ انڈین امپائر مصنفہٗ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر۔
سہ انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔ نوٹ متعلقہٗ حالات پنجاب۔

آریہ ورت نہ کہا بلکہ سندھو ہی کہتے رہے۔ جس نام سے کہ یہ ملک اُن مین شہرت پذیر تھا۔

لفظ سندھ کے تغیرات۔

ایرانیون کی زبان نے اپنے تصرفات سے سندھو کو بدل کے سندھ بنایا۔ اور پھر کچھ ایسا تغیر ہوا کہ اُن مین لفظ سندھ ہی بدل کے ہند ہوگیا۔ ایرانیون کے اس تصرف سے اور زیادہ یقین کیا جا سکتا تھا کہ لفظ سندھو کا کوئی اثر نہ باقی رہے گا مگر غالباً خود مغربی اضلاع ہند کے لوگ اِسے اپنی زبان مین خفیف کر کے سندھ کہتے رہے۔ اور شاید یہی سبب ہوا کہ اِس لفظ پر زمانے کی جھاڑو نہین پھرنے پائی۔ اب ایران مین یہ لفظ سندھو سے ہند بنتے ہی غیر قومون کی زبان پر چڑھ کے مغربی دور دراز ملکون کی طرف چلا۔ عرب تک تو ہند ہی تھا۔ مگر یونان تک پہونچتے پہونچتے اِندُ رہ گیا۔ پھر رومی نحو و صرف کی خراد پر چڑھ کے اِنڈ سے انڈیا ہوا۔ اور انگلستان مین چونکہ حرف دال نہین لہذا اب تقریباً ساڑھے تین ہزار برس کے بعد یہ نام جو اصل مین سندھو تھا انڈیا بن کے ایسی متغائر صورت مین ہم تک پہونچا ہے کہ ہم اِسے بہت تامل کے بعد پہچان سکے۔

لفظ سندھ کے متعلق ایرانیون کی غلطی اور اُس کا اثر۔

معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیون نے سندھو کو ہند بنانے کے بہت دنون کے بعد جب دیکھا کہ مغربی بلادِ ہند کے لوگ اپنے وطن کو سندھ کہتے ہین تو غلطی سے یہ سمجھ گئے کہ ہند اُس ملک کا نام ہے جسے لوگ آریہ ورت کہتے ہین۔ اُن کی پیروی مین یہی غلطی عربون سے بھی ہوئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ صرف مغربی اضلاع ہند سندھ رہ گئے اور باقی سارا ملک ہند کہا جانے لگا۔ اور اِس پر لطف یہ ہوا کہ آریہ ورت کے رہنے والون نے بھی اِس بگڑے ہوئے نام ہند کو تسلیم کر لیا اور اِسی کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو ہندو کہنے لگے۔ اب اِس کے بعد ایرانیون کو ایک دوسرے تصرف کا موقع ملا۔ وہ یہ کہ ہندوؤن کی طرف جو ملک کی نسبت سے ہندو بنے تھے اُنھون نے ملک کو دوبارہ منسوب کیا اور یون آریہ ورت ہندوستان بن گیا۔

چینی سیاح ہوئن تسانگ کا بیان

چینی سیاح ہوئن تسانگ جو وفات سرورِ کائنات صلعم سے چار برس بیشتر ۶ھ (۶۲۹ء) سے ۲۶ھ (۶۴۵ء) یعنے خلافتِ عثمانی کے تیسرے

سال تک ممالک ہند کا سفر کرتا رہا تھا اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ ہندوستان "قدیم زمانے مین شنتو اور ہین تو کے نام سے مشہور تھا مگر اب اس کے نام کا صحیح تلفظ انتو ہے عہ" اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہوئن تسانگ کے زمانے مین ایرانیون کا بنایا ہوا نام ہند بھی یہان تک آچکا تھا۔ اور انتو یقیناً یونانیون کے ساتھ آیا جب وہ سکندر کے ساتھ آئے تھے اور غالباً اُن کا بنایا ہوا نام اِس چینی سیاح کے وقت مین موجود تھا۔

سندھ عربون کے عہد مین

مسلمان فاتحون کے آنے کے وقت اگرچہ مشرقی اضلاع ہند سندھ کے قبضے سے نکل چکے تھے تاہم وہ سارے مغربی ہندوستان پر حاوی تھا۔ بلکہ بعض وہ ممالک جو اب ہندوستان کی حدود سے نکل گئے ہین وہ بھی اس مین شامل تھے۔ اُس وقت تک نہ پنجاب تھا اور نہ بلوچستان۔ جو فی الحال حدود ہند کے باہر واقع ہوا ہے۔ پنجاب اُن دنون کوہستان کشمیر کے جنوب مین ایک چھوٹی سی وادی کا نام تھا۔ جہان پہاڑون سے چھوٹے چھوٹے پانچ چشمے نکل کے باہم مل گئے ہین اور ایک دھارا ہوکر دریاے جہلم بنے ہین۔ اور جہان سندھ کے پچھلے ہندو شاہی خاندان کے بانی راے چچ نے اپنی اور راجہ کشمیر کی قلمرو کے متمائز کرنے کے لیے علامات سرحدی قائم کیے تھے عہ۔ اور بلوچ جن کو عرب لوگ اپنی زبان مین بلوص کہتے ہین موجودہ بلوچستان کے جنوبی سواحل پر پڑے لوٹ مار کیا کرتے تھے سہ اور ہنوز اُن مسمے نام نے کسی حصہ ملک کو اپنا نہین بنایا تھا۔

مذکورہ عہد مین سندھ کی حدود

سندھ کی اِس زمانے کی وسعت کا اندازہ کرنا ہے تو دیکھیے کہ راے چچ کے

عہ انڈین امپائر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر۔

عہ چچ نامہ حالات راے چچ۔

سہ مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ و البقاع" مین لکھا ہے "بلوص ایک جنگلی قوم کا نام ہے جو سندھ کے سواحل پر رہتی ہے۔ ان لوگون کا کچھ دین نہین۔ بدویانہ زندگی بسر کرتے ہین بے رحمی اور فتنہ انگیزی مین مشہور ہین۔ مسافر کا مال ہی لینے پر کفایت نہین کرتے بلکہ پتھرون سے اُس کا سر بھی کچل ڈالتے ہین۔ عضد الدولہ بن بویہ نے انھین پر حملہ کر کے زیر کیا۔ اور اکثرون کو قتل کر ڈالا۔"

عہد مین اِس ملک کی حدین کہان تک پھیلی ہوئی تھین۔ شمال مین دریاے جھیلم کے نکاس سے شروع ہوتا تھا۔ اور کشمیر کے نشیبی اضلاع بھی اُس مین شامل تھے۔ وہان سے کوہستان کابل اِس کی سرحد کو مضبوط کرتا ہوا افغانستان کے جنوبی و مشرقی کونے تک لے آیا تھا۔ موجودہ بلوچستان کی زمین شروع ہوتے ہی سندھ مغرب مین اِس قدر دور تک بڑھتا چلا گیا تھا کہ شمال و مغرب مین دریاے ہلمند اُس کی حدبندی کرتا تھا اور جنوب و مغرب مین ایران و سندھ کی سرحد اُس مقام پر ملی تھی جہان ساحل کے سامنے مکران کا جزیرۂ نور منشور واقع ہے عہ۔ جنوب کی طرف بحیرۂ عرب لہرین لے رہا تھا۔ پھر اس کے جنوب مشرق مین خلیج کچھ تھا۔ بلکہ بعض بیانات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بھی سندھ ہی کی قلمرو مین شامل تھا۔ یہان سے مشرقی سرحد شروع ہوتی تھی جو کسی گمراہ بادیہ گرد کی طرح راجپوتانہ اور جیسلمیر کے ریگزار مین ایک غیر متمایز اور گمنامی کی حالت مین شمالی کوہستان کے نیچے تک چلی گئی تھی عہ بلکہ قدیم جغرافیہ نویسون مین بعض کہتے ہین کہ کشمیر بھی سندھ ہی مین داخل تھا۔ گو فرمان رواے سندھ کی قلمرو سے باہر واقع ہو۔ خلاصہ یہ کہ اُن دنون شمالی ہند کا سارا مغربی حصہ سندھ خیال کیا جاتا تھا۔

قدیم زمانے کی طرف جس قدر آگے نظر بڑھائیے ملک سندھ اُسی قدر وسیع ہوتا جائے گا۔ اور اُس کی حدین برابر پھیلتی ہوئی نظر آئین گی۔ مذکورہ حدین عرب فاتحون کے عہد تک قائم تھین۔ لیکن اِس زمانے کے بعد ایسے ایسے تغیرات ہوئے کہ سندھ روز بروز گھٹتا ہی گیا۔ اور آخر ایک چھوٹا اور ویران خطۂ زمین رہ گیا۔

کن کن ملکون نے سندھ سے نکل کے نئے نام پیدا کیے۔

تغیر زمانے کے اِس کے دامن مین نئے نئے ملک پیدا کیے جنھون نے اِس کی زمین کو چھین چھین کے نئے نئے نامون سے شہرت حاصل کی۔ گویا لاوارث

عہ ابن خردادبہ کا بیان ہے کہ نور منشور سے شہر دیبل تک آٹھ دن کا راستہ تھا اور دیبل سے دریاے سندھ کے دہانہ تک دو دن کی راہ تھی۔ جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دریاے سندھ کے دہانہ سے مغرب کی طرف دس دن کی راہ تک سندھ کی قلمرو تھی۔

عہ چچ نامہ کے پڑھنے سے یہ حدین معلوم ہو سکتی ہین۔

زمین پر نئے نئے لوگون نے اپنے گھر بنا لیے۔ مشرقی اضلاع و بلاد تو سب سے پہلے آریہ لوگون ہی کے عہد مین اُن کے نو ایجاد اور پیارے نام آریہ ورت کی نذر ہوئے۔ شمال کی طرف وہ چھوٹی وادی جو پنجاب کہلاتی تھی بڑھ کے اُن تمام شاداب و زرخیز اضلاع پر حاوی ہوگئی جو شمال مین واقع تھے۔ مغرب کی طرف قوم بلوص (بلوچ) نے باوجود یکہ زمانے کی بہت مار کھائی مگر آہستہ آہستہ اور لوگون کی نگاہ بچا بچا کے قدم بڑھایا اور آخر سندھ کے تمام مغربی و جنوبی اضلاع چھین کے اپنے کر لیے جو آج بلوچستان کہلاتے ہین۔

قدیم و جدید طول و عرض بلد

انھین دردناک تصرفات کا نتیجہ ہے کہ ملک سندھ جو مسلمانون کے ابتدائی زمانے مین باعتبار عرض بلد ۲۳ درجے سے ۳۵ درجے تک اور بہ لحاظ طول بلد تقریباً ۶۲ درجے سے ۷۱ درجے تک پھیلا ہوا تھا اب صرف ۲۳ درجہ اور ۲۸ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض اور ۶۶ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۱ درجہ طول بلد مین محدود ہے۔

موجودہ حدود

فی الحال یہ ملک بمبئی پریسیڈنسی کا شمال و مغرب مین سب سے آخری صوبہ ہے جو دریاے اٹک کے نشیبی وادی اور اُس کے دہانے پر حاوی ہے۔ حدود کے اعتبار سے پوچھیے تو شمال کی طرف بلوچستان۔ پنجاب اور ریاست بہاولپور ہین۔ مشرق کی طرف ریاست ہاے جیسلمیر و جودھپور واقع ہین۔ جنوب مین خلیج کچھ اور بحیرۂ عرب ہین۔ اور مغرب مین خان قلات کی قلمرو حدبندی کر رہی ہے[عہ] اور شمال سے جنوب تک طول مین زیادہ سے زیادہ ۳۶۰ میل لمبا ہے[عہ]۔ بی پوسٹن جو کسی زمانے مین سندھ کے اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ تھے اس کا طول زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ میل بتاتے ہین۔ اس اختلاف کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اُن کے بعد سندھ کے بعض شمالی علاقہ جات سندھ سے نکال کے پنجاب مین شامل کر دیے گئے۔

موجودہ حکومت

موجودہ زمانے مین یہ ملک برٹش گورنمنٹ کے تابع فرمان ہے۔ ہان شمال و مشرق مین تھوڑا حصہ ایک تمانیہ اور جداگانہ حیثیت سے ایک مسلمان

عٓہ امپیریل گزیٹر۔ عٓہ انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔

ملکی رئیس کے زیر حکومت ہے جس کی قلمرو ریاست خیرپور کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

**اگلی اور پچھلی حکومت کا مقابلہ کرنے مین دشواریان**

یہ افسوس کی بات ہے کہ گزشتہ زمانے کی بہت سی باتین ایسی لاعلمی مین پڑی ہوئی ہین کہ ہم ہر حیثیت سے اگلے اور پچھلے سندھ کا مقابلہ نہین کرسکتے ورنہ آبادی اور رقبہ اور پیداوار مین مقابلہ کرکے بتادیتے کہ موجودہ سندھ کو قدیم سندھ سے کیا نسبت ہے۔ بہرحال اتنا جاننے کے بعد کہ موجودہ سندھ اگلے سندھ کا چوتھائی بھی نہین باقی رہا ہے جب اُس کا موجودہ رقبہ اور موجودہ آبادی بتادی جائے گی تو یقین ہے کہ اِس ملک کی اگلی حالت کا ایک خیالی گوشوارہ تیار کرلیا جاسکے گا۔ اور اسی وجہ سے ہم موجودہ حالت کی طرف توجہ کرتے ہین۔

**رقبہ اور اُس کے شہر و قصبات۔**

سندھ کا وہ حصہ جو انگریزی حکومت کے تابع ہے اُس مین ۱۸۹۱ء مین ۴۸۰۱۴ میل مربع زمین تھی۔ اور اسی سال ریاست خیرپور کے قبضے مین ۶۰۹۰ میل مربع زمین تھی۔ اِسی حساب سے سندھ کا کل رقبہ ۵۴۱۲۳ میل مربع زمین ہے۔ جس پر ۴۲۴۷ شہر اور گاؤن آباد ہین۔ تمام شہرون مین ممتاز کراچی ہے جو بحیرۂ عرب کا ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ اور چونکہ پنجاب بلوچستان اور کابل وغیرہ جانے کے لیے تمام مال وہین اُترتا ہے اِس وجہ سے تجارت کی ایک بڑی منڈی بن گیا ہے۔ انگریزی حکومت نے اپنا مستقر سلطنت بھی اسی شہر کو قرار دے دیا ہے۔ جس کے سبب سے اُس کی آبادی کو اور رونق ہوگئی ہے۔ کراچی کو اگرچہ روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے مگر سندھ کا پرانا دارالسلطنت حیدرآباد سندھ آج تک وہان کے آباد شہرون مین تصور کیا جاتا ہے۔ اور مٹ جانے پر بھی موجودہ مستقر حکومت کا مقابلہ کررہا ہے[عہ]

یہ پورا ملک نیز بلحاظ جغرافیہ اور نیز باعتبار قدرتی حالات زمین دو حصون پر منقسم ہے۔ بلندی سندھ اور نشیبی سندھ۔ یعنی شمالی و جنوبی۔ جن دونون حصون کو سندھی لوگ "لار" اور "سرا" کے نامون سے یاد کرتے ہین شہر سہوان سے اوپر شمالی سندھ ہے۔ اور اُس کے نیچے سمندر تک جنوبی۔[عہ]

---

عہ امپیریل گزیٹر     عہ پی پوسٹن۔

دریاے سندھ

اِس سرزمین کی ساری رونق دریاے سندھ سے ہے جو قدیم سے آج تک تجارت کا ایک بہت بڑا ذریعہ رہا ہے۔ اور اِسی دریا کے اعتبار سے تمام قدیم جغرافیہ نویس یونانیون سے لے کے عربون تک ملک سندھ کو ملک مصر کے مشابہ بتاتے رہے ہین۔ اِس لیے کہ جس طرح مصر کی ساری رونق و آبادی بلکہ وہان کے لوگون کی زندگی۔ اور سرزمین کی سرسبزی و شادابی دریاے نیل پر منحصر ہے اُسی طرح سندھ کی رونق و شادابی کا دار و مدار دریاے سندھ پر ہے یہ عظیم الشان دریا ملک تبت مین اُس مقدس پہاڑ کے پہلو سے نکلا ہے جو کیلاس کہلاتا ہے اور سنسکرت کی دیوبانی مین "جنت" کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔ دریاے سندھ کا چشمہ سطح آب سے سولہ ہزار فیٹ بلندی پر نکلا ہے۔ اور وہان سے آٹھ سو میل تک یہ دریا ہمالیہ کی گھاٹیون مین اور اُس کے ڈھالون ہی پر بہتا چلا گیا ہے۔ اور اُن مقامات سے ہو کے گزرا ہے جہان انسان کا گزر بہت ہی دشوار بلکہ غیر ممکن ہے۔ اُس کے بعد سے سطح زمین اور برٹش گورنمنٹ کی قلمرو مین داخل ہوا ہے۔ جہان سے ایک ہزار میل تک بہہ کے بحیرۂ عرب مین گرا ہے۔ بالائی حصون مین موسم سرما کے ایام مین اکثر جگہ پایاب رہتا ہے۔ شہر اٹک تک پہونچنے سے پہلے ہی دریاے کابل آ کے اِس مین مل گیا ہے۔ ملنے کی جگہ پر دریاے سندھ اور دریاے کابل دونون برابر کے دریا معلوم ہوتے ہین۔ وہان سے آگے بڑھ کے اور دریاے کابل کو بغل مین لینے کے بعد دریاے سندھ زیادہ پھیل گیا ہے۔ جہان اس کا عرض تقریباً پاؤ میل کے پھیلاؤ مین ہے۔ جو موسمی تغیرات سے کبھی کبھی اِس سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ سمندر کے قریب پہونچ کے اِس کی مختلف شاخین ہو گئی ہین جنھون نے قریب قریب اُس تمام زمین کو گھیر لیا ہے جو بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع ہے۔ اس عظیم الشان دریا کے گیارہ دہانے ہین۔ جن مین سے بعض جہاز رانی کے قابل ہین۔ دہانے کی اِن شاخون کا سلسلہ ستر میل تک پھیلا ہوا ہے۔ جہان جا بجا ببول اور سرو کے درخت اُگے ہوئے ہین اور آبادی بھی یہین زیادہ ہے

عہ امپیریل گزیٹیر

عہ پی پوسٹن

**جنوبی سندھ پر دریاے سندھ کا اثر**

سندھ کے جنوبی حصے مین چونکہ دریاے سندھ کا دہانہ واقع ہے لہذا وہان بہت سے دھارے بہتے اور زمین کو بہاتے رہتے ہین - اور آبادی کے لیے وہان کا کوئی حصہ قابل اطمینان نہین ہے - اِس لیے کہ دریاے سندھ سے برابر نئی شاخین پھوٹتی اور زمین کو کاٹ کے اپنے واسطے خاص اور رُجدار راستہ پیدا کرتی ہین - اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جہان کبھی نہر نہ تھی ایک نیا دھارا جاری ہے اور جہان کبھی نہرین جاری تھین وہان جا بجا پانی کے بہاؤ کے خشک نشان پڑے ہوئے ہین عـہ دریا کے انھین تصرفات کی وجہ سے اکثر دریا کنارے کی زمین کٹتی رہتی ہے - اور بڑے بڑے کرارے پھٹ پھٹ کے گرا کرتے ہین - جن کے گرنے کی آواز بڑی بڑی توپون کے فیر سے کم نہین ہوتی عـہ

**پہاڑ**

پہاڑون کی اِس ملک مین کمی ہے - اگرچہ چھوٹے چھوٹے سنگستانی ٹیلے ہر جگہ نمودار ہین مگر ایسی بلندی جس کو پہاڑ کہا جا سکے وہ صرف کوہسار کِرتھار ہے جو سندھ کو بلوچستان سے جدا کرتا ہے - اِس سلسلے کی بعض چوٹیان سطح آب سے ۷۰۰ فٹ تک بلند ہین - یہ کوہسار ۱۲۰ میل تک مملکت برطانیہ کی حدبندی کرتا چلا گیا ہے - اسی کوہسار سے کوہسار ہاب کا سلسلہ ملا ہوا ہے جس کے نالون اور ندیون کو لیتا ہوا دریاے ہاب بہا ہے - سندھ مین دریاے اٹک کے علاوہ یہ دوسرا دریا ہے جو ملک کی مغربی سرحد قائم کرتا ہے - اور اٹک کی شاخون سے بالکل آزاد ہے - اِن دو پہاڑون کے علاوہ باقی پہاڑیان بالکل نیچی اور پست ہین

**جھیلیں**

جھیلین بھی بہت کم ہین - سب سے بڑی جھیل جو منچھار کہلاتی ہے سہوان کے ضلع مین ہے - یہ جھیل مغربی نارا کے پھیلاؤ سے بن گئی ہے - بارش کے موسم مین اُس کا طول بیس میل تک پہونچ جاتا ہے - اور ۱۸۰ عـہ میل مربع زمین پر اپنا قبضہ کر لیتی ہے -

**زمین**

اس خطۂ سندھ کی زمین عموماً ریگستانی اور غیر قابل زراعت ہے - سب سے عمدہ اور قابل زراعت زمین جو ارشکارپور اور لاڑکانہ کی ہے جہان شمال سے جنوب تک ایک بہت لمبا اور پتلا سا جزیرہ چلا گیا ہے - اِس کے ایک پہلو پر تو

عـہ امپیریل گزیٹر عـہ پی پوسٹن سہ پی پوسٹن ۲۰۰ میل مربع زمین بتاتے ہین -

دریاے سندھ ہے اور دوسرے پہلو پر مغربی نارہ ہے۔ جو ایک جداگانہ شاخ کی طرح دریاے سندھ سے نکل کے ایک سو میل تک علٰحدہ بہتا چلا گیا ہے اور پھر اُسی مین جا کے مل گیا ہے۔

مناظر

اِس سرزمین کے منظرون مین چندان دلکشی نہین۔ ایک جہازی سیاح دُور سے ملک سندھ کے سواحل پر نظر دوڑاتے ہی پست کنارون کو دیکھتا ہے جن پر جھاڑیون اور درختون کا کہین نام نہین۔ مشرقی حدود پر بالو کے تودے پھیلے ہوئے ہین جو ہوا کے جھونکون کے ساتھ پہلو بدلتے رہتے ہین۔ سمندر کے پاس کی زمین جو بارہ میل تک دریاے اٹک کے کنارے چلی گئی ہے اگرچہ پیداوار کے اعتبار سے بہت سودمند ہے مگر یہان بھی خوش نما منظرون کا نام نہین۔ کوسون ببول ہی کے جنگل چلے گئے ہین عہ۔ ان جنوبی مقامات مین طلوع آفتاب سے غروب تک باد تند کے جھونکے چلتے رہتے ہین اور ہوا اُڑا کرتی ہے۔ جس سے بچنے کے لیے لوگ چھوٹے چھوٹے جھونپڑے بنا کے رہتے ہین کوہسارون پر اگرچہ مختلف وضع کی چٹانون سے کسی قدر پُر لطف مناظر پیدا ہو گئے ہین مگر روئیدگی اور سبزہ زار کی سخت ضرورت ہے۔ اضلاع تھر اور پارکر اور خیرپور کے مشرقی حصے مین اور ضلع روہڑی کے جنوب مین ہر جگہ ریگستانی زمین نظر آتی ہے۔ وہان بالو کے ٹیلون کے سوا اور کچھ نہین۔ جدھر نظر اُٹھائیے یہی ٹیلے ہین جو برابر تہ در تہ کی لہرون کی طرح حد نظر تک پھیلے دکھائی دیتے ہین للعہ۔ مگر عموماً سارے

موسم

ملک مین ایسی شدید گرمی ہوتی ہے کہ افغانی اور شمالی بلاد کے لوگ آتے ہوئے ڈرتے ہین۔ اُن مین یہ ضرب المثل ہے کہ "سندھ کی دھوپ گورے کو کالا کر دیتی ہے۔ اور ایسی تیز ہے کہ اُس مین، چاہے انڈا بھون لیجیے" جس کا بعض یورپین لوگون کو تجربہ بھی ہوا ہے۔

سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ دریا کے بہاؤ اور چڑھاؤ کے موسم مین مچھرون اور پسوؤن کی ایسی سخت وبا آتی ہے کہ گاؤن کے گاؤن انسان سے خالی ہو جاتے ہین۔ اور بڑے بڑے جانور بھینس۔ اونٹ اور گھوڑے بھی دس

عــہ پی پوسٹن اس کا بہاؤ دو سو سی میل تک کہتے ہین عہ امپیریل گزیٹیر ۵ پی پوسٹن للعہ امپیریل گزیٹیر

آثار قدیمہ

عذاب نمرودی سے نہین جان بر ہو سکتے [1]- تمام مملکت مین اگر کوئی دلچسپی کی چیز ہے تو یہ کہ یہ زمین قدامت کے آثار کو بہت یاد دلاتی ہے - قدیم شہرون کے نشان جا بجا موجود ہین جو ہر جگہ گزشتہ شوکت و حشمت کی تصویر اپنے کھنڈرون سے نظر کے سامنے پیش کر دیتے ہین- اس کے علاوہ مسلمانون کے لیے بالتخصیص یہ بات زیادہ دلچسپی کی ہے کہ اس ملک مین بزرگون کے مزار اور درگاہین اس کثرت سے ہین کہ شاید کہین نہ ہون گی موجودہ کس مپرسی کی حالت مین بھی سہوان اس لیے زیادہ آباد ہے کہ وہان ہزارہا زائرون اور درویشون کا ہجوم رہتا ہے- اس لیے کہ یہان نامور بزرگ اور مشہور ولی لال شاہ باز کا مزار ہے جس کے آگے ہندو مسلمان دونون اعتقاد سے سر جھکاتے ہین- اس کے علاوہ سکروری اور بھکر بھی بڑے مقدس مقامات ہین- جہان کہتے ہین کہ اگلے دنون بڑے بڑے اسلامی کالج اور خانقاہین تھین- اور شاید اسی وجہ سے ایرانیون کا قول ہے کہ "سندھ چار چیزون سے پہچانا جاتا ہے- گرمی- خاک- فقیر اور مقبرے"؛ غالباً یہی رنگ دیکھ کے بعض یورپین مصنفون نے یہ راے قائم کی ہے کہ کابلی سیدون اور بیکار مذہبی مقتداؤن کی جس قدر پرداخت اور خاطر و تواضع سندھ [2] مین ہوتی ہے کہین نہین ہوتی -ایک قدیم انگریزی مصنف لکھتا ہے "سندھی کسی بات مین اتنی فیاضی نہین دکھاتا جتنی سیدون کے کھلانے مین- کسی امر پر اتنی مستعدی نہین ظاہر کرتا جتنی مذہبی معاملات مین- کسی امر مین اتنا جوش نہین نمایان کرتا جس قدر عید کی خوشی مین- اور اُس کا ذوق اور کسی چیز مین اتنا نہین نظر آتا جتنا مقبرون کی آرائش مین نظر آتا ہے [3]"

میوہ جات۔

کھجور کے درخت جا بجا کثرت سے ہین- اور موسم پر پھلون سے لدے نظر آتے ہین- جو غذا کی طرح سکھا کے رکھے جاتے ہین- اور غذا کا کام دیتے ہین- عمدہ قسم کے سیب بھی پیدا ہوتے ہین جو باعتبار نوعیت اور خوبی کے خراسان اور ہندوستان کے سیبون کے درمیان مین ہین-

ساحل۔

ساحل سندھ کے عین محاذات پر خشکی سے دو میل ہٹ کے ایک پست قطعہ زمین کراچی سے کچھ تک پھیلتا چلا گیا ہے- یہ قطعہ تین میل چوڑا ہے اور

[1] پی پوسٹن- [2] امپیریل گزیٹر- [3] پی پوسٹن-

اِس قدر پست ہے کہ سمندر کے چڑھاؤ کے وقت پانی مین غائب رہتا ہے اور جب سمندر کا پانی اُترتا ہے تو ایک جزیرے کی وضع مین نمایان ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے جہاز بڑی مشکل سے ساحل سندھ تک پہونچ سکتے ہین۔

ملک سندھ کی عرب کے ساتھ مناسبت

سرزمین سندھ کی مجموعی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین یہ ملک خاکِ عرب کا ایک نمونہ ہے۔ اِس لیے کہ جدھر دیکھیے قدرت کی وہی سادی شان نظر آ رہی ہے جو قرآن پاک مین مذکور ہے۔ "فانظر الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت۔ والی الجبال کیف نصبت۔ والی الارض کیف سطحت۔" اور اسی وجہ سے عربون نے ہندوستان مین جس سرزمین کو سب سے زیادہ اپنا وطن بنانے کی عزت دی وہ یہی مغربی خطۂ ملک ہے۔ جس کا ثبوت یہان کی مردم شماری سے آج بھی مل سکتا ہے۔

آبادی۔

۱۸۸۱ء کی مردم شماری مین ثابت ہوا کہ سندھ مین کل ۲۵۴۲۹۷۶ آدمیون کی آبادی ہے۔ جن مین سے ۱۳۸۷۵۷۶ مرد اور ۱۱۵۵۴۰۰ عورتین ہین۔ ہندوستان کے دیگر شاداب و زرخیز صوبہ جات کے مقابلے مین یہ آبادی بہت کم نظر آتی ہے۔ مگر اس سرزمین کی حالت کے دیکھتے یہ بھی بہت ہے۔ اسلام کے قدیم اور مستقل اثر نے سندھ کو اس بارۂ خاص مین ہندوستان کے تمام دیگر مقامات سے ممتاز کر دیا ہے کہ یہان مسلمانون کی آبادی بہت زیادہ ہے مذکورۂ بالا آبادی کو اگر باعتبار مذاہب تقسیم کیجیے تو ایک ہندوستانی شخص کے لیے یہ حیرت ناک نتیجہ نظر آئے گا کہ تمام آبادی مین قریب قریب تین ربع سے زیادہ لوگ دولت اسلام سے بہرہ یاب ہین۔ اِس لیے کہ ۱۸۸۷۲۰۴ مسلمان ۳۰۵۰۷۹ ہندو۔ ۱۲۶۹۷۶ سکھ۔ ۸۶۰۴۰ غیر ہندو فرق۔ ۶۰۸۲ عیسائی ۱۱۹۱ جین ۱۰۶۳ پارسی۔ ۱۵۳ یہودی۔ ۲۶ برہمو اور ۹ بودھ ہین مسلمانون مین ۱۸۵۸۶۴۸ اہل سُنت۔ ۲۸۰۹۳ شیعہ ۱۷۴ اہل حدیث، اور ۲۸۹ دیگر لوگ ہین۔ کثرت آبادی مین ہندؤن کے قائم مقام یہان سندھی مسلمان ہین جن کی نسبت انگریزی مورخوں کی راے ہے کہ خلفاے بنی اُمیہ و بنی عباس کے زمانے مین اُنھون نے دین اسلام قبول کر لیا۔ اِن لوگون مین ذات اور قوم کی

بکثرت تفریقین ہین۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے اِن دیسی مسلمانون کی تقریباً تین سو ذاتین ہین۔ مگر اخوت اسلامی اور عربی تہذیب نے یہ عمدہ اثر ڈالا ہے کہ سب ذاتین ملی جلی رہتی ہین اور ہر ہر ذات کے جُدا رہنے کے قدیم دیسی قواعد ٹوٹ گئے ہین عـہ

اہل سندھ عـہ تمام مغربی اضلاع کے باشندون سے زیادہ زبردست اور توانا ہوتے ہین۔ اگر آپ ایک شریف سندھی کو دیکھنا چاہتے ہین تو فرض کیجیے کہ ایک کشیدہ قامت طاقتور اور قوی ہیکل شخص آپ کے سامنے کھڑا ہے اُس کا نقشہ ہندوستان کے تمام لوگون سے زیادہ مردانہ ہے۔ سر کی بناوٹ مین مجموعی طور سے ایک خوب صورتی ہے۔ داڑھی بہت خوب صورت ہے۔ بڑے بڑے بال شانون تک لٹک رہے ہین۔ چندیا پر سیدھی مانگ نکلی ہے۔ اور سر سے پاؤن تک ہتھیارون سے لدا ہوا ہے۔ بعض لوگ لمبے بالون کا جوڑا باندھ کے ٹوپی یا پگڑی کے اندر چھپا لیتے ہین۔ یہان کے مردون کی وضع خوشنمائی مین اگرچہ دیگر مقامات کی وضع کا مقابلہ نہین کر سکتی مگر عرب اور افغانستان کا پورا اثر دکھا رہی ہے۔ مذہبی لوگون کے سر پر اکثر عمامہ رہتا ہے۔ مگر دوسا مین ایک خاص قسم کی ٹوپی کا رواج ہے جو نیچے سے مندیل نما ہوتی ہے اور اوپر ایک گُمھا سا ہوتا ہے۔ معززین مین ایک اور ٹوپی رواج پذیر ہے جس کا اوپر کا حصہ پھیلا ہوا اور چوکور ہوتا ہے۔ غریب غربا اپنے کپڑے اکثر نیل مین رنگ لیا کرتے ہین۔ بعض لوگ اور خصوصاً فقرا سبز رنگ کے کپڑے پہنتے ہین عورتون کا سب سے پیارا زیور ہاتھی دانت کی چوڑیان ہین جو عوام و خواص سب مین

---

عـہ امپیریل گزیٹر۔

عـہ یہ حالات مسٹر پوسٹن کی کتاب "پرنسپل آبزرویشن آن سندھ" اور کتاب "پرنسپل نیشنس آف انڈیا" سے لیے گئے ہین۔ پچھلی کتاب مسیحیون کی انجمن تعلیم السنہ ملکی نے ۱۸۹۰ء مین مدراس مین چھپوائی مگر ان دونون کتابون مین جو کچھ حالات لکھے گئے ہین چالیس برس پیشتر کے ہین۔ اور یقیناً اتنے دنون مین بہت کچھ تغیرات ہو گئے ہون گے۔ خصوص انگریزی تہذیب نے تو ملک کی وضع اور اخلاق کو بالکل بدل دیا ہوگا۔

مروج ہین[عه]۔ عام آبادی جس مین زراعت پیشہ اور مختلف قسم کی محنت و مزدوری کرنے والے شامل ہین جاٹ لوگون کی ہے۔ جنھون نے عموماً مذہب اسلام اختیار کرلیا ہے۔ ان کی عورتین نہایت ہی حسین ہین اور اس کے ساتھ پاک دامنی و عفت مین بھی مشہور ہین۔ اور لوگ حیرت سے دیکھین گے کہ اُن مین پردے کا بالکل رواج نہین۔ اِس لیے کہ یہ لوگ عموماً خانہ بدوش رہتے ہین۔ اِس لیے کہ اپنے اونٹون کے چرانے کے لیے انھین ہمیشہ عمدہ چراگاہ کی تلاش رہتی ہے۔ جس طرح عرب اپنے گھوڑے سے نہین جُدا رہ سکتا اُسی طرح یہ لوگ اپنے اونٹون سے کبھی نہین جُدا ہوتے۔

جاٹون کے علاوہ زیادہ گروہ بلوچیون کا ہے جو مدت ہائے دراز سے یہان کے رئیس و وضیع بن گئے ہین۔ ان مین بھی یہ عربیت کی شان موجود ہے کہ ہر گروہ یا قبیلہ کا ایک سردار یا شیخ معین ہے۔ جس کی سب اطاعت کرتے ہین ایک اونٹے اشارے پر ایک سانڈنی سوار ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلے مین جوش پھیلا دیتا ہے۔ اور چند ہی روز مین بیس بیس ہزار مسلح آدمی جمع ہو جاتے ہین۔

اب سے پیشتر جب یہان کی حکومت خود ملک والون کے ہاتھ مین تھی اُس وقت یہان اسلحہ کا دیگر اضلاع ہند سے زیادہ رواج تھا۔ نہ کوئی بلوچی بے تلوار کے نظر آتا تھا اور نہ کوئی اور معزز آدمی[عه]

خاص سندھی مسلمانون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ سب نومسلم ہین جو قدیم خلفا کے عہد مین مسلمان ہو گئے۔ مگر ہم سمجھتے ہین کہ اِن مین زیادہ گروہ اُن عربون کی نسلون کا ہے جو اُس قدیم زمانے مین یہان آ کے سکونت پذیر ہوئے تھے۔ گو فی الحال جہالت و بے علمی نے اُنھین اپنی اصلیت اور اپنے حسب و نسب سے بھی بے خبر کر دیا ہے۔ امتداد زمانہ مین اُن مین یہان تک تفریق کر دی ہے کہ اب تین سو سے زیادہ اُن کی ذاتین بتائی جاتی ہین۔

اہل سندھ کی اخلاقی بُرائیان

اِس عام قاعدہ سے کہ عشرت پسندی کا خاتمہ نہایت لغو کھیل تماشون پر ہوتا ہے مسلمانانِ سندھ بھی نہین مستثنٰے ہین۔ کنکوے بازی کا شوق غربا و

عه امپیریل گزیٹر۔ عه پی پوسٹن۔

اُمرا سب مین ہے۔ کبوتر بازی کا بھی چرچا ہے۔ بٹیر بڑی کوششون سے سکھا کے لڑائی کے لیے تیار کیے جاتے ہین۔ اور اُن کی پالیون مین بڑے جگھٹے رہتے ہین۔ مرغ بازی بھی عام ہے۔ مسلمان لوگ جمعہ کا دن اکثر اِسی شغل مین صرف کیا کرتے ہین۔ اہل سندھ کو مینڈھے لڑانے مین بھی بڑی دلچسپی ہوتی ہے۔ جُوے کا سندھ مین بڑا رواج ہے۔ مرد تو مرد عورتین تک ہار جیت کے کھیلون پر دیوانی ہین۔ در اصل وہ بڑی مشتاق کھیلنے والی ہوتی ہین۔ اُن کی صحبت مین بچے بھی اس بد اخلاقی کے عادی ہو جاتے ہین جو مان کی گود ہی مین قمار بازی سیکھ جاتے ہین۔ ایک سات برس کا بچہ بڑا ہوشیار جواری ہوتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ چند ہی روز مین تاش۔ پانسون کوڑیون اور پیسون غرض تمام قسم کے جُوئن مین اپنا سارا وقت صرف کرنے لگتا ہے صرف اِسی قدر نہین نکتہ چین اُن پر اور بھی بہت سے الزام قائم کرتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کاہل۔ بے پروا۔ بُزدل۔ نشہ باز۔ اور اپنی ذات سے میلے کچیلے رہتے ہین۔ اور اِس پر طرّہ یہ کہ قرب و جوار کے ملکون مین جھوٹے لپاٹیے مشہور ہین۔

ان کی خوبیان

لیکن یہی نہین کہ اُن مین صرف یہ عیب ہین اور کوئی خوبی نہین۔ وہ امن پسند خوشی سے بسر کرنے والے۔ جرائم سے محترز۔ رحم دل اور وفادار لوگ ہین۔ اُن کی راست بازی اور دیانت داری اِس درجے تک ہے کہ کبھی اُن پر حرف نہین رکھا جا سکتا۔ فی الحقیقت عربی اقوام سے ملنے جلنے بلکہ غالباً اُن کی نسل سے ہونے کا اثر ہے۔ اس لیے کہ عرب کے صحرا نشینون کی راستبازی اور دیانت داری آج تک ضرب المثل ہے۔

ہندوون کے حالات اور اُن کی ذاتین

زیادہ اور عام آبادی سندھ مین مسلمانون کی ہے۔ ہندوون مین زیادہ وہی خاندان ہین جو پنجاب و دیگر مقامات سے آکے آباد ہوئے۔ ایسے چند ہی ہندو خاندان ہون گے جو قدیم زمانے سے چلے آتے ہون۔ اور دول اسلامیہ کے زمانون مین برابر اپنے عقائد مذہبی پر قائم رہ سکے ہون۔ یہان دو ذاتون کے برہمن ہین۔ جو عموماً بڑے بڑے شہرون مین رہتے ہین۔ اور آپس مین شادی بیاہ نہین کرتے۔ ان مین سے ایک ذات تو عامل کے لقب سے مشہور ہے

غالباً یہ وہی لوگ ہین جو مشہور فاتح محمد بن قاسم کی فیاضی اور منصف مزاجی کی یادگار ہین اور جن کے ہاتھ مین اُس نے اضلاع سندھ کی حکومت اور اس ملک کے انتظامات دیے تھے۔ عامل کا لفظ ہی اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ یہ لوگ وضع۔ لباس اور خاصتہً بالون کی وضع مین مسلمانون کے متبع ہین۔ اور چونکہ عشرت پسندی کا زیادہ اثر ان پر نہین پڑنے پایا اس وجہ سے علے العموم سب سے زیادہ جفاکش ہین یہ لوگ بیشتر اسلامی، رؤسا کی حکومت مین بھی لکھنے پڑھنے کے شائق تھے۔ اور اب انگریزی گورنمنٹ مین بھی سب سے زیادہ تعلیم کی طرف عموماً یہی متوجہ ہین۔ میرون کے زمانے مین بھی تحریری کی خدمات انھین کے ہاتھ مین تھے، اور اب بھی ان خدمات پر ممتاز ہین۔ تاہم اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ سندھ کا ہندو آدھا مسلمان ہے۔

حبشی غلام

یہان حبشی غلامون کی بھی نسلین موجود ہین۔ جن کی اتنی کثرت ہوئی کہ اُن لوگون کی ایک خاص قوم بن گئی ہے جو آپس ہی مین شادی بیاہ کرتے رہتے ہین۔ لیکن غلامی ان کے رگ و پے مین اس قدر سرایت کر گئی ہے کہ گو انگریزی دور کی برکتون سے آزاد ہو گئے مگر اب تک بدستور اپنے آقاؤن ہی کے گھرون مین رہتے اور غلامی کی زندگی بسر کرتے ہین۔

زبان

سندھ مین فی الحال جو زبان بولی جاتی ہے سندھی زبان کے نام سے مشہور ہے۔ اور یون سمجھنا چاہیے کہ دیگر زبانون کی طرح وہ بھی سنسکرت کا ایک بگڑا ہوا نمونہ ہے۔ جس مین دیوتاؤن کی اُس مقدس زبان پر گجراتی سے بھی زیادہ تصرف کیا گیا ہے۔ مگر ہندی مرہٹی اور بنگالی زبانون کے مقابلے مین سنسکرت سے زیادہ نزدیک ہے۔ اس مین ابھی تک سنسکرت کی بہت سی نحوی ترکیبین باقی ہین جن کو دیگر السنہ ہند نے مٹا دیا ہے۔ خود اس زبان کے بھی تین لہجے ہو گئے ہین۔ شمالی اضلاع والون کا اور لہجہ ہے۔ جنوبی اضلاع والون کا اور۔ اور علاقہ تھار کے لوگون کا اور۔ اور اس زبان کا لٹریچر صرف عربی سے ترجمہ کی ہوئی مذہبی کتابون پر محدود ہے۔ ان کے علاوہ چند قومی گیت

۱ امپیریل گزیٹر۔ ۲ پی پوسٹن۔ ۳ امپیریل گزیٹر۔ ۴ پی پوسٹن۔ ۵ امپیریل گزیٹر

بھی مین عموماً تمام خط وکتابت فارسی خط مین کیجاتی ہے - خط خدادادی نام ایک اور خط بھی مروج ہے جس مین صرف سندو لکھتے پڑھتے ہین -

اونٹ

اس ملک مین سب سے زیادہ قابل قدر اونٹ ہے۔ سارے ملک مین اونٹون کی بڑی کثرت ہے۔ جس طرح دریا کے کنارے ہر طرف اونٹ نظر آتے ہین اسی طرح صحرا و دشت مین درحقیقت سندھ ہی ایسا ملک ہے جو ہندوستان مین اونٹون کا وطن کہا جاسکتا ہے۔ اونٹ یہان خانہ داری کے کامون مین بھی مستعمل ہین اور زراعت مین بھی علے الخصوص جنوبی حصۂ ملک مین۔ جہان کنوؤن کے رہٹ تیل نکالنے کے کولھو۔ اور اکثر جگہ ہل بھی انھین اونٹون کی مدد سے چلائے جاتے ہین

عربون کا ورود

الغرض یہ ملک ہے جسے اُلوالعزم اور پُرجوش قوم عرب نے سارے ہندوستان سے چُن کے اپنا مسکن اور مرکز قرار دیا جہان احکام خلافت کے جاری ہوتے ہی بڑے بڑے شرفاے عرب آ آ کے متوطن ہوئے۔ اور اُن کی نسلین دیگر اقوام مین مل جُل گئین۔ ہندوستان کے بہت سے عربی نژاد اور شریف خاندان اسی سرزمین سندھ کی معرفت عرب سے یہان آئے ہین۔ مگر افسوس کہ لاعلمی اور ایک ممتد زمانے کی جہالت نے یہان کے مسلمانون کو بالکل بھلا دیا کہ کن ڈالیون کے تھے ہم ثمر؟ ٹوٹ کر آئے کہان سے؟ اور بکے آکر کہان؟ اِن کے مورخون۔ اِن کی غلط وکالت کرنے والے واقعہ نگارون نے یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ وہ سب کے سب نومسلم ہین اور انھین خبر نہین۔ ترقی کی دُنیا مین ہم ہر جگہ کے لوگون کا کچھ نہ کچھ ذکر ضرور سُنتے ہین اور نہین سُنتے تو افسوس ان کا ابتک علم نہ ہو تو انسان شریف بھی نہین رہ سکتا۔

---

عہ پی پوسٹن۔

# دوسرا باب

## سندھ کی قدیم تاریخ (حسب بیان اہل ہند)

یہ امر ہمیشہ افسوس کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہندوستان مین سب کچھ تھا۔ اور جو چیز نہ تھی وہ تاریخ ہے۔ بے شک اِس بارۂ خاص مین ہندؤن سے ایسی سخت فروگذاشت ہوگئی ہے جس کا اب کوئی علاج نہین ہوسکتا۔ حالات امم دریافت کرتے وقت ہم گم نام سے گم نام قومون کے کچھ نہ کچھ واقعات معلوم کر پاتے ہین۔ مگر افسوس کہ ہندؤن کے متعلق ہمین ایسے قدیم کُتابے بھی کم ملتے ہین جن پر سے قدامت کا گرد و غبار ہٹا کے کوئی بات دریافت کی جاسکے۔ ہندؤن نے اول تو اپنی تاریخ کے قلمبند کرنے کا کبھی ارادہ ہی نہین کیا۔ اور اگر کبھی تھوڑے بہت حالات کے بتانے کی کوشش بھی کی ہے تو اُن کو اِس طرح کے شاعرانہ مبالغون یا اگلی سادہ لوحیون۔ کے اعتقادات مین مِلا کے بتایا ہے کہ تاریخ و روایت کا کام دینے کے عوض اُن مین ایک مذہبی کتھا یا دیوبانی کی شان پیدا کردی ہے۔ مہابھارت اور رامائن کی مقدس اور شاعرانہ نظمون اور اہل سندھ کے مشہور۔ قومی کارنامون سے جو کچھ معلوم ہوسکتا ہے اُسے ہم اپنے ناظرین کے ملاحظے مین پیش کیے دیتے ہین۔ مگر اِس کے ساتھ یہ بھی کہے دیتے ہین کہ اِن باتون کو ایک کہانی سے زیادہ وقعت نہین دی جاسکتی۔

کیکیا کا راج رامائن کے زمانے مین۔

ہندو تاریخ مین سب سے پہلے اس ملک کا پتہ رامائن مین لگتا ہے۔ اِسی ملک مین دریاے اٹک کے کنارے کیکیا نام ایک سلطنت تھی جس کا راجہ اسواپتی یعنے گھوڑون والا راجہ کہلاتا تھا۔ راجہ دسرت کی ناز آفرین رانی جس کی ضد اور حسد سے رام چندر جی کو بن باس نصیب ہوا اِسی راجہ کی بہن تھی۔ اور اِسی سبب سے کیکئی یعنے ملک کیکیا والی مشہور تھی۔ لہذا یون سمجھنا چاہیے کہ اُن دنون سندھ کا راجہ راجہ دسرت کا سالا تھا۔

پانڈوں کے زمانے میں

اِس کے بعد پانڈوں کے زمانے میں بھی جو مہا بھارت کی معرکہ آرائی کے کامیاب ہیرو تھے اِسی اسو اپتی کا نام آیا ہے۔ نگر کے علاقے میں ایک تانبے کی تختی برآمد ہوئی جو بطور سند کے ہے۔ اُس کے کتابے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ جنمے جیا نے جو ہستنا پور کا راجہ اور پانڈوؤں کی نسل سے تھا اسو اپتی راجہ کو قتل کیا۔ اِس لوح میں علم نجوم کے مطابق جو زمانہ بتایا گیا ہے اُس کا حساب لگایا جاے تو یہ واقعہ ولادت مسیح سے ۲۹۹۰ برس پیشتر کا ہے۔

اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن دنوں اسو اپتی راجہ یعنے سِندھ کا فرمانروا اِتنا زبردست تھا کہ اُس کے مغلوب اور قتل کرنے کو پانڈو خاندان کے راجہ اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور اِس فتحمندی کو اپنے اوصاف والقاب میں داخل کرتے تھے۔

میداور جاٹ

اِس کے بعد کے حالات بلالحاظ تقدم و تاخر مجمل التواریخ کے بیان کے مطابق (جس نے ہندو رواتیوں سے اخذ کیا ہے) یہ ہیں کہ قدیم الایام میں دریاے پاہن (سندھ) کے کنارے دو قومیں آباد تھیں جن میں سے ایک تو جاٹ تھے اور دوسرے مید۔ موجودہ علم فیلالوجی اور انسانی خط و خال کی بصیرت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ دونوں وہی وحشی اور غارت گر قومیں ہیں جنھوں نے آریہ قوم کے پھیلاؤ سے پہلے مختلف ممالک ارض کو اپنی جولانگاہ بنا کے ہر جگہ لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا تھا۔ اور کیا عجب کہ سِندھ کے یہ مید بھی اِسی عظیم الشان اور مشہور قوم سے تعلق رکھتے ہوں جس نے اسیریا کی سلطنت سے پہلے بلندی وادی فرات میں میڈیا کی باشان و شوکت سلطنت قائم کی تھی۔ خیر یہ دونوں گروہ چاہے جس قوم سے تعلق رکھتے ہوں اور ہندوستان کے میدانوں میں جب آئے ہوں ہمیں سِندھ میں اِن کے متعلق اِسی قدر پتہ چلتا ہے کہ ایک غیر معلوم و غیر محدود زمانے سے دریاے سِندھ کے کنارے آباد اور باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔

مید کا جاٹوں پر غلبہ۔

آخر باہمی جھگڑوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ مید لوگ جاٹوں پر غالب آگئے اور ایسا ظلم و جور کرنے لگے کہ مغلوب فریق نے دریا کے اُس پار جا کے پناہ لی۔ اور اب

؎ انڈین انٹی کویرین جلد ۱۔

دونون قومین ایک دوسرے سے الگ امن وامان کے ساتھ رہتی تھین۔ مگر جاٹ لوگ کشتیون کے بنانے اور چلانے مین اچھی مہارت رکھتے تھے جب نہر سے مید لوگون کو بالکل مس نہ تھا۔ اُن کی اِس کمزوری سے جاٹون نے یون فائدہ اُٹھایا کہ اپنی کشتیون پر بیٹھ بیٹھ کے پار اُترتے۔ میدون پر اچانک حملہ کرتے۔ اُن کے مویشیون کو پکڑ لیتے۔ اور قبل اس کے کہ مید لڑائی کے لیے تیار ہون دریا پار ہو کے اپنے مسکنون مین واپس چلے آتے۔ ایک مدت تک جاٹ یونہین لوٹ مار کرتے رہے اور میدوالون کا کوئی زور نہ چلتا تھا۔ اِن مسلسل دریائی حملہ آورون نے آخر یہ نوبت کردی کہ اب مید جاٹون سے بالکل دب گئے۔ اور انتہا سے زیادہ پریشان تھے۔

پھر جاٹون کا اُن پر

دونون کا باہمی اتحاد

آخر میدون کی یہ حالت اور بے بسی دیکھ کے جاٹون کے ایک سردار کو ترس آیا۔ اِس نے اپنی قوم کے لوگون کو سمجھایا اور اُن کے ذہن نشین کیا کہ ایسی وقتی کامیابی کوئی پائدار اور ہمیشہ رہنے والی چیز نہین ہے۔ اُس زمانے کو یاد کرو جب یہی مید لوگ تم پر ظلم کر رہے تھے۔ اور تم ایک عام آفت مین مبتلا تھے پھر اِس کے بعد اب اِس حالت کا خیال کرو جب کہ تمھاری باری ہے۔ اور تم اِن پر غالب ہو۔ لہذا تمھین یقین کرنا چاہیے کہ دونون قومون کی بھلائی اِسی پر منحصر ہے کہ دونون آپس مین موافقت کرلین۔ اور باہم دوست بن کے امن امان کے ساتھ زندگی بسر کرین۔

رانی دھسلہ کی حکومت

اِس طرح مید اور جاٹ مین اتفاق پیدا کرکے اِس نے دونون کو مشورہ دیا کہ اپنے چند سردارون کو منتخب کرکے راجہ دھرتراشٹر کے بیٹے راجہ دریودھن کے پاس بھیجو اور درخواست کرو کہ وہ اپنی طرف سے کسی کو تم پر راجہ اور حاکم مقرر کردے۔ اور جب راجہ دریودھن کا نائب یہان آجائے تو دونون قومین اُس کی اطاعت وفرمانبرداری کرین۔ اِس رائے کو سب نے پسند کیا اور میدون اور جاٹون کے وکیل راجہ دریودھن کے دربار مین جا پہونچے۔ معزز راجہ اِن لوگون کے ساتھ بہ لطف پیش آیا۔ اور اپنی بہن دھسلہ کو جو ایک طاقتور راجہ جیدارتھ کی رانی تھی اپنی طرف سے سندھ مین بھیجا

شاہزادی وہسلہ نے آتے ہی ملک اور تمام شہرون کی حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور یہان کی پہلی رانی بن کے جاٹون اور میدون پر حکومت کرنے لگی۔

**اُس کا عہد**

اِس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مہابھارت کے عظیم الشان لڑائی کے قریب کا وہ زمانہ ہے جب بہادر آریہ لوگ وادی سندھ سے بڑھکے دریاے گنگا کے کنارے جا پہونچے تھے۔ اور اِن کے بعد سندھ مین جاٹون اور میدون کی پُرانی قومین بے حکمران اور بے بادشاہ کے رہ گئی تھین۔

**برہمنون کا سندھ مین آکے آباد ہونا**

وہسلہ نے بہت اچھا انتظام کیا۔ نیک رانی اور نیک بخت ملکہ ثابت ہوئی اُس کے اوصاف اور اُس کی لیاقت کے تذکرے کثرت سے بیان کیے جاتے تھے لیکن باوجودیکہ اُس کی خوش انتظامی نے ملک کو دولت مند اور باعظمت و وقعت بنا دیا تھا۔ نقصان یہ تھا کہ سارے ملک مین کوئی برہمن نہ تھا جس کی لیاقت و دانائی سے ملک علمی وقعت بھی حاصل کرسکتا رانی نے اپنے ملک کی اِس بدقسمتی کا حال ایک طولانی خط کے ذریعے سے اپنے جوانمرد بھائی کو لکھا۔ جس کے پڑھتے ہی راجہ دریودھن نے تمام ہندوستان سے جمع کرکے ۳۰ ہزار برہمن مع مال و اسباب اور خدم و حشم کے سندھ مین بھیجدیے۔ اِن مقدس لوگون کے قدم کی برکت سے زیادہ زمانہ نہین گزرنے پایا تھا کہ مملکت سندھ کو بڑی رونق حاصل ہوگئی۔ زمین سرسبز و شاداب تھی اور شہر آباد۔ جس شہر کو اِس رانی نے اپنے راج کا مستقر قرار دیا تھا وہ شہر اسکلند ہے[ع۵]۔

**وہسلہ کا برتاؤ جاٹ اور مید قومون سے**

رانی وہسلہ نے ملک کا تھوڑا حصہ جاٹون کے ساتھ مخصوص کردیا اور اِنھین مین سے ایک شخص کو جس کا نام جودرت تھا اِن پر حاکم مقرر کیا اِسی قسم کا انتظام مید لوگون کے ساتھ بھی کیا گیا۔ یہ حکومت بہت اچھی تھی جو کچھ اوپر بیس سال تک قائم رہی۔ اور بھارت لوگون کی حکومت کہلاتی ہے۔ مگر افسوس کہ رانی وہسلہ ہی پر بھارت کے راج کا خاتمہ ہوگیا۔

اِس خاندان کی تباہی کا سبب ہندوستان کی سلطنت کا ایک عظیم الشان

ع۵ یقیناً اِسی شہر کو قدیم یونانی مورخون نے اسکندرہ بتایا ہے۔

دہلی کے خاندان کا زوال

انقلاب تھا جس نے پانڈؤن کے نامی اور مشہور زمانہ خاندان کی حکومت کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ کے پھینک دیا تھا۔ صرف ناانصافی اور مذہبی گستاخی کی وجہ سے پانڈؤن نے اپنا راج کھویا۔ ان کی قسمت ہی پلٹ چکی تھی جس کے سبب سے وہ ظالم بنے۔ ایک دن کسی برہمن کی گئو کو اس کے گھر سے پکڑ لائے۔ اور اس کے مار ڈالنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ برہمن نے آکے انھین سمجھایا۔ اور کہا "مین نے کتابون مین پڑھا ہے کہ پانڈؤن کا اقبال اُس وقت جائے گا جب وہ ایک گئو کی وجہ سے ایک برہمن کی جان لین گے۔" مگر اُنھون نے نہ اُس کے کہنے سُننے کی کچھ پروا کی۔ اور نہ دین کا پاس ولحاظ کیا۔ اُسے بھی مار ڈالا اور اُس کی گئو کو بھی۔

اِس مظلوم برہمن کا ایک بیٹا تھا جس کا نام برہمین تھا۔ وہ ایک بڑا ہی طاقتور اور قوی ہیکل جوان تھا۔ اور ایک پہاڑ کی بلندی پر رہا کرتا تھا۔ جب اُس نے اپنے باپ کے مارے جانے کا یہ سانحۂ عظیم سُنا تو اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور خود اپنی طرف خطاب کر کے بولا "مین جا کے پانڈون کا راج چھین لون گا اِس لیے کہ اُنھون نے ایک گئو اور ایک برہمن کی ہتھیا کی ہے۔" رشیون کی بات جھوٹی نہین ہو سکتی۔ اُن کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ پانڈؤن کی تباہی کا زمانہ آپہونچا تھا جس کی تکمیل کے لیے اِس برہمن زادے نے کمر باندھی۔ عام لوگ تو اِس نوعمر برہمن کے دعوے پر ہنسے مگر ایک بڑی جماعت اُس کی طرفداری مین بھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُن کی مدد سے اس نے بڑھ کے ایک شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہان ٹھہر کے اُس نے روز بروز اپنی قوت بڑھانی شروع کر دی۔ اور جب ایک بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا تو اُس نے آگے قدم بڑھایا۔ اور شہر کے بعد شہر اُس کے قبضے مین آنے لگے۔ یہان تک کہ فتح کرتا ہوا خاص شہر ہستناپور پر جا پہونچا جو پانڈؤن کا دارالسلطنت تھا۔ اِس نسل کا آخری فرمان روا گویا پورت مقابلے کو نکلا۔ مگر اقبال ساتھ چھوڑ چکا تھا بیچ میدان مین مارا گیا۔ اور اُس کے مرتے ہی برہمین سارے راج کا مالک تھا۔ اُس نے تمام قلمرو پر قابض ہونے کے بعد کوشش کی کہ پانڈون کے خاندان کو دُنیا مین فنا کر دے۔ وہ جہان ملے

برہمین برہمن کی حکومت

تہ تیغ ہوئے۔ صرف چند ہی آدمی بھاگ کے بچے جنھون نے موت کے خوف سے اپنی ذات چھپا ڈالی۔ اور قسائی اور نان بائی وغیرہ کی قسم سے ذلیل پیشہ اختیار کر لیے تھے۔

کہتے ہین کہ پانڈؤن کے بیٹے پوَل کی بیٹی نکولا برہمین کے دربار مین آئی اور ایسے مؤثر لہجے مین منت وسماجت کی کہ برہمین راجہ نے اِس شاہی خاندان کے قتل سے ہاتھ روک لیا۔ مگر اِس پر بھی اُن کو آزادی نہین دی۔ سب قید خانے مین بند تھے۔ لیکن جب قید خانے مین اُن کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو برہمین نے اُنھین چھوڑ دیا۔ لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ بعض خاص قسم کی تجارتین اور خاص پیشہ اختیار کر لین تاکہ نہ کوئی شریف اُن کو اپنی بیٹی دے اور نہ اُن کی بیٹی لے۔ اور نہ کوئی معزز شخص ان سے کسی قسم کی راہ و رسم رکھے۔ ان غرضون کے حاصل کرنے کے لیے اس نے صرف یہی نہین کیا کہ مظلوم اور ستم زدہ پانڈؤن کو ذلیل بنا دیا۔ بلکہ ساری قلمرو مین اشتہار دے دیا کہ کوئی اُن سے تعلقات قرابت ومودت نہ پیدا کرے۔ اِس طریقے سے اُن کی عزت یہان تک گھٹی کہ آخر انھون نے مصائب زمانہ سے تنگ آکے ڈوم ڈھاڑیون کا پیشہ اختیار کر لیا۔ اور کہتے ہین کہ ہندو بانسری بجانے والے انھین کی نسل سے ہین۔

اُس کا سلطنت کو ترک کر دینا۔

قاعدہ ہے کہ گناہ کا بار ایک اچھے دل کو بہت جلدی محسوس ہونے لگتا ہے۔ برہمین کے ہاتھ سے جب کثرت سے جانین تلف ہوئین تو اُسے اپنے افعال پر ندامت ہوئی۔ اور دل مین خیال آیا کہ جن لوگون کو مین نے مارا ہے اُن کے خون کا کفارہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کے اپنی باقی زندگی خدا کی یاد مین صرف کر دون۔ اِس قسم کے منصوبے وہ دل مین سوچ ہی رہا تھا کہ کسیاپا نام ایک برہمن نے آکے نصیحت کی۔ اور انسان کشی پر ملامت کرنے لگا۔ یہ سنتے ہی برہمین کا جوش ندامت تازہ ہوگیا۔ اور انتہا سے زیادہ متاثر ہو کے بولا "بے شک تم سچ کہتے ہو۔ مین خود اپنے اِن کامون پر پچھتاتا اور اپنی حالت پر افسوس کرتا ہون۔ بہتر تو اب یہ راج تم لو۔ اور مین جا کے بھگوان سے لو لگاتا ہون" کسیاپا نے جواب دیا کہ حکمرانی میرا کام نہین ہے۔ مگر برہمین نے پھر

اصرار کیا۔ اور جب اُس نے اصرار پر بھی سلطنت قبول کرنے سے انکار کیا تو کہنے لگا وہ خیر اب تم مجھ سے تو راج کو لے لو۔ خود رکھنا نہ منظور ہو تو اپنی طرف سے کسی اور کو دے دینا مگر میری جان اِس پاپ سے چھڑا دو۔ گیاپا نے یہ درخواست منظور کی۔ اور اُس کے سامنے ہی سناگھ نام ایک خدمت گار کو راج گدی پر بٹھا دیا۔

سناگھ کی حکومت اور اُس کا خاندان۔

الغرض یون برہمن نے راج پر لات مار کے اپنے آشرم کی راہ لی۔ اور دُنیا سے الگ ہو گیا۔ سناگھ نے تخت پر بیٹھ کے دادگستری اور رعایا پروری سے کام لیا بہت اچھی طرح حکمرانی کی۔ اور اسی سبب سے اُس کے گھرانے مین راج بہت دنون تک رہا۔ پندرہ اچھے راجہ اُسی کی نسل سے اُس کی گدی پر بیٹھے۔ اور نیکنامی حاصل کر کے دُنیا سے رخصت ہوئے۔ مگر اُن کے بعد اِس کے وارثون نے بھی ظلم و جور شروع کر دیا۔ جس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ راج اُن کے قبضے سے نکل گیا یہ واقعہ شہنشاہ ایران گشتاسپ کے زمانے کا ہے۔

دارائے ایران گشتاسپ کا حملہ۔

کہتے ہین کہ گشتاسپ کی زندگی ہی مین بہمن ایرانی فوجین لے کے ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ اور ایک حصہ ملک پر متصرف ہو گیا۔ بہمن نے ہندؤن اور ترکون کی سرحد کے درمیان مین ایک شہر آباد کیا جس کا نام قند ابیل رکھا (غالباً یہی شہر اب بیلا کے نام سے مشہور ہے جو بلوچستان اور سندھ کے درمیان مین واقع ہے) اُس نے یہان ایک اور شہر بھی آباد کیا۔ جس کا نام بہمن آباد سے بدل کے برہمن آباد ہو گیا تھا۔ بعض بیانون سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کا آباد کیا ہوا شہر منصورہ عین اِسی مقام پر تھا جہان یہ قدیم زمانے کا شہر تھا۔ بہمن ہندوستان کے مغربی اضلاع مین ایک مدت تک ٹھہرا رہا۔ یہان تک کہ اُس نے گشتاسپ کے مرنے کی خبر سُنی۔ اور ایران مین واپس جا کے تخت شاہی پر بیٹھا۔

راجہ ہال

یہ تو سندھ کے راجہ کا حال ہوا۔ مگر اُنھین دنون ہندوستان مین ایک اور سلطنت قائم تھی جس کا فرمان روا راجہ ہال تھا۔ ہال سنجوارہ کی نسل سے تھا جو چندرت کا بیٹا اور راجہ دھتر اشتر کی بیٹی کے بطن سے تھا۔ ہندوستان مین وہ اِس سلطنت کا وارث ہوا جس پر چندرت اور وسل وغیرہ حکمران تھے ہال بذات خود ایک بڑا صاحب اثر راجہ ہو گیا تھا۔ اُس نے ایک عمدہ دار السلطنت

اور کئی شہر آباد کیے۔ اُس کی قلمرو مین کپڑا نہایت اچھا بنتا تھا۔ جس کی وجہ سے اُس کے ملک کی دور دور شہرت تھی۔ انتظام قائم رکھنے کے لیے اُس نے حکم دے دیا تھا کہ کوئی کپڑا بغیر شاہی مہر کے حدود سلطنت سے باہر نہ نکلنے پائے۔ اور یہ مہر اِس طرح کی جاتی کہ خود راجہ زعفران سے اپنے پانون کا چھاپہ کپڑے پر لگا دیا کرتا تھا۔

راجہ کشمیر کی اُس پر چڑھائی

اتفاقاً کشمیر کے راجہ کی حسین و پری جمال رانی نے اِسی قسم کا کچھ کپڑا خریدا اور اُس کی ساری پہن کے اپنے شوہر کے سامنے گئی۔ کشمیر کے راجہ نے وہ چھاپے کا نشان دیکھا تو دل مین رقابت کا خیال پیدا ہوا۔ اور رانی سے پوچھنے لگا تم نے یہ کپڑا کہان سے پایا۔ رانی نے ایک سوداگر کا نام بتایا۔ جو فوراً دربار مین پکڑ بلایا گیا۔ جب راجہ نے سوداگر سے اِس کپڑے کا حال پوچھا تو اُس نے بتایا یہ راجہ ہال کے ملک کا کپڑا ہے اور اُسی کے پاؤن کا چھاپہ اِس پر بنا ہوا ہے۔ اتنا سُنتے ہی کشمیر کا راجہ بے سوچے سمجھے قسم کھا گیا کہ مین جا کے راجہ ہال کا پاؤن کاٹ ڈالون گا۔ جس نے در پردہ میری رانی کے ساتھ ایسی گستاخی کی ہے۔ وزیر نے اِس ارادے سے روکا اور سمجھایا کہ وہ برہمنون کا دیس ہے۔ وہان آپ کو فتح نہین حاصل ہو سکتی۔ راجہ نے اس مشورے کا کچھ لحاظ نہ کیا اور اپنی فوج لے کے چل کھڑا ہوا۔ جب اِس زبردست حملہ آور کی روانگی کی خبر راجہ ہال کو پہونچی تو دل مین ڈرا۔ اور برہمنون کو بُلا کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا تم کو لازم ہے کہ اس زبردست راجہ کو روکو۔ اور کوشش کرو کہ تمھارا ملک اِس کے حملے سے محفوظ رہے۔ برہمنون نے بیٹھ کے عبادت کی۔ اور آخر راجہ ہال کو مشورہ دیا کہ ایک مٹی کا ہاتھی بنوائیے۔ اور اُسے میدان جنگ مین فوج کے سامنے نصب کر دیجیے راجہ ہال نے ایسا ہی کیا۔ اور جب شہر کشمیر کا راجہ اپنی پہاڑی فوجون کے ساتھ کوچ کرتا ہوا وہان پہونچا تو خدا کی قدرت سے وہ مٹی کا ہاتھی ایک عجیب و غریب توپ خانہ بن گیا جس سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔ اور ایسی آگ برسی کہ کشمیر کے بہت سے بہادر جل کے خاک سیاہ ہو گئے۔ ہمارے

ہندو دوستون کو موقع ملتا ہے کہ اِس واقعہ سے اپنے قدیم بزرگون کے عہد مین توپ خانہ کا ثبوت حاصل کرین۔ اور بارودت کی ایجاد کا تاج آرین عقلا کے سر پر رکھ دین۔

الغرض اتنا بڑا نقصان اُٹھا کے کشمیر کا راجہ صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہوا۔ راجہ ہال نے یہ درخواست قبول کی۔ اور کمال انسانیت و نیک نفسی کے ساتھ اپنی طرف سے بہت سے تحفے اور ہدیے اُس کے پاس بھیجے۔ مگر کشمیر کے راجہ نے چونکہ ہندوستان کے راجہ کا پاؤن کاٹنے کی قسم کھائی تھی لہذا قسم اُتارنے کے لیئے یہ تدبیر کی کہ راجہ ہال کی ایک موم کی مورت بنوائی اور اُس مورت کا پاؤن کاٹ کے اپنا عہد پورا کیا۔ اِس کے بعد دریا (غالباً دریاے سندھ) کے راستے سے اپنے وطن کو واپس روانہ ہوا۔ لوگون نے اُسے صلاح دی کہ دریا مین طلاطم زیادہ ہے کشتیون کو کنارے سے زیادہ دور نہ لیجانا چاہیے۔ اِس صلاح کے مطابق وہ کنارے ہی کنارے چلا۔ اور جو جو آگے بڑھتا پانی کم ہوتا جاتا تھا۔ یہان تک کہ ایک مقام پر پہونچا جہان پانی بہت کم تھا۔ اور اُس کا دارالسلطنت کشمیر صرف چند ہی میل رہ گیا تھا۔ وہان اُس نے کشتی سے اُتر کے بہت سی عمارتین بنوائین۔ گانون بسائے۔ اکثر مقامات پر مندر تعمیر کرائے۔ اور قرب و جوار مین شہر آباد کیے۔ یہ مقام جہان اُس نے ہمیشہ یاد رہنے والی عمارتین بنوائین اِس کا نام سادندی ہوگیا۔ راجہ کشمیر اِن کامون مین مشغول تھا کہ کسی دشمن کے اُٹھ کھڑے ہونے کی خبر آئی۔ لہذا سب کام چھوڑ کے وہ کشمیر پہونچا۔ اور اُس دشمن کو مغلوب کیا۔

سندھ کی سلطنت

مدت ہاے دراز تک اُس کا راج اُس کے جانشینون مین رہا اور تمام ہندو اُس کے جانشینون کے فرمانبردار تھے۔ اِس مدت مین سندھ کے ملک مین تین بادشاہ ہوئے تھے اور غالباً یہ راجہ برہمن کے خادم سناگھ کی نسل سے تھے۔ اِس لیے کہ یہ زمانہ بہمن کی حملہ آوری سے پہلے کا ہے۔ بعد کے بیانات سے ظاہر ہوگا کہ یہ راجہ بھی برہمن سمجھے جاتے تھے۔ لہذا قیاس کیا جا سکتا ہے کہ سناگھ اگرچہ برہمین کا خادم تھا مگر وہ بھی ذات کا برہمن تھا۔ انھین راجاؤن کے عہد مین اچیہ

کیا جس نے بہادری اور شجاعت دکھا کے ساری ہند وسلطنت اور
...ال کے راج کو بھی اپنے قبضے مین کرلیا تھا۔

راجہ کفند — ...اجہ کفند اصل مین ہندو ذات کا راجہ تھا۔ مگر یہان اُس کی رحم دلی اور
...پوری کی وجہ سے سب لوگ اُس کے تابع فرمان ہوگئے تھے۔ اس نے
...ر اُن کے ملک کی تعریفین کرنے مین بڑی فصاحت و بلاغت صرف کی۔
...یون سے ان کی اُمیدین بڑھائین۔ اور اپنی کارگزاریون سے ان کی دلدہی
...ہ سکندر اعظم کا معاصر تھا۔ اُس نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر ایک برہمن
سے پوچھی۔ اور غالباً اسی تعبیر کے مطابق اُس نے سکندر اعظم کو صلح کا پیام دیا اور
درخواست صلح کے ساتھ اپنی راج کنواری بیٹی ایک حاذق طبیب۔ ایک فیلسوف
اور ایک شیشے کا ظرف بطور نذرانہ پیشکش کیے۔ شاہنامہ مین یہی راجہ قید ہندی
کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

دہ ایرانیون کو نکالتا ہے — اسی کے زمانے مین جو برہمن ملک سندھ کا راجہ تھا اُس کی حدود پر
شہریار ایران بہمن نے حملہ کیا۔ اور اس کو شکست دے کے سندھ کے اکثر بلاد
پر قابض و متصرف ہوگیا۔ جابجا آتشکدے بنوائے۔ برہمن راجہ کی اس شکست
کی خبر جب ہندؤن کو پہونچی تو راجہ کفند نے مقابلے اور بیرونی لوگون کے نکال
دینے کا ارادہ کیا۔ اِس غرض کے لیے اُس نے اپنے بھائی سامید کے پاس ایک
آدمی بھیجا۔ اور اُسے حکم دیا کہ شکست خوردہ برہمن راجہ کو ساتھ لے کے شہر
منصورہ (اُس زمانے کے بہمن آباد یا برہمن آباد) کی طرف کوچ کرے۔ اور فارسی
سردار مہران کو جو بہمن کی طرف سے وہان کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا نکال دے اور
جتنے آتشکدے قائم کیے گئے ہون اُن کو کھود کے اُن کی جگہ ہندو دھرم کے مندر
تعمیر کرے۔ سامید نے اپنی کمک پر ہندوستان کے راجہ ہال کو بھی بُلایا۔ جو
ایک لشکر لے کے آپہونچا۔ اور دونون ہندوستانی بہادر مہران کے مقابلے کو
روانہ ہوئے۔ میدان جنگ مین پہونچ کے ہندو بہادرون نے ایسی جوان مردی
دکھائی کہ مہران کو ایک شہر مین قلعہ بند ہو کے جان بچانی پڑی۔ راجہ ہال اور
سامید نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور تین سال تک گھیرے پڑے رہے۔ ایران کے

چالاک سردار نے جب دیکھا کہ اب لڑائی مین کوئی اُمید نہین باقی رہی تو قلعہ سے زمین کے اندر ہی اندر ایک سُرنگ کھُدوائی جو بڑی محنت سے کھود کے شہر کیاساتک پہونچائی گئی۔ جب یہ سُرنگ تیار ہوگئی تو اُس نے قلعہ کے بُرجون پر لکڑیان کھڑی کرائین۔ ان پر خود رکھدیے۔ اور کپڑون اور اسلحہ سے ایسی صورت بنادی کہ باہر والون کو معلوم ہوتا کوئی جانباز فوج لڑائی کو مستعد اور تیار کھڑی ہے۔ یہ کارروائی کرکے وہ اپنی تمام فوج کے ساتھ سُرنگ مین گھُسا۔ اور بھاگ کے ترکون کے ملک (زابلستان یا موجودہ افغانستان) مین ہو رہا جھون نے اُسے اپنے وہان پناہ دی۔ وہ تو اِدھر چلا گیا اور یہان ہندو اسی دھوکے مین رہے کہ قلعہ کی بیدار مغزی سے حفاظت ہو رہی ہے۔ مگر جب یہ تماشا نظر آیا کہ کوّے قلعہ کے سپاہیون کے سرون پر آکے بیٹھتے اور اُن کے خود گراتے ہین تو متحیر ہوئے اب جو غور کیا تو ایرانیون کا فریب کھُلا۔ فوراً قلعہ کے پھاٹک توڑ توڑ کے کھولے گئے۔ اور اِس کے بعد راجہ کفند کے حکم کی پوری پوری تعمیل ہوئی۔ سندھ مین ہندو راج کے ساتھ پھر ہندو دھرم قائم ہوا۔ الغرض ساامید کئی سال کے بعد فتحیاب وکامران ہوکے اپنے دیس مین واپس آیا اِس واقعہ کے بعد سکندر اعظم ہندوستان مین آیا۔ جس کا حال تیسرے باب مین آئے گا۔

راجہ اینند

راجہ کفند کے مرنے پر اُس کا بیٹا اینند تخت نشین ہوا۔ اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی سندھ کی سلطنت کو چار حصّون پر تقسیم کر دیا۔ اور ہر حصّے پر ایک جداگانہ راجہ یا صوبہ دار مقرر کیا۔ جن مین سے ایک کا مستقر شہر اسکلند تھا۔ دوسرے کا ارور اور اوچ بھی اِسی سے متعلق کیا گیا۔ جو تین ملک اس کے چچا سامید کے قبضے مین تھے اُن پر ایک تیسرا فرمانروا مقرر ہوا۔ اور چوتھے کو اُس نے ہندوستان کے اضلاع ندما اور لوہانہ پر متصرف کیا۔ یہ تقسیم جس وقت ہوئی ہے اُس وقت راجہ ہال بھی دُنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔

راجہ راسل

جب راجہ اینند کی زندگی کا چراغ گل ہوا تو اس کا بیٹا راسل باپ کی گدی پر بیٹھا۔ مگر تھوڑے ہی دن حکومت کرنے پایا تھا کہ ایک زبردست

دشمن [illegible] کھڑا ہوا جس نے طاقتور فوجون سے حملہ کر کے راجہ راسل کو اُس کے آبائی تاج و تخت سے جُدا کر دیا۔ جب حکومت ہاتھ سے جاتی رہی تو اُس نے وطن کو بھی حسرت کے ساتھ رخصت کیا اور بھاگ کے دکھن کی طرف چلا گیا۔ اور وہین اقامت گزین ہو گیا۔ جہان معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بڑے سے حصۂ ملک پر حکومت کرتا تھا۔ اُس کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام رتوال اور چھوٹے کا برکمارکیس۔

راسل کے بیٹے رتوال اور برکمارکیس

راسل کے اِن دو بیٹون کی داستان عجیب و غریب ہے۔ کہتے ہین کہ اُس کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے رتوال نے باپ کی وہ باقی ماندہ سلطنت اپنے قبضے مین لی۔ اتفاقاً انھین دنون کسی راجہ کی ایک بیٹی تھی جو حُسن صورت کے ساتھ بہت بڑی دانا اور صاحب عقل مشہور تھی۔ اِس پر طرّہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے لائق و فائق اور صاحب علم و فضل پنڈتون نے پیشین گوئی کی تھی کہ جو کوئی اِس لڑکی کا شوہر بنے گا سارے جگ کا راجہ ہو جائے گا۔ اِسی وجہ سے تمام ہندو راجاؤن اور راج کنورون کو اِس کے شوہر بننے کی آرزو تھی۔ مگر اِس پری جمال شاہزادی نے سوا برکمارکیس کے جو انتہا درجے کا خوب صورت اور جوان رعنا تھا اور کسی کو نہ پسند کیا۔ الغرض برکمارکیس نے بڑی آرزومندی و مقصدوری سے اِس شاہزادی کو اپنے عقد نکاح مین لیا۔ مگر جب اُسے لے کے اپنے گھر مین آیا تو بڑا بھائی اِس نئی دولھن کی صورت دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور کہا جس طرح یہ تمھین اچھی معلوم ہوئی اسی طرح مجھے بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اتنا کہہ کے اُس نے اُس نئی دولھن کو مع اُس کی سہیلیون اور چیرلون کے کمزور بھائی سے زبردستی چھین لیا۔ برکمارکیس نے جب یہ دیکھا تو بہت پریشان ہوا مگر کیا زور چل سکتا تھا۔ آخر دل مین کہنے لگا "اِس کنواری لڑکی نے مجھے صرف میری دانائی کی وجہ سے پسند کیا تھا لہذا دانائی سے اچھی کوئی چیز نہین۔ یہ خیال آتے ہی اُس نے اپنی معشوقہ بی بی کی مفارقت کا صدمہ دل سے نکال ڈالا اور تحصیل علم کی طرف متوجہ ہو گیا۔ صاحب علم لوگون اور برہمنون سے راہ و رسم پیدا کی اور شب و روز محنت کرنے لگا۔ اور آخر اتنے بڑے درجے پر پہونچ گیا

کہ علم و فضل مین کوئی اُس کا ہمسر نہ تھا۔

ایک باغی کا حملہ

وہ زبردست باغی جس نے اِن کے باپ کو جلاوطن کیا تھا جب سے اِس آفت روزگار اور حسین و نازنین لڑکی کی اور پھر اُس کے ساتھ دونون بھائیون کے باہمی سلوک کی خبر پہونچی تو کہنے لگا "جن لوگون کے ایسے حرکات ہون بھلا وہ اِس قابل ہین کہ ایسے مرتبے پر باقی رہین؟" یہ کہہ کے اُس نے فوج لے کے ردّال کے ملک پر حملہ کر دیا۔ بدنصیب ردّال کو شکست ہوئی۔ جو اِس چھوٹے حصۂ ملک کو بھی چھوڑ کے بھاگا۔ اور اپنے بھائیون اور اُمرا کے ساتھ کسی پہاڑ کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ مین جسے اُس نے اپنے لیے بنوایا تھا جا کے سکونت پذیر ہوا۔ یہان چارون طرف پہرہ مقرر کر دیا گیا۔ اور وہ حفاظت و اطمینان سے رہنے لگا۔ مگر دشمن نے اِس قلعہ کا بھی آ کے محاصرہ کر لیا۔ اور قریب تھا کہ ردّال کے اِس ملجا و ماوی پر بھی اُس کا قبضہ ہو جائے ردّال نے اپنی کمزوری دیکھ کے صلح کا پیام بھیجا۔ جس کا جواب دشمن سے یہ ملا کہ "وہ لڑکی بھیج دو۔ اور اپنے تمام معززین کو بھی حکم دو کہ اپنی ایک ایک لڑکی نذر کرین وہ لڑکی جو تیرے پاس ہے اُس کو خود مین لون گا۔ اور تیرے سردارون کی لڑکیان اپنے سردارون کو دون گا۔ بغیر اِس شرط کے پورا ہوئے مین نہین جا سکتا۔" یہ سُن کے ردّال بہت ہی غمگین و حسرت زدہ ہو گیا۔ اور اپنے اندھے وزیر سے جس کا نام سفر تھا مشورہ طلب کیا۔ سفر نے صلاح دی کہ لڑکیان دے کے اپنی جان بچا لینی چاہیے۔ اِس وقت تو جس طرح بنے اِس بلا کو ٹالنا ہی مناسب ہے۔ پھر آیندہ زمانے مین کسی موقع پر دشمن سے آپ انتقام بھی لے سکین گے لیکن اگر ہم سب مار ڈالے گئے تو جو رو بچے کس کام آئین گے؟" اِس رائے سے اور سب لوگون نے بھی اتفاق کیا۔ مگر اتفاقاً جس وقت اِس امر پر رائے زنی ہو رہی تھی برکمارکیس آ گیا۔ اور بھائی کی خدمت مین آداب شاہی بجا لا کے بولا "مین اور مہاراج دونون ایک باپ کے بیٹے ہین۔ اگر آپ اپنے معاملات سے مجھے بھی اطلاع دین گے تو جہان تک میرے امکان مین ہو گا۔ اور میری عقل کام دے گی کچھ نہ کچھ تدبیر نکالنے کی مین بھی کوشش کرون گا۔ میری

نوعمری کا خیال نہ فرمایئے اور مجھے اپنے مشورے مین شریک کیجیے"۔ رُدوال نے
تو اُس کا کچہ لحاظ نہ کیا۔ مگر اور لوگون نے بتایا کہ وہ کس مصیبت مین مبتلا ہے جب
اُسے اصلی واقعہ معلوم ہوا تو کہنے لگا اِس موقعے پر مناسب ہوگا کہ میری جان مہاراجہ

برکمارِیس کا حسن تدبیر

کے کام آئے۔ حکم دیجیے کہ عورتون کے سے کپڑے پہنا کے مجھے ایک لڑکی بنا دین
اور اِسی طرح تمام سردارون کو بھی حکم ہو کہ اپنے اپنے نوعمر لڑکون کو اچھے اچھے زنانے
کپڑے پہنا کے لڑکیان بنا دین۔ پھر ہم سب لوگ ایک ایک چھُری اپنے اپنے
کپڑون مین چھپا لین۔ اور ایک ایک تُرہی بھی پوشیدہ طور پر ساتھ لیتے جائین
اِس طریقے سے ہم سب کو لڑکیان ملکہ دُلھنین بنا کے اور اچھی طرح بنا چُنا کے
اُس کے پاس بھجوا دیجیے۔ ہم سب جب اُس کے سامنے پیش کیے جائین گے تو
وہ مجھے اپنے پاس رکھے گا۔ اور اور سب کو اپنے سردارون کے حوالے کرے گا
جب راجہ مجھے خلوت مین لے جائے گا اُس وقت مین موقع پا کے چھُری اُس کے
پیٹ مین بھونک دون گا۔ اور اِس کے ساتھ ہی تُرہی پھونکون گا تاکہ اشارہ
پاتے ہی ہر لڑکا اپنے ساتھ والے کو مار ڈالے۔ اور آپ کے لشکر کو بھی تیار رہنا
چاہیے۔ تاکہ تُرہیون کی آواز سُنتے ہی آپ بھی قلعہ سے نکل کر حملہ کر دین۔ اِس طرح
ہم دم بھر مین تمام دشمنون کا خاتمہ کر دین گے۔

یہ تدبیر سُن کے رُدوال بہت خوش ہوا۔ فوراً لڑکے لڑکیان بنا کے بھیج دیے
گئے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کے سوارون مین سے ایک بھی جان بر نہ ہو سکا۔ اِس
کارروائی نے راجہ رُدوال کو چھوٹے بھائی برکمارِیس کے حال پر کسی قدر مہربان

پھر بڑے بھائی کی بے مہری

کر دیا تھا مگر وزیرون نے خلاف باتین دل مین جما جما کے پھر اُس کا دشمن اور خون کا
پیاسا بنا دیا۔ اور یہان تک نوبت پہونچی کہ برکمارِیس کو اپنے نامہربان بھائی
کے ہاتھ سے جان بچانے کی صرف یہی تدبیر بن پڑی کہ اپنے آپ کو سِڑی
سودائی بنا دیا۔ اور شہر کے گلی کوچون مین آوارہ و سرگردان پھرنے لگا۔

آخر برکمارِیس کا تخت نشین ہونا

ایک دن گرمیون کے موسم مین برکمارِیس شہر کی گلیون مین ننگے پاؤن
پھر رہا تھا۔ پھرتا پھرتا بادشاہ یا بھائی کے محل کے دروازے پر آیا۔ اتفاقاً
اُس وقت کوئی روکنے والا نہ تھا۔ سیدھا محل کے اندر چلا گیا۔ وہان جا کے

کیا دیکھتا ہے کہ دلربا نازنین جو حقیقت مین اُس کی بی بی تھی۔ اور اُس کا بھائی رتؔال دونون سیج پر بیٹھے ہین۔ اور گنّا چوس رہے ہین۔ رتؔال کی جب اِس پر نظر پڑی تو خیال کیا کہ شاید اِس وقت پہرے پر کوئی نہین۔ جس سے موقع پاکے کوئی محتاج فقیر اندر گھس آیا ہے۔ یہ خیال آنا تھا کہ ترس کھاکے ایک گنّے کا ٹکڑا اُس کے سامنے پھینک دیا۔ فقیر (برکماریس) نے ایک گنّے کا چھلکا اُٹھالیا۔ اور اُسے چاکو کی طرح جھوٹ مُوٹ اس گنّے کے ٹکڑے پر چلانے لگا۔ رتؔال نے یہ دیکھ کے خیال کیا کہ یہ گنّے کو چھیلنا چاہتا ہے۔ اور رانی سے کہا اسے ذرا چاکو دے دو۔ رانی سیج پر سے اُٹھی اور چاکو لے جاکے اُس کے ہاتھ مین دے دیا۔ برکماریس نے اِس سے گنّا چھیلا۔ اور چپکے چپکے دزدیدہ نگاہی سے بھائی کو دیکھتا رہا۔ یہان تک کہ جب دیکھا اب راجہ کے پاس سے تمام محافظین ہٹ گئے ہین یکایک جھپٹ کے دوڑا اور چاکو رتؔال کی ناف مین گھسیڑ دیا۔ اور ساتھ ہی سینہ تک چاک کر ڈالا۔ اِس ایک ہی جانستان وار نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اب برکماریس نے اُس کی لاش کی ٹانگ پکڑ کے کھینچا اور سیج کے نیچے ڈال دیا پھر بھائی کی جگہ خود بیٹھ کے اُس نے وزیر اور ارکان دولت کو بُلایا۔ اور سب کے حاضر ہوتے ہی عام مبارکبادیون کے ساتھ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ بھائی کی لاش جلائی۔ اپنی بی بی پھر اپنے قبضے مین کی۔ اس کے ساتھ از سرِ نو بیاہ کیا۔ اور ملک مین احکام جاری کیے۔ اُس کی رحمدلی

اِس کے بعد اِس نے وزیر کو سامنے بُلاکے کہا "مین خوب جانتا ہون کہ تم ہی ہو جس نے میرے بھائی کو ایسی کارروائیان کرنے پر آمادہ کیا میرے ساتھ جو کچھ کیا گیا وہ اصل مین تمھارا ہی کیا ہوا ہے۔ لیکن مین اسے کوئی خطا نہین کہتا۔ اور نہ اِس قابل سمجھتا ہون کہ تمکو الزام دون۔ پرم الیشور ہی کی ایسی مرضی تھی کہ مین پھر حاکم اور راجہ بنون۔ الغرض جس طرح تم بھائی کے زمانے مین تمام کاروبار کے ذمہ دار تھے اُسی طرح اب بھی میری طرف سے حکومت کرو"۔ وزیر سفر نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا "جو ارشاد ہوا۔ مین نے

وزیر کی صاف باطنی

جو کچھ کیا وہ آپ کے بھائی کی خوشی سے تھا۔ مجھے آپ سے کوئی دشمنی نہ تھی۔ لیکن اب مین نے من مین ٹھان لی ہے کہ راجہ رتوال کے ساتھ ہی چتا پر بیٹھ کے زندہ جل جاؤن۔ مین زندگی مین بھی آپ کے بھائی کے ساتھ تھا اور مرنے کے بعد بھی انھین کے ساتھ رہون گا۔ برکمارکیس نے کہا "تم بڑے عاقل ولائق وزیر تھے۔ لہذا چاہتا ہون کہ مرنے سے پہلے حکمرانی اور معدلت پروری پر ایک کتاب تصنیف کردو۔ جس مین راجہ کے فرائض کا ذکر ہو۔" سفر نے نئے راجہ کی یہ درخواست منظور کی اور ایک کتاب مرتب کی جس کے نام کا عربی ترجمہ "آداب الملوک" ہے۔ جب یہ کتاب پوری ہوگئی تو سفر نے حاضر کرکے راجہ برکمارکیس کو سنائی۔ اور اس کے بعد چتا مین بیٹھ کے زندہ جل گیا۔ برکمارکیس کی حکومت مین روز افزون ترقی ہونے لگی۔ خوش نصیبی و اقبال نے اس کا ساتھ دیا۔ یہان تک کہ وہ سارے ہندوستان کا راجہ ہوگیا۔ اور ہر دیس کے راجہ نے اس کے آگے سر جھکا دیا۔[٥]

# تیسرا باب

## ہندوستان پر قدیم الایام کی غیر قومون کے حملے

ہندوستان کا ہدف سہام ہونا۔

گو دنیا کی تمام قومین باہم لڑتی بھڑتی رہی ہین اور شاذ و نادر ہی ایسے ممالک ہین جن پر غیر اقوام نے حملے نہ کیے ہون۔ مگر ہندوستان ابتدا سے آج تک ہمیشہ بیرونی اولو العزمون کا شکار ہی بنا رہا۔ خود آریہ لوگون کا آنا ایک ایسا زبردست حملہ تھا جس نے ابتدائی حالت کو بالکل مٹا دیا۔ لیکن جب وہ یہان آکے اقامت گزین ہوئے اور باختری سے ہندوستانی بنے تو ان پر بھی باہر والون کی یورشین شروع ہوگئین اور چونکہ سندھ ہندوستان کا سرحدی ملک تھا لہذا ہر حملہ آور کے قدمون نے پہلے اسی کو پامال کیا۔

اہل مصر

اس وقت تک دنیا کی تاریخ مین سب سے پہلی متمدن اور اولو العزم قوم اہل مصر سمجھے گئے ہین۔ جن کا عروج حضرت مسیح سے پانچ چھ ہزار برس پیشتر ناموری اور شہرت حاصل کرنے لگا تھا۔ چنانچہ غیر قومون مین وہی اس بات کے مدعی ہین کہ

---

ع ٥ تحفۃ الکرام دیکھو تاریخ ایلیٹ۔

اُسائرس کا حملہ

ہم نے سب سے پہلے ہندوستان پر تاخت کی۔ اُن کا بادشاہ اُسائرس جسے عہد عتیق کے مورخین ڈیونیسیس اور بیکچس کہتے ہین اپنی فوج کو لے کے تمام درمیانی ملکون کو تاخت و تاراج کرتا ہوا سندھ تک آ پہونچا۔ اور سندھ کو پامال کر کے ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ وہ خشکی کے راستے ارض سندھ مین داخل ہوا۔ اور اہل مصر کہتے ہین کہ اُس وقت تک یہان کے لوگ اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے تھے۔ نہ زراعت جانتے تھے اور نہ فنون جنگ سے واقف تھے۔ وہ مقابلے کی تاب نہ لا کے بھاگ گئے۔ اور اُسائرس لب گنگا تک فتح کرتا چلا آیا۔ اُس نے صرف مغلوب ہی نہین کیا بلکہ ہندیون کو تہذیب و شائستگی سکھائی۔ بُو نے جوتنے کی تدبیرین بتائین۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر کے علاوہ اس سرزمین مین بھی دیوتا قرار دے کے اُس کی پرستش کی گئی۔ اُس کے نام سے شہر آباد ہوئے۔ اور تین سال یہان قیام کر کے وہ واپس چلا گیا۔ چنانچہ محققین کا خیال ہے کہ مصریون کے دیوتا آئسس اور اُسائرس ہی ہین جو ہندوؤن مین الیسو یا ایشور کے نام سے مشہور ہوئے۔ دُنیا مین اُس کی پرستش کا بہت رواج ہوا۔ اور اُس کے نام کی تقریبین گا بجا کے بجا لائی جاتی تھین عہ۔

اہل بابل

مصریون کے رقیب اور مشرقی دُنیا پر سے قدیم سطوت فراعنہ کا اثر مٹانے والے اہل بابل تھے۔ جن کی بہادر اور اُولوالعزم ملکہ سمیرامیس کو اگلی دُنیا نے محترم دیویون مین جگہ دی ہے۔ اِس ملکہ کی مشرقی سرحد ہندوستان و سندھ کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ اُس نے شوہر کے بعد جب عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تو اکثر سرکشون اور زبردست حریفون کو تباہ و برباد کر دیا۔ لیکن ناکام رہی تو اہل ہند کے مقابلے مین عہ۔ جن سے شکست کھانے کا داغ وہ اپنے ساتھ قبر مین لے گئی۔ اُس کی نسبت قدیم مورخین

سمیرامیس کا حملہ

کہتے ہین کہ سمیرامیس نے دریائے اٹک کے اِس پار اُترنے کا بہت کچھ سامان کیا۔ حامیانِ وطن نے یورش کی تو سمیرامیس بڑی شجاعت و جوانمردی سے لڑی۔ مگر نقصان عظیم اُٹھانے پر بھی دریا سے اُتر نہ سکی عہ۔ خود اُس مین اور اُس کے حریف ہندوستانی راجہ مین دست بدست لڑائی ہوئی۔ ہندوستان کا راجہ اِن دونون پر زبردست اور

عہ۔ ہسٹری آف پنجاب مصنفہ سید محمد لطیف صاحب۔ عہ انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔
عہ ہسٹری آف پنجاب مصنفہ سید محمد لطیف۔

منتظم تھا۔ اُس کے سپاہی بہادر اور قلعے مضبوط تھے۔ اور یہ لوگ ہاتھیون پر سوار ہوکے لڑا کرتے تھے۔ سمیرامیس نے ہاتھیون پر رعب ڈالنے کی یہ تدبیر کی کہ بیلون کی کھالین کھنچوا کھنچوا کے اونٹون پر ڈالین اور اُنھین ہاتھی یا عجیب قسم کے جانور بنا دیا۔ لڑائی مین اُس کے پیدلون نے ہاتھیون پر حملہ کیا۔ مگر ناکام رہے۔ آخر سمیرامیس زخمی ہوکے ناکام و نامراد واپس روانہ ہوئی۔ اور بھاگ کے وطن پہونچی تھی کہ اپنے بیٹے کے ہاتھ سے ماری گئی۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ اسی ہندوستان کی مہم مین قتل ہوئی۔

تبابعۂ یمن کا حملہ

عربی مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یمن کے ملوک تبابعہ مین سے بھی ایک آدھ السیا اُلوالعزم گزرا ہے جس نے جزیرہ نمائے عرب کو قطع کرکے خلیج فارس کے گرد چکر لگایا۔ اور ارض فارس کو مسخر کرتا ہوا سرزمین ہند مین آدھمکا۔ مگر افسوس کہ تبابعہ کی تاریخ ابھی تک تاریکی مین پڑی ہوئی ہے۔ اور موجودہ عہد کے محققین کو موقع نہین ملا کہ یمن کے منہدم کھنڈرون۔ اور گرے پڑے پتھرون کا مطالعہ کرین اور قدیم الایام کے ان اُلوالعزم فاتحون کے متعلق کوئی رائے قائم کرسکین۔

فرعون مصر سیسٹریس

تیسرا حملہ ہندوستان پر فرعون مصر سیسا ستریس نے کیا۔ وہ اُلوالعزمی کے جوش مین چلا تو شام سے آگے بڑھ کے ایشیائے کوچک کو قطع کرتا ہوا کوہ قاف کے نیچے پہونچا۔ اُس کے برفستان مین گھُس کے اُس پار نکلا۔ اور ممالک ساد یا وتھریس کے ریگزارون سے گزر کے ہندوستان پہونچا۔ یہان دریائے اٹک سے اُتر کے آگے بڑھا۔ اور فتح و نصرت کے جھنڈے اُڑاتا ہوا وادی گنگا تک آپہونچا۔ اِس کا زمانہ حضرت مسیح سے اٹھارہ سو برس پیشتر تھا۔ جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اُس کا حملہ رامائن و مہابھارت کی معرکہ آرائیون سے پہلے ہوا یا اُن کے قریب زمانے مین ہوا

اُغاس شاہ تاتار

چوتھا حملہ تاتاریون کا بتایا جاتا ہے۔ اِن لوگون کا پہلا بادشاہ جس سے اُن کی قومی تاریخ شروع ہوئی ہے اُغاس تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ تاجدار فارس کیومرث کا معاصر اور یافث بن نوح کی نسل سے تھا۔ اُس نے تبت وغیرہ پر اپنی حکومت قائم کی۔ ایرانیون کو شکست دی۔ اور ہوشنگ کے ہاتھ سے ملک خراسان کو فتح کیا پھر عراق، آذربائجان اور آرمینیہ کو مغلوب کرکے اپنا خراج گزار بنایا۔ جب مغرب

؁ اتحاف ابناء العصر بتاریخ ملوک مصر۔

کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو اُس نے کابل و غزنین پر حملہ کیا۔ ان شہرون کے فتح کر لینے کے بعد ہندوستان کی طرف بڑھا۔ اور کشمیر کے ساتھ شمالی ہند پر بھی متصرف ہوگیا۔ اِس کا بالکل پتہ نہین چل سکتا کہ وہ سندھ یعنی مغربی ہندوستان کے کس قدر حصّے پر قابض ہوا۔ اور کتنی زمین اُس کے قبضے مین آئی۔ وہ چونکہ صرف لُوٹ مار اور تاخت و تاراج کے لیے آیا تھا۔ اور اِس ملک مین ٹھہر کے حکمرانی کرنا اُس کا مقصود نہ تھا۔ لہذا اِس سرزمین مین اُس کے آثار بھی نہین باقی رہے۔

تاتاریون کا دوسرا حملہ۔

پانچوان حملہ بھی تاتاریون کا تھا۔ جس کا زمانہ حضرت مسیح سے ۶۵۰ برس پیشتر ہے۔ اِن دنون میڈیا کے پہلے بادشاہ سیاکزارس کا عہد تھا۔ میڈیا والون نے اسیریا (بابل) کی شہنشاہی کو پامال کرکے اپنی سلطنت قائم کی تھی۔ تاتاری وحشی کوہ قاف سے اُتر کے سارے ایشیا پر دریاے اٹک کے کنارون تک پھیل گئے تھے۔ مگر سیاکزارس نے اُنھین بڑے قتل و قمع کے بعد اپنی قلمرو سے نکال باہر کیا۔ آخر اُنھین مین کے بہت سے لوگ سندھ مین رہ پڑے جو جاٹ کے نام سے مشہور ہین۔ اور قدیم الایام مین یہ جاٹ لوگ دریاے سندھ کے کنارے کنارے اور نیز افغانستان مین کثرت سے آباد تھے۔ ڈاکٹر ہنٹر کہتے ہین کہ سائذین وحشی (اکثر لوگ سائذین اور تاتاریون کو ایک ہی قوم خیال کرتے ہین) مسیح سے ۶۲۵ برس پیشتر ایک سیلاب کی طرح ایشیا کی سرزمین مین پھیل گئے تھے۔ اُن کی ایک شاخ موجودہ حیدرآباد سندھ پر جو اُن دنون ٹبالہ کہلاتا تھا قابض ہوگئی۔ یہی لوگ ہین جو یورپ مین ہن کہلاتے ہین۔

ایران و ہند

ایرانی ہندوستان کے پڑوسی تھے۔ اگر اُن کی کوئی مستند اور قدیم تاریخ موجود ہوتی تو ضمناً ہندوستان کے بھی بہت سے حالات معلوم ہوجاتے۔ مگر افسوس کہ جس طرح ہندوستانیون نے تاریخ نہین لکھی اُسی طرح ایرانیون کی بھی کوئی پُرانی تاریخ نہین موجود ہے۔ اِس بارۂ خاص مین مشرق والون کا زیادہ دارومدار شاہنامہ پر ہے۔ جس مین ایسی غیر معتبر سُنی سُنائی کہانیان لکھ دی گئی ہین کہ اُسے ہرگز تاریخ کی وقعت نہین دی جاسکتی۔ جب شاہنامے مین سعد بن ابی وقاص اور

شاہنامہ

رستم فرخ زاد کی آخری معرکہ آرائی مُستند و معتبر تاریخون کے موجود ہوتے محض لغو

لے بنیاد واقعات کے ساتھ بیان کی گئی ہے تو اُن پُرانی باتون کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے جو کسی اور کتاب مین نہین موجود ہین۔ تاہم چونکہ مورخین کو مجبوراً شاہنامے سے تاریخی کام لینا پڑا ہے لہذا ہم بھی اُس کے بیان کو نقل کیے دیتے ہین۔ کہ داراے ایران فریدون نے بھی جو حضرت مسیح سے تقریباً ۵ برس پہلے تھا مغربی ہندوستان پر فوج کشی کی۔ اور پنجاب کو اپنے قبضے مین کر لیا۔ اِس زمانے سے ۵۲۹ ق م تک ملک اُسی کے قبضے مین رہا یہان تک کہ کیخسرو کے مرنے سے چند روز پیشتر فارسیون کے قبضے سے نکل گیا۔ کیخسرو کا سال وفات چونکہ ۵۲۹ ق م قرار دیا گیا ہے لہذا یہ خیال کرنا چاہیے کہ کچھ اوپر دو صدیون تک سندھ پر ایرانیون کا قبضہ رہا۔

**فریدون کا حملہ۔**

**کیخسرو کا عہد۔**

مورخ زنوفن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دریاے اٹک قلمروِ کیخسرو کی مشرقی سرحد واقع ہوا تھا۔ مگر دیگر مورخین کا یہ خیال ہے کہ پورا پنجاب اُس کے قبضہ اختیار مین تھا۔ اور ہندوستانی لوگ فریدون کے زمانے سے اِس وقت تک برابر خراج گزار رہے۔ افراسیاب کے عہد مین قنوج کے راجہ شنگل نے اداے خراج سے انکار کیا۔ افراسیاب نے غضبناک ہو کے اپنے مشہور سپہ سالار پیران ولیسہ کو چالیس ہزار سوارون کے ساتھ حملہ آوری کے لیے روانہ کیا۔ پیران کو بہادران ہند نے شکست دی۔ اور وہ بعض پہاڑیون مین محصور ہو گیا۔ جب یہ خبر افراسیاب کو پہونچی تو ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے خود آ پہونچا۔ اب کی حامیانِ وطن کو شکست ہوئی۔ افراسیاب نے دور تک تعاقب کیا۔ اور بھاگتے مین بہت سے ہندوستانیون کو مار ڈالا۔ راجہ شنگل بھاگ کے ترہٹ کے پہاڑون مین ہو رہا اور جب حملہ آورون کا غصہ کم ہوا تو ایلچی بھیج کے حاضری و قدمبوسی کی اجازت چاہی چنانچہ اُسے حاضری کی اجازت ہوئی۔ اور اُس کے بیٹے کو تاجدار زابلستان نے باپ کی جگہ قنوج کی راجگدی پر بٹھایا۔ اور خود شنگل کو قید کر کے اپنے ساتھ توران لے گیا۔ اور اب یہ معمول تھا کہ شنگل کا تخت نشین بیٹا رقم خراج کے ساتھ باپ کے مصارف کے لیے بھی کافی رقم روانہ کیا کرتا تھا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کیخسرو نے افراسیاب کا قلع و قمع نہین کر دیا ہے اُس وقت

**افراسیاب کا حملہ**

ع ۵ ہسٹری آف پنجاب مصنفہ سید محمد لطیف۔

تک ہندوستانی اضلاع بادشاہ زابلستان کے قبضے مین رہے۔

گشتاسپ کے بیٹے کا عہد

۵۲۱ سنہ ق م مین دارا ے ہستاسپس (گشتاسپ) کا بیٹا سریر آرا ے دولت عجم تھا۔ اُس نے حسب بیان ہیروڈوٹس یونانی ہندوستان پر ایک نیا اور نئے طریقے کا حملہ کیا۔ جہازون کا ایک بڑا بیڑا جمع کیا۔ اور اپنے افسر سائی لاز کو اُس پر امیر البحر مقرر کرکے اِس مہم پر روانہ کیا کہ افغانیون کے علاقے سے لے کے دریاے اٹک کے دہانے تک کے ملکون کا پتہ لگائے۔ اور اِس کے بعد اُس ملک پر قبضہ کرے[ع]۔

سائی لاز دریائی سفر کرکے دو سال مین منزل مقصود پر پہونچا۔ اور واپس جاکے اپنے سفر کی رپورٹ کی۔ یہ بالکل نہین ثابت ہوتا کہ اِس مہم مین لڑائی بھڑائی کی بھی نوبت آئی یا نہین۔ لیکن اِتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ امیر البحر عجم ہندوستان سے اِتنا روپیہ وصول کرلے گیا تھا جتنا کہ تاجدار فارس کو اِن صوبہ جات سے کبھی نہین وصول ہوا تھا۔ قدیم مورخین یہ بھی بیان کرتے ہین کہ دارا کے قبضے مین جو بیس ملک تھے جن مین ہندوستان بھی تھا۔ مگر خراج مین ہندوستان سے جو رقم وصول ہوتی تھی وہ اُس کے کل محاصل کا ایک تہائی حصہ تھی۔ اور یہ کل رقم نقد سونے مین وصول ہوتی تھی[ع]۔

لیکن ہندوستان کا جو حصہ اِس طریقے سے ایرانیون کے قبضے مین آیا وہ وادی اٹک کے ممالک کے ایک حصے سے زیادہ نہ تھا[ع]۔

نوشیروان عادل

نوشیروان جو ساسانیون مین بہت بڑا مقنن اور معدلت گستر گزرا ہے اور حضرت سرور کائنات صلعم کی ولادت باسعادت کے وقت فرمان رواے عجم تھا۔ اُس کا شاہی خطاب "بادشاہ ایران و ہند" مشہور تھا۔ اِس بات کا تو کوئی ثبوت نہین موجود ہے کہ اُس نے کبھی ہندوستان پر فوج کشی کی یا اِس سرزمین کا کوئی حصہ اُس کی قلمرو مین شامل ہوا۔ لیکن غالباً یہ لقب اختیار کرنے کا یہ سبب تھا کہ اُس کے عہد مین راجگان ہند نے کج کلاہان آل ساسان کی شہنشاہی و عظمت تسلیم کرلی تھی۔ اور اُس کی بنیاد

بہرام گور کا سفر ہند

بقول ایڈورڈ سلیون یون پڑی تھی کہ ۴۳۰ء مین ولی عہد دولت عجم بہرام گور علوم و فنون حاصل کرنے کے شوق مین بھیس بدل کے اور ایک معمولی آدمی کی وضع مین

---

ع انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔ ع ہسٹری آف پنجاب۔

ع انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔

ہندوستان آیا۔ یہان ایک موقع پر اُس نے سپہ گری کا ایسا عجیب وغریب جوہر دکھایا کہ سب لوگ محو حیرت ہوگئے۔ یعنے اُس نے ایک ہاتھی کو اپنے زبردست تیر سے مار ڈالا اور اُس کی چابکدستی وتیر اندازی دیکھ کے قنوج کے راجہ باس دیو نے اُس کی انتہا سے زیادہ تعظیم وتکریم کی عہ۔

ہندوستان اور ایران کے سرحدی ممالک کے حالات گو گمنامی مین ہین مگر
راجہ گنشکا پتہ چلتا ہے کہ انتہاے مشرقی علاقہ ایران اُس زمانے مین بہت سرسبز وزرخیز تھا۔ اور مشہور تکشلا خاندان کے راجہ توچاری کے زیر حکومت تھا اِس خاندان کا بانی گنشکا کابل اور سارے ہندوستان کا راجہ تھا۔ اور اُس کے سکے سارے شمالی ہند مین پھیلے ہوئے ملتے ہین۔ اِس سلطنت کا مرکز حکومت کشمیر تھا۔ گنشکا سے ماسبق حکمرانون نے بعض یونانی دیوتاؤن کو اختیار کرلیا تھا۔ حضرت مسیح کے تقریباً ایک سو برس بعد یونانیون کا اثر مشرقی ایران مین فنا ہوگیا۔ اور اُس وقت سے ہمین ٹوچاری سکون پر ایرانیون کا اثر بڑھتا نظر آتا ہے۔ اور خاصتہً ساسانیون کے عہد مین آخر پانچوین صدی عیسوی کی ابتدا مین ٹوچاری کی قوم ہی کی ایک اور شاخ نے اِس سلطنت کو برباد کر دیا۔ اِس قوم کے جنگجو بادشاہ کی ٹولی نے کوہستان ہندوکش سے اس پار اُتر کے ایسا حملہ کیا کہ ٹوچاری خاندان کی سلطنت بالکل فنا ہوگئی۔ اور چھوٹے یوچی کی سلطنت قائم ہوئی۔ اِس حملے کی تاریخ مختلف روایتون پر غور کر کے سنہ ۴۳۵ع قرار دی گئی ہے عسہ۔

سکندراعظم عربون سے پیشتر کسی قوم نے اگر ہندوستان کے کچھ قابل وثوق حالات بیان کیے ہین تو وہ یونانی ہین۔ اسکندر اعظم کے حملے نے انھین اِس مشرقی سرزمین کے حالات سے بہت کچھ واقف کر دیا تھا۔ ہندوستان اور مغربی ممالک کے تاجرانہ تعلقات بہت قدیم زمانے سے چلے آتے تھے۔ جنھون نے مغربی اقوام کو ہندوستان کی دولتمندی پر بہت کچھ فریفتہ کر رکھا تھا۔ لیکن اُن افسانون کی بنیاد پر اُلوالعزمی دکھانے کی اگر جرأت ہوئی تو اسکندر اعظم کو۔ چنانچہ اُس نے جب دارا ے عجم کے ساتھ سلطنت ایران کا کام تمام کر دیا تو مشرق کی طرف آگے بڑھا۔ اور افغانستان کی سرحد مین داخل ہوگیا۔

عہ ہسٹری آف پنجاب

عسہ انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔

سکندر اور ٹکسلا راجہ

دریاے اٹک کے اِس پار سب سے پہلے ٹکسلا راجاؤن کی حکومت تھی۔ اس سلطنت کا تاجدار سطیع و منقاد بن سکندر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ تحفہ و ہدایا پیش کیے۔ اور سکندر کو اپنے اخلاق کا السیا گرویدہ بنا لیا کہ اُس کے ہدیون سے زیادہ قیمتی اور عمدہ ہدیے سکندر نے اُس کی نذر کیے۔ پھر اسی راجہ کے ساتھ سکندر کابل سے آگے بڑھ کے دریاے اٹک کے کنارے پہونچا۔ اور حضرت مسیح سے ۳۲۷ برس پیشتر دریاے سندھ سے اُتر کے اِسی راجہ ٹکسلا کی قلمرو مین داخل ہوا۔ اُس کے ہمراہ ۱۳۵۰۰۰ ہزار فوج تھی جس مین کچھ دیسی فوجین بھی شامل تھین۔ اٹک کے اس پار اُس زمانے مین تین راج تھے۔ ٹکسلا کا راج جس کی قلمرو اٹک اور جھیلم کے درمیان تھی۔ پھر جھیلم سے چناب تک راجہ پورس حکومت کرتا تھا اور پہاڑون یعنے کشمیر مین راجہ ابی سارلیس کا راج تھا۔ اور یہ سب راجہ مگدھ دلیس کے مہاراجہ کے تابع فرمان تھے جس کا مستقر حکومت دریاے گنگا کے جنوبی کنارے پر تھا۔ اُس زبردست راجہ کا نام چندر گپت بتایا جاتا ہے[ع]

اُن دنون ہندوستان کی حالت

سکندر کو علاقۂ ٹکسلا مین داخل ہو کے مغربی ہند مین جو چند چھوٹی چھوٹی سلطنتین نظر آئین وہ ایک دوسرے کی حریف تھین۔ جن مین باہمی عداوت قائم تھی۔ اور کسی بیرونی حملہ آور کے روکنے اور اُس کی مزاحمت مین اتفاق کرنے کے بجاے اور اپنے پڑوسی راج کو نقصان پہونچانے کی دھن مین بجاے اس کے کہ بیرونی حملہ آورون کو روکین اُن کا ساتھ دینے کو تیار ہو جاتی تھین۔ اسی وجہ سے

سکندر اور راجہ پورس

ٹکسلا کے راجہ نے سکندر کا ساتھ دیا تھا تو ضرور تھا کہ پورس مقابلہ کو آمادہ ہو جاے چنانچہ اُس نے کوشش کی کہ سکندر کو دریاے جھیلم سے نہ اُترنے دے۔ دریا کے ایک خم کے موقع پر سکندر نے تقریباً ۱۴ میل کا چکر کھایا اور ایک دوسرے گھاٹ پر جھیلم سے اس پار اُتر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ پورس کے ہاتھی غنیم کی طرف ہزار بڑھائے گئے نہ بڑھے۔ بلکہ اُلٹے خود اپنی فوج کو روندتے ہوئے بھاگے۔ پورس کا بیٹا میدان جنگ مین مارا گیا۔ اور وہ خود بھی زخمی ہوا[ع]

ہندوستانی فوج کے منتشر ہو جانے کے بعد سکندر نے اپنے عزیز دوست

---

ع ہسٹری آف پنجاب۔ ع انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔

پورس سے سکندر کے برتاؤ

مروے کو بھیجا کہ راجہ پورس کو جو میدان مین زخمی پڑا تھا تعظیم و تکریم کے ساتھ میرے خیمے مین اُٹھا لاؤ۔ سکندر خود جاکے عزت سے ملا۔ اور پوچھا "اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" بہادر پورس نے جواب دیا کہ "وہی جو کسی بادشاہ کو کرنا چاہیے"۔ سکندر نے کہا "یہ تو میرا کام ہے اور مین کرون گا مگر تمھاری بھی کچھ آرزو ہے؟" کہا "سب باتین پہلے ہی جواب مین موجود ہین"۔ اِن جوابون نے سکندر کے فیاض دل پر ایسا اثر کیا کہ پورس کا سچا حامی بن گیا اُسے اپنے دوستون مین شامل کیا۔ اور اُسی کا ملک اُس کو سترو نہین کیا بلکہ اور بھی بہت سا اپنا فتح کیا ہوا علاقہ اُس کو دے دیا۔ عـــه

سکندر نے شہر بسایا تھا

سکندر نے اِس فتح کی یادگار مین یہان دو شہر آباد کیے۔ ایک بوسےفالیا دریاے جناب کے مغربی کنارے پر جو موجودہ شہر جلال پور کے قریب واقع تھا۔ دوسرا شہر نکائیا دریاے مذکور کے مشرقی کنارے پر جس کی جگہ پر فی الحال شہر مونانگ واقع ہے۔ اول الذکر شہر کا نام اُس نے اپنے گھوڑے کے نام پر رکھا تھا جو اِس میدان مین مارا گیا عـــه

اُن دنون اس ملک کی حالت

دریاے جناب کے اِس پار اُترنے سے پہلے سکندر نے مفتوحہ علاقہ کا ایک دورہ کیا تھا۔ اور جو کچھ معلومات اُس نے حاصل کی اُس کا اس قدر حصہ ہمین یونانی مورخون کے قلم سے معلوم ہوا ہے کہ جو ملک جھیلم اور جناب کے درمیان تھا خوب آباد تھا۔ خوش سواد اور دولتمند تھا۔ ۳۷ شہر تھے۔ جن مین سے کسی کی آبادی پانچ ہزار آدمیون سے کم نہ تھی۔ اور اُن کے علاوہ بہت سے چھوٹے چھوٹے گاؤن تھے۔ دورے کے بعد سکندر جناب کے اِدھر آیا۔ اور مذکورۂ بالا شہر نکائیا کو آباد کرکے آگے بڑھا

دوسرا پورس

یہ علاقہ جو جناب اور راوی کے درمیان تھا ایک دوسرے راجہ کے زیر حکومت تھا جو راجہ پورس کا ہم نام اور اُس کا حریف تھا۔ سکندر کے آنے کی خبر سُنتے ہی وہ راوی سے اُتر کے مشرقی بلاد ہندوستان مین بھاگ گیا۔ اور سکندر نے اُس کے مُلک پر قبضہ کرکے اُس کا پورا علاقہ اپنے دوست پورس کو دے دیا۔ اِس کارروائی کے بعد سکندر دریاے راوی کے اِس پار آیا۔

کتھیئی قوم

اِس علاقے مین ایک زبردست اور جنگجو قوم آباد تھی جس کا نام یونانی کتھیئی

---

عـــه ہسٹری آف پنجاب۔ عـــه انسائیکلوپیڈیا برٹانکا۔

بتاتے ہین۔ غالباً اس سے مراد موجودہ کاٹھیا قوم ہے۔ مگر بعض لوگ کہتے ہین کہ کاٹھیا سے کھتری لوگ مراد ہین۔ ان لوگون کا دار السلطنت شہر سنگھالا تھا جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُن دنون بڑا مضبوط شہر تھا۔ کٹھئی لوگ مقابلے کے لیے پہلے ہی سے تیار ہوگئے تھے اور ملتان اور اوچھ کے لوگ بھی سکندر سے لڑنے کے لیے ان لوگون کے ساتھ شریک ہوگئے تھے۔ اِدھر سکندر کے جھنڈے کے نیچے راجہ پورس اپنے پانچ ہزار بہادرون کے ساتھ موجود تھا۔ دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا۔ اور سکندر نے محاصرہ کرکے شہر سنگھالا کو فتح کرلیا جس کے مغلوب ہونے پر سترہ ہزار جان نثاران وطن مارے گئے اور ستر ہزار دشمنون کے ہاتھ مین اسیر ہوئے۔ سنگھالا فتح کے بعد تباہ و منہدم کردیا گیا۔ اور اُس کا علاقہ بھی پورس کی قلمرو مین شامل ہوا۔ اِسی سلسلے مین دو اور شہر بھی ویران کیے گئے جن کے رہنے والے بے رحم حملہ آورون کے خوف سے گھر چھوڑ کے بھاگ گئے تھے۔ اور جو پانچ ہزار آدمی کسی معذوری سے نہین بھاگ سکے تھے اُنھین یونانیون نے بڑی بے رحمی سے قتل کیا۔

**بیاس کے کنارے کا ملک**

دریاے بیاس کے متصل جو ملک تھا اُس کی نسبت یونانیون کا یہ بیان ہے کہ وہان کے لوگ حسن جمال مین خاص شہرت رکھتے تھے اور حسین ہونے کے ساتھ بڑے طباع و ذہین بھی تھے۔ ان کے بعض عقلا نے قوانین بھی مدوّن کیے تھے۔ اُن کے راجہ کا نام سموفتا تھا۔ سکندر کے ورود کی اُسے خبر پہونچی تو بے تکلف شہر کے پھاٹک کھلوا دیے۔ اور

**سکندر اور سموفتا**

اپنے دو نوجوان و خوش رو بیٹون اور دیگر عمائد سلطنت کو ہمراہ رکاب لے کے مقدونی حملہ آور کے استقبال کو نکلا۔ یونانی لکھتے ہین کہ جس وقت وہ سکندر اور اُس کے ہمراہیون کو اپنے سامنے آتا نظر آیا ہے اُس کے سر پر شاہی نشان لہرا رہا تھا جس مین جواہرات جڑے تھے۔ اور آفتاب کی روشنی مین ضو دیتے تھے۔ ارغوانی رنگ کا ایک لمبا کرتا زیب بر تھا جس پر کارچوبی کا سنہرا کام تھا۔ دونون کانون مین دو بالے تھے۔ اور اُن بالون مین نہایت ہی آبدار موتی تھے۔ اور پاؤن مین سونے کی مرصع کھڑاوین تھین۔ سکندر کے قریب پہونچتے ہی اُس نے اپنا شاہی علم فاتح کے قدمون کی طرف جھکایا۔ جسے سکندر نے اپنے ہاتھون پر لیا۔ اور خود اپنے ہاتھ سے اپنی تلوار کھول کے اُس کی کمر مین باندھ دی۔ اِس پُرامن قلمرو مین سکندر نے اپنی فوج کو اچھی طرح

ٹھہر کے سستانے کا موقع دیا۔ اور اُس کے بعد دریائے بیاس کی طرف بڑھا۔ بیاس کے مغربی کونے پر ایک اور راجہ حکمران تھا جس کا نام فیودرس تھا۔ یہ بھی نذرانے کے حاضر ہوا۔ اور اطاعت قبول کرلی۔

آگے بڑھنے کا ارادہ۔

سکندر کو بے انتہا شوق تھا کہ گنگا کے کنارے تک بڑھتا چلا جائے جس ملک کے عجیب وغریب حالات سُنے تھے۔ اور لوگوں نے یقین دلایا تھا کہ نہایت ہی سرسبز وشاداب اور دولتمند ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی پنجاب کے لوگوں نے یونانی سپاہیوں سے بیان کردیا تھا کہ علاقۂ گنگا کے راجاؤں نے مقابلے کے بڑے بڑے سامان کیے ہیں۔ اسی ہزار سوار۔ دو لاکھ پیدل۔ دو ہزار رتھیں۔ اور تین ہزار ہاتھی یونانیوں کے پامال کرنے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ وہاں مگدھ دیس۔ آندر پرست۔ ہستناپور اور متھرا کی سلطنتیں بڑی زبردست سلطنتیں ہیں۔ اور اُن کے راجہ بڑی شان وشوکت کے راجہ ہیں۔ اس کے علاوہ یونانیوں کو یہ بھی سُنا دیا گیا کہ دریائے بیاس سے پار ہو کے بڑی کٹھن منزلیں ملیں گی۔ اور گیارہ دن تک صرف چٹ پر میدان اور ریگ کے لق و دق بیابان میں سفر کرنا ہوگا۔ پھر دریائے گنگا ملے گا جو بڑا اتھار اور عمیق دریا ہے۔

یونانی سپاہیوں کا انکار

ان وحشت ناک خبروں نے یونانی سپاہیوں کے حوصلے پست کردیے۔ سکندر اپنی ذات سے جفاکشی اور معرکہ آرائی کا نہایت ہی شوقین تھا مگر یونانی سپاہیوں کے حوصلے ایسے پست ہوگئے تھے کہ اُس نے ہزار ہمت دلائی اور دل بڑھایا مگر کسی نے قدم آگے بڑھانے کی ہامی نہ بھری۔

فتح کی یادگاریں

جب اُسے معلوم ہوگیا کہ اب پلٹنا ہی ہے تو ارادہ کیا کہ اپنی فتوحات کے منتہیٰ پر کوئی یادگار قائم کردے۔ چنانچہ عین اُس مقام پر جہاں بیاس سے دریائے ستلج ملا ہے۔ بارہ قربان گاہیں قائم کیں اور اُن میں مذہبی دیوتاؤں کے نام کی قربانیاں چڑھائیں۔ ان قربانگاہوں کی وضع بالکل قلعہ کے بُرجوں کی سی تھی۔ لیکن عظمت و شوکت میں معمولی بُرجوں سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی تھیں۔ یونانی مورخ پلوٹارک بتاتا ہے کہ اُس کے عہد تک وہ قربان گاہیں موجود تھیں۔ اور علاقۂ گنگا تک سے آ آ کے لوگ اُن پر قربانیاں چڑھایا کرتے تھے۔ مگر فی الحال باوجود بڑی جستجو کے اُن کا کہیں پتہ نہ لگا۔

واپسی

اِن کامون سے فراغت کرکے سکندر رآدی اور بیاس سے واپس اُترکے دریاے جہیلم کے کنارے پہونچا۔ یہان وہ کشتیون کے ایک بڑے بھاری بیڑے کی تیاری کا پہلے ہی سے حکم دے گیا تھا۔ واپس آیا تو بیڑا تیار ملا اب ارادہ ہوا کہ دریا کے بہاؤ پر جنوب کی طرف سفر کرکے بحرِ ہند کے ساحل تک جاے۔ اُس کے بعد ارضِ مغرب کا رُخ کرے۔ سب لوگ کشتیون پر سوار ہو لیے تو وہ بھی اپنی کشتی پر سوار ہوا اور اُس کے سوار ہوتے ہی حسبِ رواج قوم یانی کی دیویون پر قربانی چڑھائی گئی۔

اس دریائی سفر مین یہ بھی مقصود تھا کہ راستے مین جو قومین اور سلطنتین ملین بہادری دکھا کے مغلوب و مقہور کی جائین۔ اس جانب کی جن قومون نے اُس کے عظمت و جلال کا اعتراف نہین کیا اور اُس کے آگے سرِ اطاعت نہین جھکایا دو تھین۔

اہل ملتان و اُچھ

ایک ملّی قوم جس سے اہل ملتان مراد تھے۔ اور دوسرے اُچھ کے لوگ۔ ملتان والے ذات کے برہمن تھے۔ مگر اس کے ساتھ بڑے بہادر اور نبرد آزما۔ سکندر نے دریاے چناب کے بائین کنارے کوچ شروع کیا ملتان والون کے کئی شہرون پر قبضہ کیا۔ اور اُن کے رہنے والے بے دریغ تہ تیغ کیے گئے۔ آگے بڑھ کے اور لوگون سے سامنا ہوا۔ اُن کے اکثر شہرون پر بڑی ہنگامہ آرائی ہوئی۔

پہلے شہر کے قریب پہونچتے ہی یونانیون نے کشتیون سے اُتر کے حملہ کیا۔

ملتانیون پر حملہ

باشندگان شہر مین سے بہتون کو قتل کیا۔ بہت سے قید کیے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ برہمنون نے اب بھی ہمت نہین ہاری اور بڑی مردانگی سے قلعہ کی حفاظت کرنے لگے۔ اور پہلے حملے مین اُنھون نے یونانیون کو پسپا کر دیا۔ اپنی شکست دیکھ کے سکندر کو طیش آیا۔ خود فوج لے کے بڑھا۔ اور اس طرح جان پر کھیل کے حملہ آور ہوا کہ گویا کسی خطرے سے ڈرتا ہی نہ تھا۔ ایک جانباز سورما کی طرح قلعہ کی دیوار کے نیچے پہونچا۔ اور خود سکندر ہی پہلا شخص تھا جو سیڑھی لگا کے اوپر چڑھ گیا۔ اپنے سردار کی یہ سرگرمی دیکھ کے یونانی سپاہی چارون طرف سیڑھیان لگا لگا کے چڑھے اور اوپر پہونچ گئے۔ برہمنون نے جب دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی ہے تو فوراً جان پر کھیل گئے۔ اکثرون نے قدیم دستور کے مطابق بی بی بچون کو گھر مین جمع کیا اور گھر مین آگ لگا کے زندہ جل مرے۔ اِن کے علاوہ ہزارہا لوگون نے یہ کیا

حملہ آورون کے داخل ہوتے ہی شہر سے نکل نکل کے ریگستان مین بھاگ گئے۔ اور جنگلون اور دُشوار گزار مقامون مین جا کے پناہ گزین ہوئے۔ شاذونادر ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جس نے فاتح کے آگے سر جھکایا ہو۔

ملتان کا معرکہ

اِس شہر کو فتح کر کے سکندر ملّی قوم کے دارالسلطنت ملتان مین پہونچا۔ یہان گرد و نواح کے لوگ بھاگ کے پناہ گزین ہوئے تھے۔ سکندر نے ارادہ کیا کہ اُنھین ایک ہی حملے مین پامال کر دے۔ اپنی فوج کے دو حصے کیے۔ ایک کا افسر خود بنا۔ اور دوسرے حصّے پر اپنے جنرل پرڈکاس کو سردار مقرر کیا۔ خود سکندر والے لشکر نے بڑا سخت حملہ کیا اور شہر کا ایک پھاٹک لڑ جھگڑ کے کھول لیا۔ اہل شہر شہر کی طرف سے مایوس ہوئے تو قلعہ مین پناہ گزین ہوئے۔ اور یونانیون نے محاصرہ کر لیا یہان سکندر نے محاصرہ کرتے ہی حکم دیا کہ لوگ سب طرف سے سیڑھیان لگا لگا کے قلعہ پر چڑھ جائین۔ اس بارے مین جیسی پھُرتی سکندر چاہتا تھا فوج سے نہین ظاہر ہوئی

سکندر کی جرأت

اِس پر جھنجلا کے اُس نے ایک سپاہی سے سیڑھی چھین لی اور قلعہ کی دیوار مین لگا کے ڈھال کی آڑ کیے ہوئے اوپر چڑھ گیا۔ اُس کے پیچھے اُس کے تین جان نثار افسر بھی چڑھے۔ آگے خود سکندر تھا۔ قلعہ والون کو زبردستی ہٹا اور ڈھکیل کے دیوار پر جا کھڑا ہوا۔ ساتھ ہی تینون رفقا بھی چڑھ گئے۔ ملتان کے راجہ نے سکندر کا آبدار خود اور اُس کے چمکتے ہوئے اسلحہ دیکھے تو پہچان گیا کہ یہی سکندر ہے۔ فوراً تیراندازون کو جو اِدھر اُدھر قلعہ کے بُرجون پر پھیلے تھے اشارہ کیا۔ اور اُنھون نے جان توڑ کے سکندر پر یورش کی۔ سکندر کی فوج والون نے اپنے بادشاہ کو اوپر جاتے دیکھا تو سب سیڑھیان لگا کے چڑھنے لگے۔ مگر ملتان والون نے اُن پر ایسی سخت یورش کی کہ ناکام رہے۔ اور۔ مار کے نیچے گرا دیے گئے۔ خود سکندر پر جن لوگون نے ہجوم کیا تھا اُنھین اُس نے مار کے ہٹا دیا بعض کو مار ڈالا۔ اور بعض کو نیچے گرا دیا۔ اب سکندر نے دیکھا کہ یونانی فوج اوپر چڑھ نہین سکی۔ اور مین تنہا دیوار پر کھڑا ہون۔ جہان سے نہ اچھی طرح

تنہا قلعہ مین کود پڑا

مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ پوری طرح قدم جم سکتا ہے۔ پیچھے ہٹنا اُس کی شان کے خلاف تھا۔ لہذا عجیب غیر معمولی شجاعت سے قلعہ کے اندر کود پڑا۔ اور ساتھ ہی وہ تینون رفقا بھی کود پڑے۔ اب یونانی سپاہی قلعہ کے باہر بیتاب تھے اور وہ

اندر دشمنون کے نرغے مین گھرا ہوا جوہر شجاعت دکھا رہا تھا۔ گویا دل مین ٹھان لی تھی کہ یا تو شہر کو فتح ہی کر لون گا اور یا بہادرون کی طرح لڑتا ہوا میدان جنگ مین مارا جاؤن گا۔ دشمنون کا سردار مقابلے کو آیا۔ اور سکندر نے ایک آن کے آن مین اُسے مار کے گرا دیا۔ اور اکیلا وہی نہین اُس کے ساتھ اُس کے بہت سے رفقا بھی مارے گئے۔ دیر تک یہ تماشا نظر آتا رہا کہ سکندر اور اُس کے تینون افسر دیوار کے پاس بہادرون کی طرح قدم جمائے کھڑے تھے۔ اور جو پاس آتا تھا یا مارا جاتا تھا یا زخمی ہو کے بھاگتا تھا۔ اب اُس کی آنکھون سے شعلے نکل رہے تھے۔ اور کسی کو قریب آنے کی جُرأت نہ ہوتی تھی۔ اتنے مین بہادر نبرد آزما ایریاس پر جو سکندر کے برابر کھڑا لڑ رہا تھا ایک تیر پڑا۔ اور اُس نے گر کے جان دے دی۔ دوسرا ایک گز بھر کا لمبا تیر خود سکندر کے سینے پر پڑا۔ اور لوہے کی زرہ کو توڑ کے اندر پیوست ہو گیا۔ تاہم سکندر دل مضبوط کیے کھڑا تھا۔ بہت سا خون نکل گیا۔ ناتوانی طاری ہو گئی اور مقابلے کا دم نہین رہا تھا۔ مگر دل مین یہ خیال آیا کہ موت کا وقت آ گیا۔ اور پہلے سے زیادہ بہادری و مستعدی سے لڑنے لگا۔ آخر طاقت نے بالکل جواب دے دیا۔ اور وہ اپنی ڈھال کے اوپر غش کھا کے گر پڑا۔ دونون یونانی جوان مرد بہادر جو ہمراہ تھے اُنھون نے اُسے اپنی ڈھالون کی آڑ مین لے لیا۔ اور دشمنون کی یورش کو رد کرنے لگے وہ خود ناتوان اور زخمون سے چور تھے مگر سکندر کی یہ حالت دیکھ کے اپنی مصیبت بھول گئے۔

سکندر زخمی ہوا

باہر یونانیون کی یہ حالت تھی کہ سکندر کے اندر چلے جانے کی وجہ سے بیتاب تھے۔ جان توڑ توڑ کے کوششین کرتے تھے اور ناکام رہتے تھے۔ جب قلعہ پر سیڑھی لگاتے اوپر والے گرا دیتے۔ اور اِس کی نوبت ہی نہ آتی کہ کوئی اوپر تک پہونچ سکے۔ اِس کے علاوہ دیوار پر چارون طرف فولادی گوکھرو بچھے ہوئے تھے جن کی وجہ سے کوئی اوپر تک پہونچ بھی جاتا تو دیوار پر قدم رکھنے کی جُرأت نہ ہوتی۔ آخر یونانیون نے یہ کیا کہ بازیگرون کی طرح ایک دوسرے پر چڑھ کے اپنے آپ کو دیوار کی بلندی تک پہونچایا۔ اور جس طرح بنا لڑ بھڑ کے اور گوکھرون کو ہٹا کے اوپر چڑھ ہی گئے۔ جب دو چار جگہ لوگ اِس تدبیر سے چڑھ گئے تو پھر سب طرف سے بہادرون نے یورش کر دی۔ اوپر پہونچ کے جب اُنھون نے دیوار کے نیچے سکندر کو پڑا ہوا اور دو رفیقون کو اُس کی حفاظت کرتے

قلعہ پر قبضہ

دیکھا تو جوش و غضب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ شور کرتے اور نعرے مارتے ہوئے نیچے کود پڑے۔ اور اُسے اپنے حلقے مین کر لیا۔ تھوڑی دیر مین یونانی لشکر کا بہت سا حصہ قلعہ کے اندر اُتر آیا۔ اور ملتان مین ہر طرف قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ غصے مین بھرے ہوئے یونانی سپاہیون نے مغلوب اہل شہر مین شمشیر زنی شروع کی تو نہ اِس کا خیال کرتے تھے کہ کون بوڑھا ہے اور کون بچہ۔ اور نہ دیکھتے تھے کہ کون مرد ہے اور کون عورت۔ جسے پایا بے دریغ تہ تیغ کیا۔ سکندر کے متعلق سارے یونانی لشکر مین تردد تھا۔ جب دشمنون سے میدان صاف ہوا تو لوگ اُسے ڈھال پر ڈال کے اُس کے خیمے مین لے گئے۔ یہ دیکھ کے کہ ہنوز زندہ ہے یونانیون کی جان مین جان آئی۔ کری تو ڈمس طبیب جو ہمراہ رکاب تھا اُس نے بڑی ہنرمندی اور ہوشیاری کے ساتھ اُس کے سینے سے تیر نکالا۔ تیر نکالنے کے بعد لوگون مین اُس کے مرنے کی خبر اُڑ گئی۔ اور لوگون مین یکایک عجیب گھبراہٹ اور پریشانی پیدا ہو گئی۔ اور یہ حال ہو گیا کہ کسی کے ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ لیکن سکندر اب اچھا تھا۔ لوگون کی پریشانی کا حال سُنا تو خود ہی خیمے سے نکل کے سب کے سامنے آیا۔ اور اپنے جانبازون کے اطمینان کے لیے داہنا ہاتھ اُٹھا کے اُن کو سلام کیا۔ پھر گھوڑا منگوا کے اُس پر سوار ہوا۔ اور آہستہ آہستہ یونانی سپاہیون کے سامنے سے گزرا۔ اِس وقت کے جوش و خروش کی انتہا نہ تھی۔ سب نے ایک ساتھ نعرہ ہائے مسرت بلند کیے۔ اور آس پاس کے پہاڑ اور دشت و در اِن نعرون سے گونج اُٹھے کہ "سکندر کی عمر دراز!" اور "فاتح ایشیا ہمیشہ تندرست و بامراد رہے!"

قتل عام

ملتان والون کو جب اتنی بڑی زک مل چکی تو تلی اور اُچھ دونون قومون نے پیام اطاعت بھیجا جسے سکندر نے کمال نیک نفسی سے قبول کیا۔ اور اِس نئے فتح کی ہوئی قلمرو پر فلپ نام ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اُچھ والون نے پیام اطاعت کے ساتھ اپنے ایک ہزار نبرد آزما سپاہی بطور کفیل کے بھیجے تھے۔ اور پانچ سو رتھین مع گھوڑون اور ہانکنے والون کے پیشکش کی تھین۔ اُن کے اس طرز عمل سے سکندر نہایت خوش ہوا۔ اور اُن کفیلون اور رتھون کو مع جملہ ساز و سامان اور آدمیون کے اُن کے پاس واپس بھیجدیا۔

اُچھ والون کی اطاعت

ابھی تک سکندر کے زخم کا علاج ہو رہا تھا۔ اور اُس کے ہمراہی راوی اور چناب کے ملان پر بڑے جہازون کا ایک بیڑا تیار کر رہے تھے۔ موجودہ پنجاب کی جنوبی حد یعنے اُس جگہ جہان پانچون دریا مل گئے ہین اُس نے ایک نیا شہر آباد کیا جس کا نام اپنے نام پر اسکندریہ رکھا۔ اور اُسے جہازرانی و تجارت کا مرکز قرار دیا۔ یہان سے آگے کا سفر شروع کیا۔ اُس کے بعض افسرون نے چند اور مقامات کو مغلوب کیا۔ اور اُس کا بیڑا بڑھ کے سوگڈی کے دارالسلطنت مین پہونچا۔ جس سے موجودہ شہر بھکر مراد ہے۔ یہان کے راجہ نے فوراً اطاعت قبول کی۔ اور بہت سے ہاتھی اور قیمتی ہدیے پیش کیے۔ اِس کے صلے مین وہ بدستور اپنے ملک پر حکمران رکھا گیا۔ لیکن ہان اتنی کارروائی ضرور ہوئی کہ یونانی افسر کرائرس کے اہتمام سے اُس کے دارالسلطنت مین ایک قلعہ تعمیر کرایا گیا تاکہ مقدونیہ کی کچھ فوج اُس پر قابض رہا کرے۔ اصل مین سکندر کی یہ خواہش تھی کہ ترقی تجارت کی غرض سے اور نیز اپنا پولٹیکل اثر قائم رکھنے کے لیے سمندر تک دریاے اٹک کے کنارے کنارے قلعون کا ایک سلسلہ قائم ہو جاے۔ چنانچہ اِس سلسلے کو اُس نے اپنی خوشی کے مطابق تکمیل کو پہونچا دیا۔

شہر اسکندریہ بھکر سکندر کی اصلی خواہش

سکندر نے اپنا بیڑا یہان سے آگے بڑھایا تو راجہ اُچھ کی سرحد مین داخل ہوا۔ راجہ نے پیشتر تو اظہار اطاعت کیا تھا۔ مگر اب معلوم ہوتا ہے اُس سے سرکشی ظاہر ہوئی۔ نہ تجدید اطاعت کی اور نہ نذرانہ پیشکش کیا۔ اِس کے پاداش مین اُن کے دو شہر لوٹ لیے گئے۔ خود راجہ سکندر کے ہاتھ مین گرفتار ہوا۔ اور قتل کر ڈالا گیا۔ اِس مہم کے بعد سکندر سنڈومانا مین داخل ہوا۔ جس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ ممالکت سندھ سے مُراد ہے۔ وہان کا راجہ زبردست حملہ آور کے آنے کی خبر سُنتے ہی قرب وجوار کے پہاڑون مین بھاگ گیا۔ رہ سارے شہر جو موجود تھے اُنھون نے یونانیون کے پہونچنے پر شہر کے پھاٹک کھول دیے۔ اور نذرانہ لے کے سکندر کے پاس حاضر ہوئے۔ اور اپنے وطن کو تاخت و تاراج سے بچا لیا۔

سکندر اُچھ مین سندھ مین

اس زمانے مین سکندر کو یہان ایک اور لڑائی لڑنی پڑی۔ جس کی

باغیون کی سرکوبی

وجہ یہ ہوئی کہ برہمنون نے باہم مل کے عہد و پیمان کیا کہ اِن بیرونی حملہ آورون اور ملکشون کو اپنی پاک سرزمین سے جس طرح بنے مار کے نکال دین - اُن کی سازش اس قدر پھیلی کہ بھکر کا راجہ جو سکندر کی اطاعت کر چکا تھا وہ بھی اُن کی سازش مین شریک ہو گیا سکندر نے یہ حال سُنا تو پیتھون نام اپنے ایک افسر کو اِن لوگون کے مقابلے پر روانہ کیا - اِس یونانی سپہ سالار نے میدان مین پہونچ کے برہمنون کے لشکر کو شکست دی اُن کے بہت سے لوگون کو قتل و اسیر کیا - اسیرون مین بھکر کا بیوفا راجہ موسی کانس بھی تھا جو سکندر کے سامنے لایا گیا - اور بہت سے برہمنون کے ساتھ منظر عام مین مصلوب کر کے لٹکا دیا گیا -

ٹپالہ کا راجہ اطاعت کرتا ہے -

اِن باغی سرکشون کی طرف سے اطمینان کر کے سکندر آگے بڑھا اور دریاے سندھ کے دہانے کے قریب پہونچا - یہان دریا ٹوٹ کے دو دھارون پر تقسیم ہو گیا ہے - اِس علاقے مین سب سے بڑا شہر ٹپالہ تھا - اور ایک چھوٹا راجہ موکرلیس نام وہان کا حکمران تھا - موکرلیس اطاعت کے ساتھ سکندر کے لشکر مین حاضر ہوا اپنا نشان لا کے اُس کے سامنے ڈالا - اور اپنے خزانے کی کنجیان نذر کین - سکندر نے نشان اُسے واپس کیا - اُس کی حکومت بدستور قائم رکھی - اور عزت و حرمت کے ساتھ رخصت کیا - موجودہ محققین کا خیال ہے کہ ٹپالہ ہی وہ شہر ہے جو آجکل حیدر آباد سندھ کے نام سے موسوم ہے -

واپسی اور موت

دریاے سندھ کے دہانے پر پہونچ کے سکندر نے ارض مغرب کی طرف واپس روانہ ہونے کا قصد کیا - اپنے سردار فوج نیارکس کو جدید عظیم الشان بیڑے کا سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ ساحل کے کنارے ہی کنارے خلیج فارس کا رُخ کرے اور خود ۳۲۶ ق م مین فوج کی ایک تعداد کثیر کے ساتھ خشکی کے راستے سے مکران ہوتا ہوا مشرق کی طرف چلا - اور افسوس کہ اِس سفر نے اُس کی زندگی کا چراغ گل کر دیا - دریاے دجلہ کے کنارے قدیم شہر بابل تک پہونچنے پایا تھا کہ بجاے وطن کے اُسے عازم عالم آخرت ہونا پڑا -

سلیکس نکاتور

سکندر کی وفات کے بعد جب اُس کی سلطنت کے ٹکڑے ہوئے تو سلیکس نکاتور نے جو ارض بابل کا گورنر تھا صرف بابل ہی کو اپنا مطیع نہین بنایا بلکہ دریاے

فرات سے اس طرف کے تمام مفتوحات ومقبوضات اسکندر کو اپنے قبضے مین کر کے اپنا تابع فرمان بنا لیا۔ مگر سکندر کے واپس جاتے ہی ہندوستان کے راجاؤن کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور وہ رعایا بھی جس نے اطاعت قبول کی تھی باغی ہو گئی۔ مقدونی الاصل گورنر جسے سکندر اپنا نائب بنا کے چھوڑ گیا تھا مار ڈالا گیا۔ اور اُس کی فوج جس مین یونانی وہندی دونون تھے یا سرکشون کے رعب مین آ کے منتشر ہو گئی یا لقمۂ نہنگ شمشیر ہوئی۔ یہ حال سکندر کو زندگی ہی مین معلوم ہو گیا تھا۔ اور اپنے مقتول گورنر کی جگہ پر اُس نے ایک نئے گورنر کو بھیجا جس کے جھنڈے کے نیچے اُس یونانی فوج نے جو کنٹنجنٹ کے طور پر لاہور کی گئی تھی جوش مین آ کے بہت سے ہندوستانیون کو قتل کیا۔ حتے کہ راجہ پورس کو بھی اس گورنر نے مار ڈالا۔ اگرچہ اُس نے صدہا عذر پیش کیے۔ اپنے حقوق یاد دلائے۔ اور سکندر کی دوستی کا ثبوت دیا مگر کوئی بات کارگر نہ ہوئی۔ اور بے رحمی سے قتل کر ڈالا گیا۔

راجہ پورس کا قتل

غرض مغربی ہند مین قتل وخونریزی کا بازار گرم تھا کہ مشرقی ہند کا زبردست راجہ چندر گپت آ پہونچا۔ جس نے فی الحال ہندوستان مین ایک نئی زبردست سلطنت قائم کر لی تھی۔ چندر گپت ابتداءً ایک سیاح کی حیثیت سے وادی گنگا کے علاقے سے پنجاب مین آیا تھا۔ سکندر کو دیکھ کے دل مین اُمید پیدا ہوئی کہ وہ جب گنگا کنارے پہونچے گا تو اُس کی مدد سے مجھے اپنے ہاتھ سے گئے ہوئے اضلاع مل جائین گے اور اپنے تمام حریفون کو مین پامال کر ڈالون گا۔ چنانچہ سکندر کے لشکرگاہ مین چندر دن رہا بھی۔ مگر جب سکندر واپس چلا گیا تو وہ مایوس ہو کے دوسرے تدابیر مین مشغول ہوا۔ چونکہ ہوشیار صاحب اثر اور اُولوالعزم تھا۔ لہذا سکندر کے چلے جانے کے بعد اُس نے صرف اپنے کھوئے ہوئے اضلاع ہی اپنے قبضے مین نہین کیے۔ بلکہ پالی بوتھرا سے جسے آجکل پٹنہ کہتے ہین نندا خاندان کے راجا کو نکال باہر کیا اور پورا مشرقی ہندوستان اُسی کی قلمرو مین شامل ہو گیا۔ مشرق مین اپنی بنیاد مضبوط کر کے چندر گپت پنجاب کے ممالک پر چڑھ آیا۔ یونانی فوجون کو نکال باہر کیا۔ اور کل حکمرانون سے اپنی عظمت منوالی۔

چندر گپت

سلیکس نے جب سُنا کہ چندر گپت نے سکندر اعظم کے فتوحات کا اثر

سلیکس کا حملہ

ہندوستان کی سرزمین مین بالکل مٹا دیا ہے تو ایک زبردست لشکر لے کے آیا اور دریاے اٹک سے اُتر کے چندر گپت کے علاقے پر حملے شروع کر دیے دیسی فوجون کو کئی شکستین دین۔ اور غالباً مشرقی ہند تک بڑھتا چلا جاتا ناگہان خبر آئی کہ اُس کے مرکز سلطنت بابل مین بغاوت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ فوراً پنجاب سے پلٹ کے بابل گیا تاکہ وہان کی خطرناک بغاوت کو فرو کرے۔ تاہم چلتے وقت اُس نے ہندوستان کے راجاؤن سے صلح کر لی۔ پنجاب کے راجہ نے تو دب کے پانچسو ہاتھی اور ایک سو جنگی رتھین اُلوالعزم جانشین اسکندر کی نذر کین۔ مگر چندر گپت کی وقعت کا اس قدر اثر تھا کہ سلیکس نے اپنی بیٹی اُس کے نکاح مین دیدی اور یونانی عالم مگاستھنس کو اپنے سفیر کی حیثیت سے اُس کے دربار مین چھوڑ گیا اس مگاستھنس نے یہان رہ کے اور اہل سندھ کے حالات سے واقف ہو کے اپنی وہ مشہور کتاب لکھی جو ہندوستان قدیم کے حالات مین ایک زبردست سند تصور کی جاتی ہے۔

اُسکی واپسی

مگاستھنس

بس اِس کے بعد سے یونانیون کا اثر ہندوستان پر سے روز بروز مٹتا ہی گیا گو تاجرانہ تعلقات ہندوستان اور ارض شام مین بخوبی قائم تھے مگر اُن کو پولیٹکل حیثیت سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ آخر ۲۰۶ ق م مین سلیکس مذکور کا پوتا انٹیوکس جسے اہل ہند انٹیاکو یونا راجہ کہتے تھے پنجاب پر حملہ آور ہوا۔ ادھر پنجاب مین اُن دنون چندر گپت کے پوتے اسوکا کی حکومت تھی۔ انٹیوکس کو مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔ لہذا صلح کر کے واپس گیا۔ مگر اُس صلح کے ذریعہ سے تاجدار مغرب کو اتنا فائدہ ضرور حاصل ہوا کہ ہندوستان مین یونانیون کا اثر چند روز کے لیے قائم رہ گیا۔

انٹیوکس کا حملہ

اِس کے بعد ۱۶۵ ق م مین باختر کے بادشاہ انزاڈیمی تس نے پنجاب پر حملہ کیا۔ اور پنجاب مین قدم رکھتے ہی جنوب کی طرف رُخ کیا تو شہر پٹالہ (آج کل کے حیدر آباد سندھ) یا یون کہیے کہ دریاے اٹک کے دہانے تک برابر دشمنون کو شکست دیتا اور فتح کرتا چلا گیا۔ جب جنوب مین سمندر نے اُس کا راستہ روک دیا تو مشرق کی طرف جُھکا اور کچھ اور گجرات پر حملہ آور ہونے کے لیے زبردست فوجین روانہ کین۔ اُس کے یہ فتوحات غیر مستقل نہ تھے بلکہ اُس کے بعد بھی یہ مفتوحہ ممالک

شاہ باختر کا حملہ

اُس کی نسل کے قبضے مین رہے - چنانچہ اُس کے جانشینون نے نین ڈر اور ایپ پولی لوڈ ٹس نے سنہ ۲۶ ق م تک پنجاب و سندھ پر حکومت کی - یہ یونانی و باختری حکومت سال مذکورہ مین درہم و برہم کر دی گئی - مگر اسی سلطنت سے نکلے اور اسی کے بنائے ہوئے تاجدار پہلی صدی قبل مسیح کی ابتدا تک پنجاب - وادی اٹک - اور کابل پر قابض و متصرف تھے - جس کا ثبوت اُن کے سکّون سے ملتا ہے - جو ان ممالک مین نکلتے رہتے ہین -

متھوی ڈاٹس کا حملہ - یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سنہ ۱۲۰ ق م کے قریب زمانے مین متھوی ڈاٹس نام ایک پارتھی بادشاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا - اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۰ ق م مین سائدیا (یعنی اہل خطا) کی قوت علاقۂ پنجاب پر غالب تھی -

جاٹ - چینی مورخ لکھتے ہین کہ یوتی لوگ (جاٹ) جو مملکت چین اور تبت ستان (آسمان سے باتین کرنے والے پہاڑون) کی بہت سی زمین پر حکومت کر رہے تھے انھین ہن لوگون نے کثیر التعداد خونریزیون اور بڑی بڑی معرکہ آرائیون کے بعد وہان سے نکال باہر کیا - جاٹ لوگ اس طرح وہان سے شکست کھا کے جلاوطن ہوئے تو اُن کے بڑے بڑے گروہ افغانستان اور پنجاب مین دریاے سندھ کے کنارے کنارے رہ پڑے - یہان رہ کے اُنھون نے چند روز مین ایسی قوت پیدا کی کہ سنہ ۱۰۵ ق م مین یونانی لوگون کے ہاتھ سے تکسلا کا راج چھین لیا - چنانچہ اب اُنھین کی قوم کے بادشاہ آیس اور ازی لی سس اس پانچون دریا والے ملک پر حکمران تھے اور ان کا زمانہ اہل خطا کا زمانہ تصور کیا جاتا ہے -

بکرماجیت - ان خطائی بادشاہون کو آخر ہندوستان کے زبردست راجہ وکرمادتیا (بکرماجیت) نے سنہ ۵۶ ق م مین علاقۂ پنجاب سے نکال باہر کیا - مگر اُس کی وفات کے بعد ہی سائدین لوگون یعنے اہل خطا کے ایک نئے گروہ کا بڑا بھاری سیلاب آیا جس نے سارے پنجاب پر تصرف کر کے ایک نیا شاہی خاندان قائم کیا - جس کے تاجدار کدپھی سس کہلاتے تھے -

کدپھی سس خاندان کے بعد کنیس خاندان - جب ان لوگون کے زوال کی باری آئی اور یہان رہ کے یہ بھی ہندوستانی بن گئے تو خطائیون کا ایک نیا تازہ دم گروہ آ پہونچا جس نے ملک پر قابض و متصرف ہو کے کنیس کی بادشاہون کے خاندان کی بنیاد ڈالی -

جس کے بعد سے بظاہر ملک دونون خاندانون پر بنٹا ہوا تھا۔ کدپھی سس اور کنیس کے راجاؤن کے جو سکے پنجاب بامیان اور کابل کی زمین سے برآمد ہوئے ہین اُن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خاندان پانچوین صدی عیسوی تک ممالک پنجاب پر قابض و حکمران تھے۔ ان واقعات کی کیفیت ہمین چینی سیاح فاہین کی تحریر سے جو پانچوین صدی عیسوی مین پنجاب کے پانچون دریاؤن پر سے ہو کے گزرا تھا۔ اور کوٹا واقع راجپوتانہ کے ایک مندر کے کُتابے سے جو سلپورہ کے جاٹ راجہ کی یاد دہانی کرتا ہے (اور سنہ ۱۶۸ء کا ہے) معلوم ہوتی ہے۔

پانچوین صدی کی ابتدا مین کدپھی سس خاندان کو سفید ھن یعنے اپھتالی تس لوگون نے درہم وبرہم کردیا جو اس کامیابی کے بعد ۵۵۵ء مین ترکون کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہوئے۔ اپھتالی تس

غرض عربون کی واقفیت کا زمانہ شروع ہونے سے پہلے پنجاب و سندھ کے حالات مختلف بیرونی اقوام سے جو کچھ معلوم ہو سکے اسی قدر ہین۔ اِن کو ایک جگہ مرتب کر کے کوئی منضبط سلسلۂ تاریخ قائم کرنا امکان سے باہر ہے۔ خصوص ایرانیون کے بیان اور آخر الذکر واقعات کے اختلاف کو دور کر کے کوئی صحیح نتیجہ نکالنا۔ اب اس کے بعد سے وہ زمانہ شروع ہوتا ہے جس کے حالات ہمین عربی مورخون اور سیاحون سے معلوم ہوئے ہین۔ اور اب اِس سرزمین کے اُس شاہی خاندان سے بحث کی جائے گی جس کو عربون نے پامال کر کے اپنی سلطنت قائم کی عہ

عہ اس باب مین تمام واقعات ہسٹری آف پنجاب مصنفہ سید عبداللطیف اور انسائکلوپیڈیا برٹانکا سے لیے گئے ہین

# چوتھا باب

## راے چچ کا عروج

**شہر اُلور**

چھٹی صدی عیسوی مین سندھ کا شہر اُلور[عہ] (روڑی) سندھ مین سب سے بڑا اور نہایت ہی آراستہ و پیراستہ شہر تھا۔ اِس مین عالی شان قصر و ایوان تھے۔ اور دریاے مہران (سندھ) کے کنارے آباد تھا۔

**راجہ ہرس**

اِس شہر کا راجہ ایک زبردست تاجدار سی ہرس تھا جس کے باپ کا نام ساہسی راے تھا۔ دولت سے راجہ کا خزانہ بھرا ہوا تھا اور اُس کی عدل پروری نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ اُس کی سلطنت چارون طرف دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ مشرق کی طرف راجہ کشمیر کی سرحد سے سرحد ملی تھی۔ مغرب کی طرف مکران تک۔ جنوب مین سمندر تھا۔ اور شمال کی جانب کوہستان کروان و قیقان تھے[عہ]۔

**نظام مملکت**

اِس راجہ نے اپنی قلمرو کو چار صوبہ داریون پر تقسیم کر رکھا تھا۔ جن مین سے ایک صوبہ دار برہمن آباد مین رہتا تھا۔ اور قلعہ جات نیرون۔ دیبل۔ لوہانہ۔ لکھا اور سمتہ اُس کے علاقے مین تھے۔ دوسرے صوبہ دار کا مستقر سوستان تھا جس کے زیر حکومت بلاد بودھ پور (بودھیہ) جنکان اور کوہستان روجیان (روزم) اور حدود مکران تک کا علاقہ تھا۔ تیسرا صوبہ دار قلعہ ہاے اسکلندہ اور پابیا مین رہتا تھا جو قلعہ جات تلوآریہ اور چاچ پور کے نامون سے مشہور تھے۔ بودھ پور کے پاس کی زمین اِس صوبہ دار کے زیر حکومت تھی۔ چوتھے صوبہ دار کا قیام شہر ملتان مین رہتا

---

[عہ] یہ نام مختلف وضعون مین نظر آتا ہے مسعودی "الرور" لکھتا ہے۔ ابن خردازبہ "الدور" بتاتا ہے۔ اصطخری ایک جگہ "الروذ" لکھتا ہے اور ایک جگہ "الرور" اشکال البلاد کا مصنف ایک جگہ "الدور" اور ایک جگہ "الرور" بتاتا ہے۔ ابن حوقل نے "روز" اور "الروز" لکھا ہے۔ اور بشاری "دور" لکھتا ہے۔ مراصد الاطلاع مین "الرور" لکھا ہے۔ اِس شہر کے کھنڈر بھکر اور خیرپور کے درمیان مین موجود ہین۔ اور "الور" کے نام سے مشہور ہین۔ (الفنسٹن ہسٹری آف انڈیا)

[عہ] یہ حدود و حالات اور نیز جو امور بعد بیان کیے جاتے ہین اکثر چچ نامہ سے لیے گئے ہین جو عربی سے ترجمہ کیا گیا ہے اور محمد بن قاسم سے تھوڑے ہی دنون بعد کی تصنیف ہے۔

تھا اور سکہ۔ برہما پور۔ کرور۔ اشہار۔ اور کنبھ اس کے زیر حکومت تھے۔ اور اس کا علاقہ کشمیر کی سرحد تک چلا گیا تھا۔ خود راجہ کا مرکز سلطنت شہر الور تھا اور بلاد کرواں۔ قیقان اور نیرہاس اُس نے خود اپنی نگرانی مین رکھے تھے۔

شاہزاد

اپنے راج کنورون کو اُس نے فنون جنگ سے بخوبی واقف کیا تھا لڑائی کے لیے اُنھین ہر وقت تیار رکھتا تھا۔ اور ہر قسم کا سامان جنگ اسلحہ اور گھوڑے اُن کے لیے موجود رہتے تھے۔ کوشش کرتا کہ ملکی مہمات مین بیٹے مشق نبرد آزمائی کے لیے ہمیشہ اور ضرور شریک ہوا کرین۔ تاکید کرتا کہ وہ رعایا کو راضی رکھین۔ اور جابجا عالی شان عمارتین تعمیر کراتا۔ سلطنت مین فتنہ جو اور باغی لوگ نہ تھے کہ جھگڑے پیدا ہون اور رعایا کے امن وامان مین خلل پڑے یہ امن وامان ایک مدت سے قائم چلا آتا تھا کہ ناگہان بادشاہ نیمروز[عہ] کی فوج نے حملہ کیا۔ اور اُس کے لشکر نے فارس سے بڑھ کے مکران کی طرف قدم بڑھایا

ایرانیون کا حملہ۔

سی ہرس کو غنیم کی چڑھائی کا حال معلوم ہوا تو آگ بگولا ہو گیا۔ اور نہایت بے پروائی واطمینان کے ساتھ فوج لے کے اروڑ سے روانہ ہوا۔ دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی تو دونون طرف کے بہادرون نے ایسی شجاعت سے کام لیا کہ دونون حریفون نے بہت نقصان اُٹھایا۔ میدان کا یہ رنگ دیکھ کے ایرانی فوج نے جان پر کھیل کے ایک سخت حملہ کیا۔ جس کی تاب سندھ کے سپاہی نہ لا سکے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ مگر خود راجہ سی ہرس اُسی طرح دشمنون کے سامنے میدان مین کھڑا جوہر شجاعت دکھاتا رہا۔ لڑائی صبح سے شروع ہوئی تھی۔ اور اب دوپہر کا وقت تھا۔ ناگہان ایک تیر پیام قضا کی طرح راجہ کے گلے پر پڑا۔ اور حلقوم کے اندر اُتر گیا۔ اُس کے گرتے ہی باقی ماندہ فوج بھی پریشان ہو کے بھاگی۔ اور ایرانیون نے ایسا تعاقب کیا کہ رات ہو جانے تک سندھیون کو رگید رگید کے قتل کرتے رہے[عہ]

سندھیون کی شکست

راجہ مارا گیا

---

عہ جس طرح یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ سی ہرس کا خاندان کس وقت سے حکمران تھا اور وہ خود کون اور کس خاندان کا تھا اُسی طرح یہ بھی نہین معلوم ہو سکتا کہ بادشاہ نیمروز سے کون تاجدار مراد ہے جس طرف سے حملہ ہوا اُس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ساسانی تاجدار عجم مراد ہوگا

عہ چچ نامہ۔ تاریخ معصومی

شاہ فارس کامیابی و سرخروئی حاصل کرکے اپنے علاقہ نیمروز مین واپس آیا۔ رائے ساہسی
اُدھر شکست خوردہ سندھی مضطر و حیران اس قیامت خیز سانحے کی خبر کے شہر الور مین داخل ہوئے۔ راجہ ایسا ہر دل عزیز تھا کہ ہر طرف بزم ماتم مرتب ہوگئی۔ اور جب سینہ کوبی سے فرصت ہوئی تو وزرا و اُمرا نے مرحوم راجہ کے بیٹے رائے ساہسی کو آبائی گدی پر بٹھایا۔ دربار تخت نشینی کے ساتھ ہی عیش و عشرت کے شادیانے بجنے لگے۔ اور ہر جگہ بزم طرب جمع ہوگئی۔ رائے ساہسی مسند نشینی کے ایک سال بعد ملک کے دورے کو نکلا۔ جہان کوئی باغی و سرکش ملا اُس کا قلع و قمع کر دیا۔ اور ہر امر مین اطمینان حاصل کرکے الور مین واپس آیا۔

اُس کا وزیر رام۔

رائے ساہسی کے مصاحبون اور درباردارون مین رام نام ایک شخص تھا جو بڑا عاقل و دانا تھا۔ اُس کی فضیلت و دانائی کا اثر راجہ کی ساری قلمرو پر پڑا ہوا تھا۔ اور دربار پر وہ اس قدر حاوی تھا کہ بلا وساطت اُس کے نہ کوئی شخص راجہ کی ملازمت مین داخل ہو سکتا تھا اور نہ بے اُس کی منظوری کے برطرف کیا جاتا تھا۔ غرض معتمد اعلے یا مدار المہامی کی ذمہ داریان سب اُس کے ہاتھ مین تھین۔ اور رائے ساہسی کو اُس کی لیاقت پر اس قدر بھروسا تھا کہ اُس کی راست بازی مین کبھی شک و شبہہ نہ کرتا تھا۔ چنانچہ اُسی کی بیدار مغزی پر بھروسا کرکے راجہ ہمیشہ محفل طرب مین مصروف عیش رہتا۔ اور جب کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو بیدار مغز وزیر رام محل مین حاضر ہو کے عرض کرتا اور بعد مشورہ احکام حاصل کرتا۔

وزیر رام ایک دن دربار کر رہا تھا۔ بڑے بڑے پنڈت اور لائق و فائق لوگ سامنے مودب بیٹھے تھے کہ ایک نہایت ہی خوشرو نوجوان حاضر دربار ہوا۔ اور چند ہی ساعت مین اُس نے فصاحت و بلاغت اور ذہانت و طباعی کا ایسا جوہر دکھایا کہ تمام حاضرین عش عش کرنے لگے۔ خود رام بھی اُس کی ہنرمندی پر فریفتہ ہوگیا اور اُس کا نام پوچھا۔ اُس نے کہا مین سیلاج پنڈت کا بیٹا ہون۔ اور میرا نام چچ ہے۔ چچ کی ابتدا
اُس کا باپ سیلاج اُس عہد کے مشہور پنڈتون مین تھا۔ اور اکثر اہل سندھ اُس کے فضل و کمال کے معترف تھے۔ غرض رام نے چچ کو اپنی صحبت مین رکھ لیا۔ اُس کی

اُسکی ہر دلعزیزی

قابلیت کے مُناسب ایک اعلےٰ عہدے پر ممتاز کر دیا۔ اور اُس کی دانشمندی کی باتون سے فائدہ اُٹھانے لگا۔ چند ہی روز مین چچ رام کا نائب اور معتمد بن گیا۔ چچ کی ہردلعزیزی نے چند ہی روز مین یہ حالت کر دی کہ ملک بھر مین تمام لوگ اُس کے والہ و شیدا تھے اور گویا رآم وزیر کا نام ہی اُن کے صفحۂ دل پر سے مِٹ گیا۔ یونہین چچ کا اقبال روز افزون ترقی کرتا جاتا تھا کہ اتفاقاً وزیر رآم بیمار ہوگیا۔ اور اُس کے صاحب فراش ہونے کے زمانے مین علاقۂ دیبل سے کوئی ضروری تحریر آئی۔ اور چونکہ وزیر کام کرنے کے قابل نہ تھا لہذا وہ تحریر خود راجہ کے ملاحظے مین پیش کر دی گئی راجہ حسب عادت جشن طرب مین تھا۔ اِس صحبت عیش کو چھوڑ کے آنا گران معلوم ہوا

چچ کا عروج

حکم دیا کہ چچ حاضر ہو مین اُسے حکم لکھوا دون گا۔ اور رانی کو پردے مین ہو جانے کا اشارہ کیا۔ رانی نے کہا "چچ ایک برہمن ہے اُس سے پردہ کیسا؟" چچ کی وقعت اُس کے دل مین اِس قدر بیٹھی ہوئی تھی کہ راجہ نے اُس کی یہ تجویز بھی منظور کر لی۔ اور چچ اجازت باریابی ہوتے ہی رانی کے سامنے آکے مودب کھڑا ہو گیا۔ اِس پہلے موقع پر اُس نے راجہ کے احکام کی تعمیل ایسے ادب و شائستگی سے کی کہ راجہ نہایت ہی محظوظ ہوا اور اُسے خلعت سے سرفراز فرما کے رخصت کیا۔ اور عام اجازت دے دی کہ جب کوئی ضروری امر پیش کیا کرے بے تکلف محل مین حاضر ہو کے عرض کر دیا کرے۔

اب رانی کے سامنے وہ آنے جانے لگا تو اُس کی صورت اور اُس کے حرکات و سکنات کا وہی جادو جس نے پہلے وزیر رام اور خود راجہ بلکہ ساری رعایا پر اثر کیا تھا رانی کے دل پر بھی اثر کر گیا۔ دل ہی دل مین اُس پر فریفتہ ہو گئی۔ اور خفیہ آدمی بھیج کے تعلقات ناجائز کی خواہش کی۔ مگر چچ نے کہلا بھیجا مین برہمن ہون اور برہمن سے ایسی کور نمکی نہین ہو سکتی۔ اِس انکار نے رانی کی آتش عشق پر اور تیل ڈال دیا۔ وہ زیادہ گرویدہ و دلدادہ ہو گئی اور بیتابی کے ساتھ مدتون تک آتش فراق مین جلتے اور تڑپتے گزری۔ یہان تک کہ راجہ ساہسی بیمار ہوا۔ بڑے بڑے بید جمع ہوئے مگر سب علاج مین عاجز آگئے۔ جب راجہ کی حالت زیادہ غیر ہوئی

اس کی تخت نشینی کا سبب

تو رانی نے چچ کو اندر بلوایا اور کہا اب راجہ کا دم واپسین ہے۔ اگر تم امید دلاؤ کہ میری آرزو بر آئے گی تو تمھارے لیے تخت نشینی کی تدبیرین کرون۔ اور اِسی پر

میرے تمھارے تعلقات کا فیصلہ ہے۔" وچ کے قدم کو اس موقع پر لغزش ہو گئی۔ چنانچہ اُس نے فوراً منظور کر لیا۔ اور ساتھ ہی رانی نے ہرکارون اور چوبدارون کو اطلاع دی کہ "کل مہاراجہ دربار کرین گے" اور اُسی وقت راجہ کی انگوٹھی اُتار کے وچ کے ہاتھ مین پہنا دی۔ پھر اُسے محل کے اندر ایک کمرے مین چھپا رکھا۔ دوسرے دن دربار کے موعودہ وقت پر جب وزرا و اراکین سلطنت حاضر ہوئے تو رانی نے اہل دربار کو اطلاع دی کہ مہاراج ضعف کی وجہ سے باہر نہین آسکتے۔ اور حکم دیتے ہین کہ مین نے وچ کو اپنا جانشین مقرر کیا جسے سند کے طور پر اپنی انگوٹھی دے دی ہے۔

اس حکم کو تمام اہل دربار نے بغیر کسی عذر کے تسلیم کر لیا۔ اور وچ کے آگے سر نیاز جھکا دیا۔ اس کے دو ہی چار روز بعد راجہ نے سفر آخرت کیا۔ مگر رانی نے قبل اس کے کہ اس خبر کو شہرت ہو وچ کو بُلا کے کہا "اب تم کیا کہتے ہو؟ وقت آگیا کہ مجھے عذاب ہجران سے نجات ملے۔" وچ نے کہا "جو آپ کی مرضی ہو۔ مجھے کسی امر مین عذر نہین۔" رانی بولی "راجہ کے کوئی اولاد تو ہے نہین۔ ہان اعزا و اقارب ہین جو اپنے حقوق پیش کر کے تخت و تاج کے دعویدار ہونگے۔ اس کی تدبیر مین بہت آسانی سے کر سکتی ہون۔" یہ کہہ کے رانی نے پچاس طوق و سلاسل منگوائے۔ اور حرم سرا کی مختلف کوٹھریون مین اُنھین اس طرح بانٹ دیا کہ ہر کوٹھری مین طوق و سلاسل کا ایک جوڑ رکھوا دیا۔ اس کے بعد راجہ کے ہر ہر عزیز کو چوبدار بھیج کے بُلوایا کہ "مہاراج نے آپ کو آخری وصیت کرنے کے لیے یاد کیا ہے۔" اس طرح خاندان شاہی کا ہر رکن یہ اُمید دل مین لیے ہوئے آتا کہ مین ہی ولی عہد منتخب ہون گا۔ مگر یہان آتے ہی ایک کوٹھری مین پابزنجیر کر دیا جاتا۔ اس طریقے سے چپکے ہی چپکے راجہ کے پچاس عزیز جو صاحب اثر تھے گرفتار کر لیے گئے۔ اب صرف وہ دُور کے غیر قابل لحاظ اعزا رہ گئے جو غریب و کم حوصلہ تھے۔ اور دولت مند بھائی بندون سے حسد رکھتے تھے۔ رانی نے اُن سب کو بُلا کے کہا "تمھارے سب دشمن گرفتار کر لیے گئے۔ اور تمھین موقع اور اختیار دیا جاتا ہے کہ اُن کے گھرون کو لُوٹ لو۔" وہ تو پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے رانی کا اشارہ پاتے ہی اسیر شدہ اعزاے شاہی کے گھرون مین گھس پڑے اور جہان تک لُوٹا گیا لُوٹا۔ اس حالت مین جب کہ شہر مین کھلبلی مچی ہوئی تھی راجہ کی

چچ کی تخت نشینی

لاش جلائی گئی۔ اور اُس کے بعد چچ راج پاٹ پر بیٹھ گیا۔ اُس کی تخت نشینی کا برس مختلف واقعات کے حساب سے وہی بتایا گیا ہے جس سال کہ حضرت سرور کائنات صلعم مکہ سے ہجرت فرما کے مدینے مین تشریف لائے۔ اور سنہ ہجری شروع ہوا۔ تخت پر بیٹھ کے اُس نے سب سے پہلے رانی کو جس کا نام سوہن دیو (دیوی) تھا اپنے عقد مین لے کے رانی بنایا۔ پھر راجہ کا خزانہ کھول کے فوج کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔ اور سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔

راجہ بہرت کا حملہ

یہ خبر مشہور ہوئی تو شہر جے پور کا راجہ بھرت جس سے راے ساہسی سے قرابت تھی وراثت کا دعویدار ہوا۔ راجہ بھرت ایک بڑی فوج سے چڑھ آیا۔ اور جیسلمیر مین پہونچ کے راے چچ کو لکھا "تم ذات کے برہمن ہو۔ سلطنت سے تم کو کیا علاقہ؟ معرکۂ جنگ کے تہلکون مین ٹھہرنا تمھارا کام نہین۔ اور انھین وجوہ سے مین تمھین صلاح دیتا ہون کہ لڑائی سے باز آؤ اور کونے مین بیٹھ کے اپنے ذاتی کامون مین مشغول ہو۔" چچ نے یہ خط لے جا کے رانی سوہن دیوی کے سامنے ڈال دیا۔ اور کہا "اب بتاؤ کہ اس کی کیا تدبیر کی جاے؟" رانی نے کہا "اس کی تدبیر عورتون کے پاس نہین۔ تم سے اگر سچ مچ مقابلہ نہین ہو سکتا تو لو میری ساری تم باندھ لو اور اپنے کپڑے مجھے دو کہ مرد وان کے نکلون اور دشمن سے مقابلہ کرون" اپنی اس طعن آمیز تقریر پر راے چچ کو پسینہ پسینہ دیکھ کے رانی نے خود ہی اُسے سمجھانا اور اُس کا حوصلہ بڑھانا شروع کیا کہ "اب تمھارے قبضے مین بے شمار دولت

ع٥ برہمنون کی حکومت کا کل زمانہ ۹۳ برس بتایا جاتا ہے۔ اور چونکہ اسی سال محمد بن قاسم کے مقابلے مین راجہ داہر مارا گیا لہذا مورخین نے چچ کی تخت نشینی کا برس سنہ ۱ھ قرار دے دیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۴۰ سال چچ نے ۸ سال اُس کے وارث تخت چندر نے اور [illegible] سال داہر نے حکومت کی جس کا مجموعی زمانہ صرف ۸۱ برس ہوتا ہے۔ اسی دشواری کو دیکھ کے مسٹر ایلیٹ نے تحقیق و تنقید کے بعد یہ راے قائم کی ہے کہ چچ سنہ [illegible]ھ مین تخت نشین ہوا

ع٥ اس راجہ کو میر معصوم جے پور کا مصنف تحفۃ الکرام چیتور کا اور چچ نامہ مین ایک جگہ جی تور اور دوسری جگہ جے پور لکھا ہے۔ لیکن اس مین شبہ ہے کہ یہی چیتور اور جے پور مین یا کوئی اور۔ ان دونون اس قسم کے بعض نام سندھ کے آس پاس بھی ملتے ہین۔

ہے اُسے نکالو۔ لوگوں کو دو دلاؤ۔ تم سے یہ فیاضی ظاہر ہوگی تو سب لوگ تمھارے خیر خواہ اور جان نثار ہوجائیں گے۔" رانی کی اِس صلاح کے مطابق چچ نے سرداران فوج کو بُلا کے روپیہ دیا تو کُل افسر اور سپاہی اُس کے جھنڈے کے نیچے لڑنے اور جان دینے پر آمادہ ہوگئے۔ اس طریقے سے فوج جمع کرکے راے چچ دشمن کے مقابلے کو روانہ ہوا۔ الور کے قرب وجوار میں جب دونوں لشکروں کا سامنا ہوا تو رانا مہرت نے پیام بھیجا کہ بندگانِ خدا کی جانیں لینے اور فوج کے کٹوانے سے کیا حاصل ہے؟ میں اور تم میدان میں نکل کے لڑلیں۔ جو اپنے حریف کو مار ڈالے وہی راجہ بنے۔" چچ نے شرماشرمی یہ تجویز منظور کرلی۔ اور جان پر کھیل کے پیدل میدانِ رزم میں آیا۔ اُدھر سے رانا مہرت بھی پا پیادہ اپنی صفوں سے نکل کے آیا۔ مگر چچ نے

مہرت کا مارا جانا

ایک خادم کو اشارہ کر دیا تھا کہ آہستہ آہستہ میرا گھوڑا لے کے میرے پاس آجانا اب دونوں راجہ اپنی فوجوں سے دور تھے۔ اور لڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ چچ کا گھوڑا آپہونچا۔ گھوڑے کے آتے ہی عجب پھرتی سے چچ اُس کی پیٹھ پر سوار ہوگیا اور جھپٹ کے رانا مہرت پر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ اسی ایک وار میں اس کا کام تمام ہوگیا۔ رانا کی فوج بھاگی۔ چچ نے تعاقب کیا۔ اور دشمنوں کے بہت لوگ تہ تیغ کیے۔ اس فتح کے بعد الور میں بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ بازار آراستہ کیے گئے اور ہر طرف سے مبارک سلامت کے نعرے بلند تھے۔[۵]

اِس کے بعد راے چچ نے اپنے بھائی چندر کو ایک تحریری فرمان کے ذریعے سے دار السلطنت الور کا حکمران مقرر کیا۔ پھر اِس مضمون کا ایک فرمان نافذ کیا کہ میرا بھائی چندر میرا نائب ہے۔ اُس کا وزیر اور مشیر سلطنت بودھی من تھا جس سے اُس نے بہت سے اُمورِ اصولِ حکمرانی و جہانبانی کے متعلق دریافت کرکے ملک کی اصلی حالت پوچھی۔ بودھی من نے سرِ نیاز جھکا کے عرض کیا، "ایشر مہاراج کو ہمیشہ زندہ و سلامت رکھے اور سارے سردار حضور کے تابع فرمان رہیں۔ یہ ملک ہمیشہ سے

وزیر بودھی سن

ایک بہت بڑی سلطنت کی حیثیت رکھتا آیا ہے۔ اُس وقت بھی جب دو آج کے بیٹے سہی ہرس کے قبضے میں تھا۔ اور اُس وقت بھی جب ایرانیوں سے شکست

ع ۵ معصومی۔

ہونے کے بعد راجہ ساہسی تخت نشین ہوا ہے۔" چچ وزیر کو دھی من کی زبان سے یہ موزوں جواب سن کے خوش ہوا۔ اُس کی دانائی کی تعریف کی۔ پھر ہر طرف فوج جمع کرنے کے لیے فرمان بھیجے۔ مختلف مقامات پر عاملوں سے اعانت طلب کی۔ اور ایک لشکر جرار مرتب کر کے مشہور کیا کہ مین ہندوستان کی اُس سرحد پر جاؤن گا جدھر ترکون کی سرحد ملی ہوئی ہے۔ نجومی پنڈتوں نے ایک مبارک گھڑی مقرر کی اور اُس گھڑی

ملک گیری۔

وہ فوج کو اپنے زیر علم لے کے دار السلطنت سے چل کھڑا ہوا۔ بہت سی منزلین طے کر کے قلعۂ پابیا پر پہونچا۔ جو دریاے بیاس کے کنارے تھا۔ پابیا کے قلعہ دار نے باہر نکل کے مقابلہ کیا۔ لڑائی مین جب بہت خونریزی ہو چکی تو اُس نے بھاگ کے قلعہ مین پناہ لی۔ اس فتح کے بعد راے چچ چند روز تک میدان جنگ ہی مین

پابیا کی فتح۔

خیمہ زن رہا۔ اور قلعہ کا نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ محصورین کو جب زیادہ سختی سے سابقہ پڑا اور کچھ کھانے پینے کو بھی نہ رہا تو ایک رات کو جبکہ ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ سب کی غفلت مین قلعہ چھوڑ کے بھاگا اور اسکلندہ کے قلعہ مین پہونچ کے جان بچائی۔

قلعۂ اسکلندہ پابیا کے قلعہ سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔ جب چچ کے جاسوسون نے اطلاع دی کہ غنیم اسکلندہ کے قلعہ مین ہے تو ایک نائب کو پابیا مین چھوڑ کے روانہ ہوا۔ اور اسکلندہ کے سامنے میدان مین خیمے ڈال دیے۔ اس قلعہ مین ایک صاحب اثر شخص تھا جس کو اہل فوج اور معززین اپنا رہبر اور بہت بڑا صاحب راے خیال کرتے تھے۔ چچ نے اُسے اطلاع دی کہ اگر تم پابیا کے راجہ چتیرا کو گرفتار

اسکلندہ کی فتح

کر لو یا مار ڈالو تو مین اسکلندہ کا حاکم تم ہی کو تسلیم کر لون گا۔ اور قلعہ پابیا بھی تمھارے قبضے مین دیدیا جاے گا۔ ساتھ ہی اسی مضمون کا ایک فرمان بھی لشکر مین شائع کر دیا۔ وہ شخص ان طمعون مین آ کے راضی ہو گیا۔ کفالت کے طور پر اپنے بیٹے کو راے چچ کی خدمت مین بھیجدیا۔ اور خود راجہ چتیرا کے دربار مین جا کے ایسی خوشامد آمیز کی باتین کین کہ اُس کا معتمد علیہ بن گیا۔ اور جلوت و خلوت مین بے روک ٹوک آنے جانے لگا۔ آخر ایک دن موقع ہاتھ آیا تو بے تکلف اُسے مار ڈالا۔ اور سر کاٹ کے راے چچ کے پاس بھیجدیا۔ اس خدمت کے صلے مین راے چچ نے اُس کی

بڑی عزت کی۔ لطف و مہربانی سے پیش آیا۔ انعام واکرام سے سرفراز کیا۔ اور خودمختار والی قلعہ مقرر کر دیا۔ اِن عنایتون کا یہ نتیجہ تھا کہ اِس شخص نے کبھی زندگی بھر سرتابی نہین کی۔

اسکلندہ کی مہم سر کر کے راسے چچ سکّہ[ع] اور ملتان کی طرف بڑھا۔ یہان ایک سردار تھا جو راجہ ساہسی کے قرابت دارون مین تھا۔ یہ شخص ایک بڑی مملکت پر قابض تھا۔ اور اُس کی قوت و قابلیت بھی کسی سے کم نہ تھی۔ جب اُسے راسے چچ کے حملے کا حال معلوم ہوا تو بڑھ کے آگے آیا۔ اور دریاے راوی کے کنارے خیمہ زن ہو گیا۔ اُس کا بھتیجا سُوہے ول سکّہ کے قلعہ پر متصرف تھا۔ جو ملتان سے مشرق جانب واقع تھا۔ یہی سُوہے ول ایک زبردست لشکر لے کے راے چچ کے مقابلے کو آیا۔ اِدھر راے چچ دریاے بیاس کے کنارے ایک ایسے مقام پر جہان گرمیون مین دریا پایاب ہو جایا کرتا تھا ٹھہرا۔ اور تین مہینے تک پایابی کے انتظار مین پڑا رہا۔ جب وہ وقت آیا تو دریا پار ہو کے قلعہ سکّہ پر پہونچا۔ اور سُوہے ول سے ایک لڑائی ہوئی۔ چچ کے اقبال نے سُوہے کول کو شکست دی تو وہ قلعہ مین پناہ گزین ہو گیا۔ اور چچ کے لشکر نے محاصرہ کر لیا۔ چند ہی روز مین محصورین تاب محاصرہ نہ لا سکے۔ آخر سوہے ول اِس قلعہ کو چھوڑ کے نکل گیا اور ملتان مین پناہ لی۔ اِس کے بعد چچ نے سکّہ پر قبضہ کر لیا۔ وہان کے پانچ ہزار سپاہی قتل کیے اور بہت سی رعایا کو اسیر کر کے لونڈی غلام بنایا۔ اب ملتان پہونچ کے اِن سب لوگون نے راوی کے کنارے سے حملہ کیا۔ اور لڑائی کی تیاریان کین۔ (اُن دنون راوی شہر ملتان کے گرد بہتا تھا) چچ نے امیر علاؤ الدولہ[ف] کو قلعۂ سکّہ کا امیر مقرر کیا اور خود ملتان کی راہ لی۔

سکّہ کی فتح۔

ملتان پر حملہ۔

ملتان مین اگرچہ بجہرا نے زبردست لشکر اور ہاتھیون کی صفون کو ساتھ

---

ع سکّہ سے غالباً شہر سکھر مراد ہوگا۔

ف چچ نامہ کے مصنف کا یہ لکھنا کہ چچ نے علاء الدولہ نام ایک شخص کو حاکم مقرر کیا حیرت انگیز ہے۔ غالباً یہ کوئی ہندو نام ہے جو عربی خط پر پڑھنے کے علاء الدولہ بن گیا۔ ورنہ اُس عہد مین اس قسم کے نام کا ہونا تو اور بات ہے یہان کوئی شاید اسلام کے نام سے بھی واقف نہ ہوگا۔

لے کے مقابلہ کیا۔ مگر اس کو کیا کرتا کہ چچ کا کوکب اقبال ملبندی پر تھا۔ انجام یہی ہوا کہ شکست کھا کے قلعہ مین محصور ہو گیا۔ مگر محصوری کے ساتھ ہی راجہ کشمیر کو خط لکھا کہ "ایک برہمن آکر پر قابض ہو کے دولت سندھ کا تاجدار بن گیا ہے۔ مجھ مین مقابلے کی طاقت نہین۔ اور نہ کوئی اور سردار اس وقت تک اُس سے تاب مقاومت لا سکا ہے۔ اب اُسی برہمن چچ نے آکے ملتان کا بھی محاصرہ کر لیا ہے لہذا آپ ہی مدد کیجیے گا تو یہ آفت دُور ہو گی ورنہ خیریت نہین۔" بجھرا کی بدنصیبی سے اِسی زمانے مین راجہ کشمیر نے سفر آخرت کیا تھا۔ نابالغ بچہ اُس کے تخت پر بٹھایا گیا تھا۔ اور باغی و سرکش اطراف و جوانب مین یورشین کر رہے تھے۔ یہ خط پہونچا تو وزرا نے جمع ہو کے یہ راے قائم کی کہ "اس زمانے مین جب کہ خود اپنے ملک کا سنبھالنا مشکل ہے ہم کسی قسم کی کمک نہین دے سکتے۔"

اُس کی فتح

اِس مضمون کا خط جب دربار کشمیر سے بجھرا کو ملا تو مایوس ہو کے اُس نے چچ کے پاس پیام بھیجا کہ اگر یہ اُمید ہو کہ مین اپنے ہمراہیون اور جملہ متعلقین کے ساتھ یہان سے نکل جانے دیا جاؤن گا اور تاوقتیکہ کوئی محفوظ جاے پناہ نہ ملے نہ چھیڑا جاؤن گا تو مین قلعہ خالی کر دینے پر راضی ہون۔ چچ نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ بجھرا اپنے متعلقین کو لے کے چلا گیا۔ اور چچ کامرانی و مسرت کے ساتھ ملتان مین داخل ہوا۔ اور یہ صوبہ پھر اُس کی قلمرو مین داخل ہوا۔ چچ نے مندر مین جا کے دیوتاؤن کے آگے سر ارادت جھکایا۔ نذرانے چڑھائے۔ ایک ٹھاکر کو والی شہر مقرر کیا اور آگے بڑھنے کی تیاریان کین۔ بجھرا کے مغلوب اور ملتان کے فتح ہونے سے چچ کی ایسی دھاک بیٹھ گئی کہ سرکشون کے حوصلے پست ہو گئے۔ برہماپور۔ کرور اور اشاہار کے حکمرانون نے سر اطاعت جھکا دیا۔ اب وہ آگے بڑھ کے حدود کنبا اور کشمیر کی طرف چلا۔ راستے مین کسی راجہ نے مزاحمت نہین کی۔ جہان پہونچا لوگ مطیع و منقاد ملے۔ آخر جاتے جاتے

وہ اور آگے بڑھتا ہے

شاکلہا کے قلعہ پر پہونچا جو کُنبا کے نام سے مشہور تھا۔ اور ہندوستان کی سرحد پر واقع تھا یہان ایک مہینہ تک پڑاو ڈالے پڑا رہا۔ گرد و نواح کے بعض سردارون کو بدخواہی و سرکشی کے جُرم مین سزائین دین۔ اور اپنے جھنڈے کے نیچے ایک بڑی بھاری فوج جمع کر لی۔ پھر اس علاقے کے سردارون اور عمائد سے معاہدے کیے۔ اپنی سلطنت کی

بنیاد مضبوط کی۔ اور ایک چشمے کے کنارے پر جو پنجاب[5] کہلاتا تھا اپنی قلمرو اور مملکت کشمیر
کے درمیان مین سرحد قائم کرنے کے لیے دو بڑے درخت نصب کرائے۔ اور اتنے
سرحد ہند و کشمیر — زمانے تک وہین ٹھہرا رہا۔ کہ وہ دونون درخت بڑھے اور اُن دونون کی شاخین
ایک دوسرے سے مل گئین۔

الور مین واپسی — کشمیر کی طرف اپنی سرحد قائم کر کے چچ دار السلطنت اُلور مین واپس آیا۔ اور
گزشتہ سفر کی تھکن مٹانے کے لیے ایک سال تک وہین مقیم رہا۔ اس زمانے مین فوج
اور سامان رسد بھی بخوبی فراہم کر لیا گیا تھا۔ گھر کی عشرتون کا پورا لطف اُٹھانے کے بعد پھر
اُلو العزمی نے پہلو مین گدگدایا۔ وزیر پر یہ منشا ظاہر کیا کہ کشمیر کی جانب تو سرحد تک پورا
انتظام ہو گیا۔ اور کسی کو سرکشی و سرتابی کی مجال نہین ہو سکتی۔ اب میرا ارادہ ہے کہ
مغرب و جنوب جانب توجہ کرون" وزیر نے بادشاہ کی بلند حوصلگی و مستعدی کی
تعریف کی اور کہا "بے شک اُدھر کے لوگ کہتے ہون گے کہ راسے ساہسی کے
زمانے سے آج تک ایسی بے پروائی ہے کہ کسی نے ہم سے خراج بھی نہین وصول
جنوب و مغرب کا دورہ — کیا" غرض وزیر سے مشورہ لیتے ہی قلعجات سیوستان اور بودا پور کی طرف کوچ
کیا۔ سیوستان مین متا نام ایک حاکم تھا۔ چچ دریاے سندھ سے اُتر کے بُدھیا
کی طرف روانہ ہوا۔ جہان کا حاکم کھندر کو بھاگو نام کسی نامور شخص کا پوتا تھا۔ اور
شہر ناناراج اُس کا مستقر حکومت تھا۔ جسے وہان کے لوگ سوئیس کہتے تھے۔ چچ نے
سوئیس کے قلعہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اور وہان کے حاکم کی طرف سے کاکا بیٹا
کبا حاضر خدمت ہو کے معذرت خواہ ہوا۔ ان لوگون نے خراج ادا کرتے رہنے کا
عہد و پیمان کیا۔ اور راجہ چچ کی اطاعت قبول کی۔

سیوستان — یہ مہم سر کر کے راجہ چچ سیوستان پہونچا۔ سردار متا ڈرتا ہوا مقابلے کو
نکلا۔ لڑا شکست کھا کے بھاگا۔ اور قلعہ مین متحصن ہو گیا۔ چچ نے محاصرہ کیا تو اہل
قلعہ کے ایک ہی ہفتے مین حواس بگڑ گئے۔ اور امان کے خواستگار ہوئے۔ آخر
اطاعت و حوالگی قلعہ کے شرائط طے ہوئے۔ اور اہل قلعہ قلعہ کی کنجیان چچ کے افسرون کے

---

ع ۵ یہان پنجاب سے مُراد دریاے جہیلم کا سرچشمہ ہے جہان پانچ سوتے جُدا جُدا
نکل کے ایک مین مل گئے ہین۔

ہاتھ مین دے کے چلے گئے۔ پناہ دینے کے بعد راے چچ اُن سے بہ مہربانی پیش آیا۔ اُسی کو یہان کا بادشاہ بنایا۔ اور اپنے ایک افسر کو بھی مقرر کیا تاکہ اُس کے طرز عمل کی نگرانی کرتا رہے۔ راے چچ چند روز تک یہین خیمہ زن رہا۔ انتظام ونسق سلطنت کے متعلق اُس نے یہان بہت سے احکام جاری کیے۔

برہمن آباد کا انتظام

اِس مہم کے ختم ہونے کے بعد اُس نے برہمن آباد کے حاکم اکھم لوہانا کی طرف توجہ کی۔ اتفاقاً فوج والون نے ایک نامہ بر کو گرفتار کیا جو اکھم کا ایک خط والی سیوستان مَتّا کے نام لیے جاتا تھا جس سے اُس نے راجہ تسلیم کرکے روابط اتحاد کے قائم رکھنے اور مضبوط کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور اجازت دی تھی کہ میرے علاقے مین آپ کا جہان جی چاہے رہین۔ اور سیاق عبارت ظاہر کرتا تھا کہ اکھم اپنے آپ کو خاندانی راجہ اور مستقل بادشاہ تصور کرتا ہے۔ اُس کے اس خط سے مَتّا تو کچھ فائدہ نہ اُٹھا سکا بلکہ وہ اِس سرزمین کو خیرباد کہہ کے ہندوستان کے ایک راجہ کے دربار مین چلا گیا۔

اکھم لوہانا کے نام چچ کا خط

جس کا نام بھٹی تھا۔ مگر یہ خط دیکھتے ہی راے چچ نے اکھم لوہانا کو خط لکھا کہ تم اپنی شان وشوکت اور خاندانی نسب کے لحاظ سے بادشاہ ہونے کے دعویدار ہو۔ مجھے یہ سلطنت۔ دولت۔ خزانہ۔ عزت۔ اور قوت ورثہ آبائی مین نہین بلکہ ایشور کی مہربانی سے ملی ہین۔ اُس نے سلائج پر کرم کیا اور مجھے یہ دولت وحشمت عطا کی۔ اِس سبب سے مین ہرحال مین اُسی کی مدد پر بھروسا کرتا ہون۔ اُس کی اعانت سے مین سب لڑائیون مین کامیاب ہوا۔ اور دشمنون پر فتح پائی۔ مگر تمھین چونکہ ایشور کے سوا اپنے خاندان اور اپنی قوت پر بھروسا ہے اِس لیے ان سب چیزون کو یقیناً کھو بیٹھو گے۔ اور اِسی بنا پر مین تمھاری جان لینا جائز سمجھتا ہون۔"

لڑائی اور چچ کی فتح

آگے آگے یہ خط بھیجا اور اُس کے پیچھے خود روانہ ہوا۔ برہمن آباد کے قریب معرکۂ دار وگیر گرم ہوا۔ اور بہت سی قیمتی جانین ضائع ہونے کے بعد اکھم لوہانا کی فوج پسپا ہونے لگی۔ تب وہ بھاگ کے برہمن آباد مین پناہ گزین ہوا۔ اور چچ اُسے ایک سال تک گھیرے پڑا رہا۔ محصور ہو کے اکھم نے ہندوستان کے راجہ ستبان سے جو راسَل کا بیٹا تھا مدد مانگی۔ مگر اُس خط کا جواب آنے سے پہلے اکھم مر چکا تھا۔

اُن دنون بُدھ نودھار نام اِس قرب مین مذہب بودھ کا ایک عالی شان مندر تھا۔ جس مین بُدھ رکو نام ایک بڑا عابد و زاہد جو مذہب بودھ کا پیرو تھا رہتا تھا۔ یہ شخص بڑا مرتاض تھا۔ قرب وجوار کے لوگون مین مشہور تھا۔ اور لوگ اُس کی زیارت اور اُس کے حکم پہ چلنے کو ثواب خیال کرتے تھے۔ یہی زاہد اکھم لوہانا کا گرو تھا۔ اکھم لوہانا جب قلعۂ برہمن آباد مین محصور ہوا تو اِس پنڈت نے اُس کے لیے جاپ شروع کی۔ اور اپنے اعمال سے کام لینے لگا۔ لیکن اِسی دوران مین جب اکھم مرگیا اور اُس کا بیٹا اُس کا جانشین ہوا تو اِس مرتاض عابد کو بڑا صدمہ ہوا۔ اور صدمے کے ساتھ اُس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ معلوم ہوتا ہے ایشور ہی راے چچ کی مدد پر ہے۔ پھر اپنے الہامات سے کام لیا تو یقین ہوگیا کہ بے شک سارے ملک اور دولت پر راے چچ قابض ہوجاے گا۔ اِس خلاف آرزو نتیجہ سے ملول ہو کے وہ اب خاموش ہو رہا۔ اُس کا خموشی اختیار کرنا تھا کہ متوفی راجہ کا بیٹا مغلوب ہوگیا کیونکہ ساری فوج لڑائی سے دست بردار ہوگئی تھی۔ اور برہمن آباد کے برجون پر چچ کا جھنڈا بلند ہوگیا۔

بدھ رکو تپسی

راے چچ کو اثناے محاصرہ مین جب یہ حال معلوم ہوا کہ اُس پنڈت نے اکھم اور اُس کے بیٹے کی تائید کی۔ اور یہ لڑائی اُسی کے عملون اور اُس کی روحانی تائیدون سے ایک سال تک قائم رہی تو قسم کھا گیا کہ قلعہ پہ قبضہ کرتے ہی اِس عابد شخص کو گرفتار کرون گا۔ اور اُس کی کھال کھنچوالون گا۔ اِسی قدر نہین بلکہ اُس کی کھال کے نقارے منڈھواؤن گا۔ اور لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائین گے۔

چچ کی اُس پر برہمی

چچ کی یہ قسم سُن کے وہ زاہد مرتاض ہنسا اور کہا "یہ بات تو اُس کی قدرت سے باہر ہے"

بہرحال چچ نے برہمن آباد کو فتح کر کے مغلوب اور شکست خوردہ فریق کے ساتھ لطف وکرم کا برتاؤ کیا۔ اکھم کا بیٹا سرنید مع تمام متعلقین کے خود اُس کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور چچ نے اُنھین وہین رہنے کی اجازت دی۔ چندروز مین سرنند کی مان کو اپنے نکاح مین لیا۔ اور اپنے بھتیجے کی بیٹی دھرسیا اُس کے عقد مین دے دی۔ اور خود سرنید کے پُرآرزو بزرگون کی طرح اُسے رنگین کپڑے پنھا کے

اکھم کے ورثہ سے اچھا سلوک

دولھا بنایا- پھر ایک سال تک خوشی کے ساتھ اُسی شہر مین اقامت گزین اور تحصیل وصول کے انتظامات مین مشغول رہا- اتنے دنون تک بھلاوے مین ڈالنے کے بعد لوگون سے پوچھا کہ وہ بڑا منتر کرنے والا پنڈت کہان ہے؟ روسائے شہر نے بتایا کہ وہ نودہار کے مندر کا متولی ہے- اور وہان کے کل راہبون اور عبادت گزارون کا سرگروہ ہے- ان لوگون کو غالباً راے چچ کا منشا بھی معلوم ہو گیا تھا اس لیے اُنھون نے اُس پنڈت کی بزرگی وعظمت ظاہر کرنے مین بعض امور ایسے بھی بیان کیے جو اُس زمانے کے ایک دیندار راجہ کے ڈرا دینے کے لیے کافی تھے- چنانچہ اُنھون نے یہ بھی ظاہر کیا کہ اُس کے منترون کا زور اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ ایک عالم کو اپنا مطیع ومنقاد بنا لیا ہے- ایسے تمام حوائج ضروری کو صرف منترون کے ذریعہ سے فراہم کر لیا کرتا ہے- مگر چچ کے دل پر ان باتون کا کچھ اثر نہ ہوا- اُس نے ظاہر مین تو اپنے ارادے کو چھپایا مگر دل مین اپنی قسم پوری کرنے پر آمادہ تھا-

چنانچہ ایک روز چند خاص اور معتمد علیہ جوانون کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کے بُدھ اور کندھار کی طرف روانہ ہوا- اور چپکے سے اپنے مسلح جوانون کو سکھا دیا کہ مین اُس تپسی برہمن سے ملون گا- اُس سے مل کے اور باتین کر کے جب اُٹھ کھڑا ہون اور تمھاری طرف نظر اُٹھا کے دیکھون تو تم فوراً تلوارین کھینچ کے جھپٹ پڑنا اور بلا تامل اُس کا سر اُڑا دینا- یہ سکھا پڑھا کے مندر کے اندر گیا- اور دیکھا کہ وہ تپسی ایک چوکی پر بیٹھا ہوا پوجے مین مشغول ہے- گندھی ہوئی مٹی سامنے رکھی ہوئی ہے- اور ہاتھ مین ایک سانچا سا ہے- جس کے ذریعے سے وہ دیوتا کی مُورتین ڈھال ڈھال کے ایک پہلو پر رکھتا جاتا ہے- راے چچ اُس کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا- مگر اُس نے اِس زبردست فاتح اور صاحب جبروت راجا کی طرف آنکھ اُٹھا کے بھی نہ دیکھا- تپسی کو جب مورتون کے بنانے سے فراغت ہوئی تو سر اُٹھا کے راجہ کی طرف دیکھا اور بے پروائی سے کہا "کیا بھکاری سلائج کا بیٹا آیا ہے؟" راجہ بولا "جی ہان"- پوچھا "کیون؟" عرض کیا "آپ کے درشن کو" تب پوجاری نے ایک اچھا کپڑا بچھایا اور کہا "بیٹھیے" راے چچ بیٹھ چکا

بدھ رکو قتل کا

تو اُس سے برہمن آباد مین جا کے رہنے سلطنت کے حال پر مہربانی کرنے۔ اور اکھم کے بیٹے سرنید کی اعانت کرنے کی درخواست کی۔ یہ پوجاری سمانی (بڈھا) کے اصول کا پیرو تھا۔ یعنے مذہب بودھ کا پابند تھا۔ راجہ کی درخواست سُن کے کہا "مین تمھاری دُنیا سے کوئی علاقہ نہین رکھتا۔ اور نہ انسانون کے دُنیوی کامون مین پڑنا چاہتا ہون۔ میرے نزدیک بُدھا کی سیوا کرنا۔ اور نجات آخرت کی دُھن مین لگا رہنا دُنیا کے تمام عہدون اور اُس کی کل ترقیون سے افضل و اعلےٰ ہے۔ باوجود اس کے چونکہ تو ملک کا راجہ ہے مجھے تیرا حکم ماننے مین عذر نہین۔ سب ساتھ والون اور متعلقین کو لے کے تیرے ہمراہ چلتا ہون۔ تیرے قلعہ کے قرب وجوار مین ہونگا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تیرے قلعہ والے جو مذہب بودھ کے خلاف ہین میرے آنے کو ناپسند کرین گے۔ اور اُن کی وجہ سے جھگڑے فساد پیدا ہون گے"۔ چچ نے کہا "آپ کا مذہب ٹھیک ہے۔ مین اُس کے خلاف نہین۔ اور اگر آپ کسی چیز کی ضرورت بتائین گے تو مین اُسے اپنا فرض سمجھ کے حاضر کرون گا"۔ تپسی نے کہا "مین تم سے اس دُنیا کی کوئی چیز نہین مانگتا"۔ چچ نے پوچھا کہ جو دینی خدمت میرے لائق ہو فرمائیے"۔ اُس دیندار شخص نے کہا "ساوندسی مین جو بُدھا اور نودھار کا مندر ہے وہ قریب الانہدام ہو گیا ہے آپ اُس کی مرمت کرا دیجیے"۔ اِس خدمت کو چچ نے اپنے ذمے لیا۔ اور رخصت ہو کے چلا آیا۔

تپسی کا روحانی اثر

جب گھوڑے پر سوار ہو کے واپس چلا تو وزیر نے حیرت سے کہا "آپ تو اس پنڈت کے مار ڈالنے کے ارادے مین تھے۔ مگر ملاقات ہوتے ہی اُس پر فریفتہ ہو گئے۔ اور اُس کی ہر بات مان لی"۔ چچ نے جواب دیا "مجھے یہان ایک ایسی چیز نظر آئی جسے نہ جادو کہہ سکتا ہون نہ طلسم۔ اُس کے سر کے برابر ایک ہیبت ناک دیو نظر آیا جو اپنا آبدار برچھا میری طرف جھکائے کھڑا تھا۔ اُس کو دیکھ کے مین ایسا مرعوب ہوا کہ بات کرنا بھی دشوار تھا۔ اِس تپسی پر حملہ کرنا درکنار مجھے خود اپنی جان کی فکر پڑی تھی"۔

جاٹون اور لوہانون کے ساتھ سختی

یہان سے قلعۂ برہمن آباد واپس جا کے چچ نے بہت سے انتظامات کیے۔ رعایا کو مطیع و منقاد بنایا اور سرکاری رقمین مشخص کین۔ جاٹون اور لوہانون

مین چونکہ بغاوت و سرکشی کا مادہ بڑھا ہوا تھا لہذا اُنھین بالکل مغلوب و پامال کر دیا اُن کا ایک ایک کفیل حاضر کرا کے برہمن آباد مین رکھا۔ اور اُن کے لیے یہ قوانین جاری کیے کہ مصنوعی تلوار کے سوا اصلی تلوار کوئی نہ باندھے۔ شال۔ مخمل۔ اور ریشم کے زیر جامے وہ نہ پہنین۔ اور اوپر کے کپڑے ریشمی پہن بھی سکتے تھے تو یہ قید تھی کہ صرف سرخ یا سیاہ رنگ کے ہون۔ گھوڑون پر زین نہ رکھین ملکہ بغیر زین کے ننگی پیٹھ پر سوار ہوا کرین۔ ننگے سر اور ننگے پاؤن رہا کرین۔ باہر نکلین تو اپنے کتے بھی ساتھ لے لیا کرین۔ سرداران برہمن آباد باورچی خانون کے لیے ایندھن کی لکڑیان جنگل سے کاٹ کے لایا کرین۔ جاسوسی اور رہبری کی خدمت سرانجام دین۔ اور جب ایسے کامون پر مامور ہون تو اپنا کام دیانت داری سے بجا لائین۔ سرکار کی ہمیشہ اطاعت کرین۔ اور ملک پر کوئی غنیم حملہ کرے تو اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کے لڑین۔

حدود کرمان کا انتظام

یہ سب انتظامات کر کے راے چچ نے حدود کرمان کی طرف توجہ کی۔ کرمان پر ایرانیون کا قبضہ تھا۔ اور اُس سے دولت سندھ کی حدین ملی ہوئی تھین۔ اب یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ہجرت کو یعنے حضرت رسالت صلعم کو مکہ چھوڑ کے مدینۂ طیبہ مین تشریف لائے دو سال گذر گئے تھے۔ ایران کی حالت نازک ہو رہی تھی۔ کیونکہ مشہور ساسانی تاجدار عجم خسرو پرویز دُنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد تخت نشینی کے معاملے مین اختلاف پیدا ہوا تو اُمرا نے ایک ساسانیہ شاہزادی کو تخت کیانی پر بٹھا کے عنان سلطنت اُس کے ہاتھ مین دے دی تھی۔ یہ خبر سُن کے جب راے چچ نے اطمینان کر لیا کہ آج کل دولت عجم اُس کی مزاحمت نہین کر سکتی تو ایک زبردست فوج ہمراہ رکاب لے کے پنڈتون سے مبارک گھڑی دریافت کی۔ اور اُسی وقت ارمابیل کی طرف کوچ کیا۔

حاکم ارمابیل سے معاہدہ

ارمابیل کا حاکم جو مذہب بودھ کا پیرو تھا اور مقتدائی کا درجہ رکھتا تھا اُس کے استقبال کو آیا۔ دونون مین معاہدۂ مودت کی تجدید ہوئی۔ اور اُس کی طرف سے اطمینان کر کے چچ آگے بڑھا۔ راستے مین جو سردار ملے اُنھون نے اطاعت قبول کی۔ پہاڑیون سے گذر کر وہ ایک پُرانے قلعہ مین پہونچا جو کنار پور کے نام سے مشہور تھا

یہی وہ مقام ہے جسے عموماً جغرافیہ نویسیانِ ب قنزبور لکھتے ہین۔ چچ نے اُسے از سرِ نو تعمیر کیا۔ اور قدیم ہندوستانی رسم کے مطابق اُس پر نوبت رکھوائی۔ جو ہر صبح و شام بجا کرتی تھی۔ پھر آگے بڑھ کے اُس دریا کے کنارے خیمہ زن ہوا جو کرمان و مکران کے درمیان مین بہتا ہے۔ اِس مقام پر اُس نے اپنی قلمرو کی انتہائی مشرقی سرحد قائم کی۔ اور نہر کے کنارے بہت سے کھجور کے درخت قائم کرائے تاکہ ایران و سندھ کی قلمرو کا پتہ دیتے رہین۔ حد بندی

راے چچ اس کام کو بھی پورا کر کے ارمابیل مین واپس آیا۔ اور علاقہ طوران (توران ؟) کو طے کر کے ریگستانی سرزمین مین پہونچا۔ اب کسی مین اُس کے مقابلے یا سرکشی کی جراءت نہ تھی۔ چنانچہ وہ قندابیل (جس سے قندھار عبارت ہے) ہوتا ہوا دریاے سینی کے کنارے خیمہ زن ہو گیا۔ یہان کے لوگون نے مجبور ہو کے اطاعت قبول کی۔ اور چچ نے اُن سے سالانہ ایک لاکھ درہم خراج اور ایک سو پہاڑی گھوڑون کے ادا کرنے کا وعدہ لے لیا تو اپنے دار السلطنت الور مین واپس آیا۔ پھر الور سے باہر نکلنے کی نوبت نہین آنے پائی تھی کہ چالیس برس سلطنت کر کے بامراد و کامیاب دُنیا سے رخصت ہو گیا۔ چچ کی واپسی / اور موت

# پانچوان باب

## سندھ کی ہندو سلطنت کا آخری دور

چندر

راے چچ کے مرنے پر سلائج کا دوسرا بیٹا یعنے اُس کا بھائی چندر سندھ کے تاج و تخت کا وارث ہوا۔ اُس کو معلوم ہوتا ہے کہ مذہب بودھ کی طرف رُجحان تھا۔ چنانچہ الور کے تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے اِس مذہب کی اعانت شروع کر دی۔ وہ تارک الدنیا اور مرتاض فقیرون کا نہایت معتقد تھا۔ اور اُن کی قدر و منزلت کرتا تھا۔ اِسی قدر نہین اُس نے بہت سے برہمنی عقیدے کے ہندوؤن کو جمع کر کے بزور شمشیر مجبور کیا کہ بودھ مذہب کی پیروی کرین۔ متعدد راجگان ہند نے اُس کے دربار مین خطوط بھیجے۔ سیوستان کا

مٹا قنوج مین

سردار مٹا قنوج کے دربار مین گیا تو ہندوستان کو نہایت ہی سرسبز و شاداب پایا۔ قنوج کی راجگدی پر ان دنون راسل کا بیٹا سی ہرس رونق افروز تھا (سی ہرس معرب سری ہرشا کا ہے) مٹا اُس کے دربار مین حاضر ہوا۔ اور بیان کیا کہ "سلائج کا بیٹا چچ تو مر گیا۔ اب اُس کی گدی پر اُس کا بھائی بیٹھا ہے جو راجہ نہین بلکہ ایک عبادت کرنے والا راہب ہے۔ ناستک مذہب بودھ کا پیرو ہے۔ اور سارے دن مذہبی پوجاریون کے ساتھ مندر مین بیٹھا رہتا ہے۔ جہان سوا مذہبی بحث اور ریاضت کے اُس کا کوئی کام نہین ہوتا۔ اگر تھوڑی فوج بھی روانہ کی جاے تو اُس پر فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر آپ اُس کے ملک کو اُس سے چھین کے میرے قبضے مین دیدین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ سالانہ خراج ادا کرتا رہون گا۔"

قنوج کا حملہ سندھ پر

سی ہرس نے یہ خبر سُن کے فوج کشی کا تو ارادہ کر دیا۔ مگر مٹا کو صرف اتنی اُمید دلائی کہ "تم کو مفتوحہ ملک مین سے ایک ضلع دیدیا جائیگا باقی سارے ملک کو مین خود اپنی قلمرو مین شامل کرون گا۔" یہ جواب دینے کے بعد سی ہرس نے اپنے بھائی کسائکس کے بیٹے ہرباس کو سپہ سالار بنا کے سندھ کی مہم پر روانہ کیا۔ راے چچ کے نواسے نے بھی جو رمل اور کشمیر پر

حکمران تھا اِس مہم مین ہرتاس کی مدد کی۔ اور دونون اپنی فوجون کے ساتھ دریاے بیاسی کے کنارے خیمہ زن ہو گئے۔ چندر کے نائب اور والی جو قلعہ دیو مین تھے غنیم کا اتنا بڑا لشکر دیکھ کے بھاگ کھڑے ہوے۔ برادر حملہ آور اُس قلعہ پر قبضہ کر کے آگے بڑھے۔ اور مقام بند کاہو یا سے چندر

اُن کی سفارت

کے پاس سفارت بھیجی کہ اپنی خیریت چاہتے ہو تو فوراً حاضر ہو کے اظہار اطاعت کرو۔ اور امان مانگو۔ چندر نے باوجودیکہ زہد و تقوی مین زندگی بسر کیا کرتا تھا اس ذلت کو نہ گوارا کیا۔ اور فوج کی اصلاح اور قلعون کے مضبوط کرنے مین مشغول ہو گیا۔ نتیجہ یہ کہ اِن حملہ آورون سے اُس کی سلطنت بچ گئی

اور ناکامی

سب ناکام و نامراد واپس گئے۔ اور اُن کے بعد چندر نے مضبوطی اور قوت سے راج کیا۔ الغرض سات سال تک چندر بغیر کسی اندیشے کے سلطنت کرتا رہا۔ آخر تخت نشینی کے آٹھوین برس اُس نے سفر آخرت کیا۔

چندر کے بعد دعویداران سلطنت مین اختلاف پیدا ہوا۔ آلور کے تخت پر تو اُس کے بھائی راے چچ کا چھوٹا بیٹا داہر بیٹھا۔ برہمن آباد مین خود اُس کا بیٹا راج تخت نشین ہو گیا۔ مگر اُس کی زندگی کا چراغ ایک ہی سال مین گل ہو گیا جس کے بعد برہمن آباد پر چچ کے بڑے بیٹے دھرسین نے قبضہ کر لیا۔ اِس سے بظاہر داہر سے کوئی اختلاف نہ تھا۔ مگر بعد کو ایک شرمناک خاندانی جھگڑے نے دونون کو لڑا دیا جس کا حال آئندہ بیان کیا جاے گا۔

داہر اور دھرسین

مگر دیگر مورخین[ع۵] کا یہ بیان ہے کہ داہر نے تخت پر بیٹھ کے عدل و انصاف کیا۔ اُس کی حکومت سے فوج خوش اور رعایا سرسبز تھی۔ بعد تخت نشینی ایک سال تک اپنے دار السلطنت مین رہ کے ملک کے دورے کو نکلا۔ پہلے مشرق کی راہ لی۔ اُن اضلاع کا انتظام کر کے اور قابل اعتماد والی مقرر کر کے واپس آیا تو برہمن آباد مین پہونچا۔ اور یہان کا حاکم اپنے بھائی دھرسین (دھرسیا) کو مقرر کیا۔ اور خود حدود مکران کی راہ لی۔ اور چھ مہینے وہان رہ کے حاکم مکران سے روابط محبت مضبوط کیے اور وطن واپس آیا۔ آلور کے قریب پہونچا تو اہل شہر نے

داہر کا عہد

ع۵ چچ نامہ۔

بڑی دھوم دھام سے اُس کا استقبال کیا۔ ہرطرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے
اور اسی موقع پر پنڈتون اور نجومیون نے آکے ادب و تعظیم سے عرض کیا کہ "ہم نے آپ
دونون بھائیون اور آپ کی بہن بائی کا زائچہ کھینچ کے دیکھا تو آپ کے اور آپ کے
بھائی وصر سیا کے طالع مین توچندان خوش اقبالی کے آثار نہین نظر آئے مگر آپ
کی بہن بائی جی کا اقبال نہایت ہی بلند نظر آتا ہے۔ اُن کا زائچہ تو بتا رہا ہے کہ
جس کی وہ بی بی بنین گی وہی سارے سندھ کا راجہ ہوگا۔ اور سارے ملک و
دولت پر اُسی کا قبضہ ہوگا۔ اور پھر تعجب یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے وہ یہان سے
کہین باہر جائین گی بھی نہین ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اِن باتون کی تکمیل کیونکر
ہوگی۔" نجوم کا وہ بڑا معتقد تھا۔ اور ہمیشہ نجومیون ہی کے کہنے پر چلا کرتا تھا۔ اُن
کی یہ بات اُس کے دل مین کھٹک گئی۔ اور ہر گھڑی اِس فکر مین رہنے لگا کہ بائی
کو یہان کی سلطنت کیونکر ملے گی۔ اور کسی اور کو مل گئی تو مجھے تخت و تاج سے
محروم ہونا پڑے گا۔ آخر پریشانی اور اُلجھن مین اُس نے پھر نجومیون کو بلوا کے
بائی کا زائچہ کھنچوایا۔ اور اب بھی وہی نتیجہ حاصل ہوا۔ تب اُس نے وزیرون
اور صاحب رائے ارکان دولت کو جمع کیا۔ اور اُن کے سامنے اپنی پریشانی
اور دل کی اُلجھن کا حال بیان کیا۔ اور کہا یہ تو ہو نہین سکتا کہ مین تخت و تاج
سے جُدا ہونا گوارا کرون۔ بار بار میرے دل مین یہی آتی ہے کہ بائی کے ساتھ
خود ہی اپنا بیاہ کرلون۔" یہ سُن کے سب لوگون نے حیرت سے راجہ کی صورت
دیکھی اور جان پر کھیل کے عرض کیا" حضور ایسا غضب نہ کرین۔ ورنہ ہمارے
ملک کو بدنامی کا داغ لگ جائے گا۔ ہم سب راجاؤن کی نظر مین ذلیل و خوار
ہوجائین گے۔ اور ملک مین بھی درہمی و برہمی کے آثار پیدا ہوجائین گے بلکہ
ایسے ایسے فساد اُٹھ کھڑے ہون گے کہ ملک کا سنبھالنا مشکل پڑ جائے گا۔"
مگر ان باتون کا داہر پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ظاہر مین تو اس وقت خاموش ہو رہا۔ پھر
چند خاص خاص مشیرون اور معتمدون کو اس عقد پر راضی کرلیا۔ اور ایک رات کو
جب کہ کسی کو خبر نہ تھی نہایت خاموشی کے ساتھ پنڈتون کو بلا کے بائی سے
بیاہ کرلیا۔ اور حسب دستور اپنی چادر کا کھونٹ بائی کی ساری کے آنچل مین

نجومیون کی پیشینگوئی

بہن سے شادی کرنے کا ارادہ

اُس ارادے کی تکمیل۔

باندھ کے آگ کے گرد پھرا۔ پھر دولھا دولھن تخت پر آ کے بیٹھے۔ اور اپنی صورت ایک ساتھ تلوار مین دیکھی۔ مگر باوجود ان کارروائیون کے دونون مقاربت اور ہم بستری سے محترز رہے۔ صبح اُٹھتے ہی راجہ نے بائی کو اُس کے گھر بھیج دیا اور دل مین مطمئن ہو گیا کہ اب تو بائی کا شوہر مین ہی ہون۔ لوگون مین اس شادی کی خبر اُڑی تو ہر طرف برہمی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ مگر سب سے بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ یہ خبر جیسے ہی برہمن آباد مین پہونچی تو دھر سین نہایت بگڑا۔ اور ایک خط بھیج کے داہر کو بہت کچھ لعنت ملامت کی۔ داہر نے اُسے جواب مین اپنا یہ عذر لکھا کہ "نجوم کے فیصلے نے مجھے اس کام پہ مجبور کر دیا ورنہ ہرگز نہ کرتا۔" دھر سین نے پھر لکھا "کیا تم جانتے ہو کہ ایسے فریبون سے تقدیر کو پلٹ دو گے؟" خلاصہ یہ کہ اسی ردّ و بدل مین لڑائی ٹھن گئی۔ع

بھائیون کا اختلاف

مگر چچ نامہ کا یہ بیان ہے کہ رانی بائی پیشتر دھر سین ہی کے پاس تھی۔ ر ال کے راجہ سوہن نے اُس کے عقد کا اُسے پیام دیا۔ اور شرط یہ کی کہ جہیز مین کوئی ایک قلعہ دیا جائے۔ دھر سین نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور سوہن کے ایلچیون کے ساتھ شاہزادی بائی کو بھی سات سو سوارون اور پانچ سو پیدلون کے جلوس سے داہر کے پاس بھیجا اور لکھا کہ سوہن کی درخواست قبول کر لینی چاہیے۔ اور ایک قلعہ دے دینے مین بھی کوئی مضائقہ نہین ہے۔ بائی جب داہر کے پاس پہونچی تو اُس نے یہ حرکت کی کہ سوہن کے ایلچیون کو تو انکاری جواب دے دیا۔ اور بہن سے خود اپنا نکاح کر لیا۔

دھر سین کو اس امر سے اس قدر ملال ہوا تھا کہ فوج لے کے بھائی سے لڑنے کو چل کھڑا ہوا۔ یہ خبر سُن کے اِدھر سے داہر بھی مقابلے کو نکلا۔ اور کچھ دنون تک باہر پڑا بھائی کے لشکر کا انتظار کرتا رہا۔ اُس کے پہونچنے مین زیادہ دیر ہوئی تو شکار کے لیے جنگل مین چلا گیا۔ وہ شکار کھیل رہا تھا کہ دھر سین الور مین پہونچا اور شہر کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ مگر شہر والون نے پھاٹک بند کر لیے اور لڑائی کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً بعض نیک نفس اور عاقبت اندیش لوگ اُس کے

---

ع معصومی۔

اور اتحاد

پاس گئے۔ اُسے سمجھا بجھا کے لڑنے سے رُوکا اور عزت کے ساتھ لے جا کے الور کی مغربی شہر پناہ کے نیچے اُتارا۔ اور ہرکارے دوڑائے کہ داہر کو اطلاع کر کے لے آئیں۔ داہر فوراً واپس آیا۔ راتوں رات دعوت کی تیاریاں کین اور صبح ہوتے ہی بھائی کو دعوت کا پیام دیا۔ مگر دھرسین نے دعوت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اسی دن تیسرے پہر کو داہر کی مان اور دیگر عمائد شہر دھرسین سے ملنے کو گئے۔ اور کہا داہر نے بہن سے شادی حظ نفسانی کے لیے نہین کی بلکہ دل کا شک مٹانے کے لیے۔ اور اسی لیے اُمید ہے کہ آپ اُس کا قصور معاف کر دین گے معززین شہر کے ساتھ مان کو بھی داہر کی سفارش کرتے دیکھ کے اُس نے بھائی کا قصور معاف کر دیا۔

باہمی ملاقاتین

دوسرے دن وہ ہاتھی پر سوار ہو کے قلعہ کی دیوار کے نیچے پہونچا۔ اور عین داہر کے محل کے سامنے ادب سے ٹھہر کے آداب شاہی کہلا بھیجا۔ داہر نے فوراً اندر بُلوایا۔ مگر دھرسین نے انکار کیا اور کہا مین قسم کھا چکا ہون کہ آپ کے محل کے اندر نہ آؤن گا۔ لیکن ہان اگر باہر نکل کے مجھے شرف حضوری سے سرفرازی فرما سکین تو مہربانی ہوگی۔ داہر نے کہا تو مین کل حاضر ہون گا۔ چنانچہ دوسرے دن داہر وزرا و اُمرا کو ساتھ لے کے جلوس کے ساتھ بھائی سے ملنے کو آیا۔ دھرسین اِدھر سے استقبال کو نکلا۔ سامنا ہوتے ہی وہ گھوڑے سے اُتر پڑا اور اپنے صاحب تاج و تخت بھائی کے پاؤن دوڑ کے چوم لیے۔ پھر اُسے ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے خیمے مین لایا۔ داہر اس ملاقات کے بعد واپس گیا تو اُس کے

دھرسین کی موت

جاتے ہی دھرسین کو بخار آگیا۔ اور اس شدت سے کہ حدت ساعت بہ ساعت بڑھتی ہی جاتی تھی۔ یہان تک کہ سارے بدن مین آبلے پڑ گئے۔ اسی بخار آنے کے چوتھے دن دھرسین مر گیا۔ داہر نے حسب دستور اُس کی لاش جلائی اور تمام مراسم مذہبی بجا لایا۔ جس کے بعد داہر بڑے امن و امان اور اطمینان و دلجمعی سے حکومت کرنے لگا۔ عہ

دھرسین کے مرنے کے بعد داہر اپنے بھائی کے مستقر برہمن آباد گیا۔ برس

عہ معصومی۔

داہر برہمن آباد مین

بھر تک قیام کرکے وہان کے انتظامات کیے۔ گرد و نواح کے سردارون کو مطیع و منقاد بنایا۔ وہر سین کے بیٹے سے نہایت شفقت کے ساتھ پیش آیا اُس کی ولدہی اور تسلی و تشفی کی۔ اِن اُمور کو سرانجام دے کے اُس نے سیوستان کی راہ لی۔ بھر وہان سے رآور کے قلعہ مین گیا جسے راجہ چچ نے بنوانا شروع کیا تھا اور ناتمام چھوڑ کے مرگیا۔ چندروز مین اُس نے یہ قلعہ تکمیل کو پہونچایا۔ اور چونکہ وہ ایک دلچسپ مقام تھا اور اکثر خنکی رہا کرتی تھی۔ لہذا اُس نے معمول مقرر کرلیا کہ گرمیون کے چار مہینے اِسی سرزمین پر بسر کیا کرتا۔ اپنی زندگی آٹھ سال تک اُس نے اِسی وضع سے بسر کی۔

رامل والون سے لڑائی

جب ہر جگہ اُس کی وقعت لوگون کے دلون مین بیٹھ گئی۔ اور سلطنت کو خوب استحکام ہوگیا تو سرداران رامل کو اُس پر حسد آیا۔ اور بیدلون اور سوارون کا ایک زبردست مجمع کرکے اُس کے مقابلے کو چل کھڑے ہوئے۔ اُن کے ساتھ بہت سے جنگی ہاتھی بھی تھے۔ بودھیا کی راہ سے وہ علاقہ رآور کے شہر دستا پر حملہ آور ہوئے۔ اور قبل اس کے کہ داہر کی طرف سے کوئی کارروائی مزاحمت کی عمل مین آئے وہ سب دستا پر قبضہ کرکے دارالسلطنت الور کی طرف بڑھے۔

ایک عرب پناہ گزین کی کارگزاری

اتفاقاً ان دنون عرب کے ایک معزز بہادر محمد علافی نام نے عبدالرحمان بن اشعث کو قتل کرکے سرزمین سندھ مین پناہ لی تھی اور اپنے بہت سے عزیزون اور ہم قوم لوگون کے ساتھ یہان امن و امان سے رہا کرتا تھا۔ اُس نے اِس موقع پر ایک عجیب اور غیر معمولی طریقے سے راجہ داہر کی مدد کی۔ اِن حملہ آورون کا تمام لشکر ارور کی طرف بڑھتا چلا آتا تھا کہ محمد علافی نے اپنے پانچ سو عرب رفقا کے ساتھ یکایک ایک رات کو ایسا شبخون مارا اور اِس طرح نعرہ ہاے تکبیر بلند کرتا ہوا اُن پر اچانک جا پڑا کہ سب لوگون کے ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ اندھیری رات مین کسی سے بھاگتے بھی نہ بن پڑتی تھی۔ اور عربون نے آناً فاناً مین رامل والون کے اسّی ہزار سپاہی تباہ کر دیے جن مین سے بہت سے مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے۔ اور بے شمار

اسلحہ کے ساتھ پچاس ہاتھی بھی عربون کے ہاتھ لگے۔

یون ایک ازغیبی مدد سے داہر کو دشمنون پر فتح حاصل ہوئی تو اُس نے ان عربون کی قدر و منزلت کی۔ اور اُن کو زیادہ عزت و حرمت سے اپنے قلمرو مین جگہ دی۔

وزیر کی عزت افزائی۔

اب داہر اطمینان و فارغ البالی سے سلطنت کر رہا تھا۔ اور اپنے وفادار اور مدبر وزیر سے اس درجہ خوش تھا کہ ایک دن اُس پر حد سے زیادہ مہربان ہو کے کہا "تمھاری کوئی آرزو ہو تو بتاؤ۔ مین اُسے ضرور پورا کرون گا۔" وزیر نے ادب سے قدمبوس ہو کے عرض کیا "غلام کے کوئی اولاد نہین کہ اُس کا دُنیا مین نام چند روز بھی باقی رہ سکے۔ اِس لیے اگر کوئی تمنا ہے تو یہ کہ کوئی تدبیر میرے نام کے باقی رہنے کی ہو۔ اور وہ تمنا اِس طریقے سے پوری ہو سکتی ہے کہ حضور سلطنت کے چاندی کے سکّہ پر ایک طرف میرے نام کے نقش کرنے کا حکم نافذ فرمائین۔ اور دوسری طرف مہاراج کا نام رہے۔ شاید یہ سکّہ میرے نام کو چند روز تک زندہ رکھے۔" داہر نے اِس درخواست کو فوراً منظور کیا۔ اور اُس وقت سے سندھ مین ایک طرف داہر کا اور دوسری طرف وزیر کا نام منقوش ہونے لگا۔

سندھ و سلطنت کا خاتمہ

اِس کے بعد داہر کو وطنی دشمنون سے کسی قسم کا آزار نہین پہونچا۔ ہر طرف امن و امان تھا کہ بعض وجوہ ایسے پیش آئے کہ خلافت عرب سے مخالفت ہو گئی۔ اور یہ ایک ایسی زبردست قوت کا سامنا تھا کہ چند ہی روز بعد ارض سندھ مین ہندو سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

اِسی لیے آیندہ باب مین ہم سندھ کو چھوڑ کے عرب کی طرف توجہ کرتے ہین جس مین بتائین گے کہ اسلامی سلطنت عرب مین کیونکر قائم ہوئی۔ کیونکر اُس کا عروج ہوا۔ اور اُس کے سپہ سالار درمیان کا میدان صاف کرتے ہوئے کیونکر سندھ تک پہونچے۔ اور سندھ مدت ہاے دراز کے لیے کیونکر خلافت اسلامی کا ایک زرخیز صوبہ بن گیا۔ اور سچ یہ ہے کہ اس تاریخ کے جس حصہ کو ہم نے زیادہ جستجو و محنت سے مرتب و مدون کیا ہے وہ اب شروع ہوتا ہے۔

# چھٹا باب

## خیر القرون

آن حضرت صلعم کا زمانہ

مکۂ معظمہ مین علم اسلام بلند ہونے کے بعد جناب سرور کائنات کو مشرکین مکہ نے یہان تک تنگ کیا کہ برآزادی وبہ اعلان تبلیغ اسلام کرنا درکنار اس کے بھی روادار نہ تھے کہ آپ کعبہ مین عبادت الٰہی کرسکین۔ اِس حالت پر بھی صبر کیا گیا لیکن جب مشرکین اس حد سے بھی گزرے اور پیغمبر برحق اور اپنے ہادی کی جان لینے کے درپے ہو گئے تو خدا نے ایک غیر شہر کے لوگون کو آپ کی مدد کے لیے مامور کیا اہل مدینہ مین سے چند لوگ ایمان لائے۔ اور مصر ہوئے کہ آپ وطن کو خیرباد کہین اور ارض یثرب (مدینہ) کو قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشین۔

مسجد قبا

اِسی زمانے مین اہل مدینہ مین سے چند غریب جان نثاران توحید نے مدینہ کے باہر ایک چھوٹی سی مسجد بنائی۔ اور خدائے واحد ذوالجلال کی عبادت مین مشغول ہو گئے۔ یہی وہ مسجد ہے جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کی شان مین بروایت اکثر اللہ جل شانہ نے "اُسس علی التقویٰ" فرمایا ہے۔ یہی زمین ہے جس پر توحید کا سب سے پہلے قبضہ ہوا۔ اور جس مین سب کے پہلے خدا کا نام پکارا گیا۔

اہل مدینہ کے اصرار پر بھی آپ نے شان رسالت کے خلاف سمجھا کہ خدا نے جن لوگون کو تبلیغ اسلام کا پہلا مخاطب بنایا ہے اُنھین چھوڑ کے کہین اور کا قصد کیا جائے۔ لیکن جب مکہ والون سے سوا جہالت و تمرّد کے اور کسی بات کی اُمید نہ رہی تو خدا نے اپنے پیغمبر کو سفر مدینہ کا حکم دے دیا۔ اور اگرچہ دشمنون کے خوف سے راستے مین جان بچنے کی بہت کم اُمید تھی مگر آپ خدا کا حکم پاتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور تن بہ تقدیر و راضی برضا ارض یثرب کی راہ لی۔ اور اِسی وقت سے سن ہجری شروع ہوا جو آج تک اسلامی دنیا کے تمام کاروبار اور معاملات کا ظرف ہے

غرض ہجرت کے پہلے سال جب آپ وارد مدینۂ طیبہ ہوئے تو جان نثاران اسلام مین سے ہر شخص متمنی ہوا کہ آپ اُسی کے مہمان ہون۔ آپ نے

اپنے راحلہ کو خدا کی مرضی پہ چھوڑ دیا کہ جہان خدا کو منظور ہوگا خود ہی ٹھہر جائے گا۔ بنی نجار کے دروازون پر سے اونٹ برابر گزرتا جاتا تھا اور ہر شخص حسرت سے دیکھ کے رہ جاتا تھا جب دیکھتا تھا کہ رسول خدا کی سواری اُس کے دروازے سے آگے نکل گئی۔

مسجد نبوی

جاتے جاتے آپ کا اونٹ ایک قطعۂ زمین پر پہونچا جہان اکثر اونٹ بندھے رہا کرتے تھے۔ اس زمین مین گھورا تھا۔ مشرکین کی کچھ قبرین تھین چند کھجور کے درخت تھے۔ اور سہل و سہیل نام دو تیمیون کی ملکیت مین تھا جو معاذ بن عفرا کی تولیت مین زندگی بسر کرتے تھے۔

پیغمبر صلعم کا شتر مبارک اس زمین کے پاس پہونچتے ہی بیٹھ گیا۔ بہت کوشش کی گئی کہ آگے جائے نہ گیا۔ اور گیا بھی تو دو قدم جا کے پھر پلٹ آیا۔ اور یہین پر آکے کھڑا ہو گیا۔ معلوم ہوگیا کہ مشیت ایزدی یہی ہے۔ اونٹ بٹھلایا گیا اور آپ اُتر پڑے۔ چونکہ یہ جگہ ٹھہرنے کے قابل نہ تھی اس وجہ سے ابو ایوب انصاری جن کی قبر پہ آج تک دار السلطنت قسطنطنیہ فخر کر رہا ہے آپ کا اسباب اپنے گھر لے گئے اور آپ اُنھین کے مہمان ہوئے۔

فرکش ہونے کے بعد آپ نے اُس زمین کا حال دریافت فرمایا۔ لوگون نے اُس کی کیفیت بیان کی۔ اور آپ اُس کی خریداری کے خواستگار ہوئے یتیمون و جانبازان معاذون نے آرزو کی کہ آپ اُسے یونہین قبول فرمائین۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ ابو بکر صدیقؓ کے مال مین سے دس دینار دے کے اُسے خرید لیا۔ اور وہان مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔

اُس کی تعمیر

مشرکین کی قبرین مٹا کے برابر کر دی گئین۔ درخت کٹوائے گئے۔ اور تختۂ زمین مسطح ہوا۔ پھر پتھرون کی کرسی دی گئی۔ اُس پر کچی اینٹون کی دیوارین بنین۔ کھجور کی لکڑیون کے ستون قائم ہوئے۔ اُن پر کھجور ہی کی ٹہنیون سے چھت پاٹی گئی۔ اور ایک بے تکلف سیدھا سادھا خدا کا گھر قائم کر دیا گیا جس کے مزدور صحابہ تھے۔ جنھون نے اپنی مزدوری کا حساب خدائے پاک کے ذمے رکھا اور اپنے مبارک ہاتھون سے بنا کے کھڑا کر دیا۔ یہی وہ مسجد نبوی ہے جو سب کے

پہلے آں حضرت صلعم کے حکم سے بنی اور جس پر سب کے پہلے اسلام کا قبضہ ہوا۔ اور جو آج تک پُرجوش ویندارون اور دلی عقیدت کیشون کا مرجع وماوی ہے۔ اور یہی وہ خطۂ پاک ہے جس کی شان مین سرور کائنات صلعم فرماتے ہین "روضۃ من ریاض الجنۃ" یعنے باغ جنت کا ایک چمن ہے۔

تبلیغ

اب اِس وقت سے تبلیغ کا کام بآزادی شروع ہوا۔ اور نیر اسلام کی کرنین چارون طرف چھٹکنا شروع ہوئین۔ ہم چونکہ صرف فتوحات سندھ لکھنا چاہتے ہین لہذا ہر اُس خطہ پر نظر ڈالنا نہین چاہتے جس پر نور اسلام کی شعاعین اپنا جلوہ دکھا رہی ہین۔ بلکہ عرب کے مغلوب ہونے کے بعد مشرق کی طرف چلین گے اور اُن تمام ممالک پر ایک اجمالی نظر ڈالین گے جن مین سے ہوکے صحابہ حدود ہند تک پہونچے۔ اور سرسری طور پر اُس مقدس گروہ کے نقش قدم کو دیکھتے ہوئے چلتے ہین۔

فتوحات اطراف عرب

سب کے پہلے ملک عرب کے مغلوب ومفتوح اور علم اسلام کے زیر سایہ ہونے کی مختصر سرگذشت یہ ہے کہ ۴ھ مین بنی نضیر کی زمین پر حضرت سرور کائنات صلعم کا قبضہ ہوا۔ ۵ھ مین بنی قریظہ نے اطاعت قبول کی۔ ۷ھ مین خیبر فتح ہوا۔ اِسی سال فدک۔ تیما اور وادی القرے علم اسلام کے سائے مین آئے۔ اسی سال آپ نے اپنی رسالت عامہ کا فرض پورا کرنے کے لیے نامور شاہان ارض کے نام خطوط تبلیغ تحریر فرمائے ۸ھ مین مکہ فتح ہوا اور کعبہ نجاست شرک سے پاک کیا گیا۔ پھر طائف۔ تبال اور جرش پر قبضہ ہوا۔ ۹ھ مین تبوک۔ ایلہ۔ اذرح۔ مقنا۔ جربا اور دومۃ الجندل فتح ہوئے۔ اِسی سال اہل نجران نے حاضر ہوکے اظہار اطاعت کیا۔ اور اپنے اوپر جزیہ مقرر کرایا۔ پھر اُن کے بعد یمن پر اسلام کا تصرف ہوا۔ اِسی سال آپ نے اہل عمان کو دعوت اسلام دی اور وہ ایمان لائے۔ جن کے بعد اہل بحرین نے بھی ہدایت پائی۔ اور اہل یمامہ بھی اِسی سال دولت اسلام سے شرفیاب ہوئے۔ ۱۰ھ مین اطراف عرب سے لوگ جوق جوق آتے تھے اور ایمان لاتے تھے

عــہ فتوح البلدان۔

آپ کے خطوط جاتے تھے اور ہر جگہ اُن کے آگے سر جھکایا جاتا تھا۔

وفات سرور کائنات۔

١١ھ کے ابتدائی زمانے مین آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات سے عرب کے تازہ ایمان لانے والون پر بڑا بُرا اثر پڑا۔ جا بجا لوگون نے علم بغاوت بلند کیا۔ بعض نے دعوئے نبوت کر دیا۔ اور اسلام اپنی حدود کو چھوڑ کے مکہ اور مدینہ کی چار دیواریون مین محصور ہوگیا۔

حضرت صدیق اکبر کی خلافت ١١ھ سے ١٣ھ تک

حضرت صدیقؓ اکبر خلیفہ ہوئے۔ ابتداءً آپ نے بڑی سرگرمی سے عرب کے مرتدون کو زیر و زبر کیا اور چند ہی روز مین اسلام نے اپنی وہی وسیع حدین پا لین جو رسالت مآب صلعم کے عہد مبارک مین قائم ہو چکی تھین۔ پھر کوشش کی گئی کہ دولت اسلام اُن اقوام کے سامنے بھی پیش کی جائے جو عرب سے باہر ہین۔

فتوحات عراق

اس زمانے مین مثنّی بن حارثہ قبیلۂ بنی شیبان کے ساتھ اضلاع سرحدی عراق پر تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے۔ جناب صدیق نے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ مثنّی کون ہین اور کیسے شخص ہین۔ معلوم ہوا کہ کوئی معمولی شخص نہین۔ ہر اعتبار سے اچھے ہین۔ اُن کے نسب کو بھی لوگ اعلے تسلیم کرتے ہین اور باعتبار ذاتی خوبیون کے بھی اُن کی دُور دُور شہرت ہے۔

حضرت صدیق کے دریافت کرنے کے چند روز بعد خود مثنّے بارگاہ خلافت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے آپ میری قوم پر سردار مقرر کر دیجیے پھر دیکھیے مین ان عجمیون کو کیسا سبق دیتا ہون۔ حضرت صدیق نے اُن کی درخواست منظور کی۔ اور وہ اپنی قوم کے سردار بن کے مدینے سے باہر نکلے۔ اور مشرقی و شمالی اضلاع عرب کی راہ لی جہان اُن کا اور اُن کی قوم کا وطن تھا۔ مثنی نے حضرت صدیق کا فرمان اپنی قوم کے لوگون کو دکھایا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ جو لوگ ابھی تک دولت اسلام سے محروم تھے وہ بھی بہرہ یاب ہوئے۔ اور ایرانیون پر حملہ کرنے کے لیے بنی شیبان کے پورے قبیلے نے ایک جرار فوج کی حیثیت پیدا کر لی۔

خالد کی روانگی عراق مین۔

اِدھر تو مثنی نے فوج آراستہ کی اور اُدھر جناب صدیق نے خالد بن ولیدؓ کو جو ابھی ابھی مسیلمہ کذاب کا کام تمام کیے ہوئے چلے آتے تھے عراق کی طرف

بڑھنے کا حکم دیا۔ اور مثنیٰ کو لکھا کہ کل اُمور میں خالد کی اطاعت کرے[۱]۔ الغرض خالد پہونچے۔ حدود عراق پر اُن کی مشہور تلوار چمکی۔ اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہوگیا چند روز بعد خالد بحکم صدیق اکبر شام کی مہم پر روانہ کر دیے گئے۔ اور فتوحات عراق کا مسئلہ صرف مثنیٰ کی معمولی مشق سپہ گری پر چھوڑ دیا گیا حتےٰ کہ ۱۳ھ میں حضرت صدیق نے انتقال فرمایا۔

حضرت عمر فاروق کی خلافت

جناب عمر فاروق کے عہد میں سعد بن ابی وقاص عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ سعد جاتے ہی معرکہ آرائیوں میں مشغول ہوگئے۔ اور تھوڑے زمانے کے بعد دریاے دجلہ کو عبور کرکے ایرانی زبردست فوجوں کے مقابلے میں صف آرا ہوگئے۔ بڑی خونریزی و جانبازی کے بعد ۱۴ھ میں قادسیہ اور مدائن کے بُرجوں پر علم اسلام اُڑایا گیا۔ یہ واقعہ خلافت فاروقی کے دوسرے سال کا ہے۔ اِس کے بعد فاتحوں اور مجاہدین کا قدم برابر آگے بڑھتا ہی گیا۔ گو زرتشتی محبانِ وطن نے بغیر خون کا سیلاب بہائے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹایا۔

فتح قادسیہ و مدائن

۱۴ھ میں جناب عمر کو معلوم ہوا کہ بیرونی ممالک کی آب و ہوا نے عربی نژاد لوگوں کا رنگ روپ بدل دیا ہے۔ آپ نے سعد بن ابی وقاص سے اِس کا سبب دریافت کیا۔ سعد نے لکھا کہ مختلف بلاد کی آب و ہوا نے اُن کی صورتیں بدل دی ہیں۔ اور اصل یہ ہے کہ عربوں کو اُنھیں مقامات کی آب و ہوا موافق پڑتی ہے جہاں اُن کے اونٹ اچھے رہتے ہیں[۲]۔

ہندستان پر عرب کا سب سے پہلا حملہ

خلافت فاروقی کے تیسرے سال ۱۵ھ میں اتفاقاً بلا ارادہ اور بغیر اِس کے کہ حضرت عمر کوئی حکم نافذ کریں ایک بلند حوصلہ افسر نے خود بخود ہندستان پر براہ خشکی حملہ کر دیا۔ عثمان بن ابی عاصی ثقفی والی بحرین و عمان مقرر ہوئے اُنھوں نے اپنے بھائی حکم کو اپنا نائب بنا کے بحرین روانہ کر دیا۔ اور خود سرزمین عمان کی راہ لی۔

عمان و ہند کے قدیمی تعلقات

خلیج عمان کے سواحل پر سے چونکہ تجارتانہ جہاز سواحل ہند پر برابر آتے جاتے رہتے تھے۔ اور قدیم سے تجارت نے اِدھر سے ایک دریائی رستہ

عـ۱ فتوح البلدان عـ۲ ملخص از ابن اثیر و ابن خلدون وغیرہ عـ۳ ابن خلدون۔

کھول رکھا تھا لہذا عثمان بن ابی عاصی کو اُلوالعزمی دکھانے کا کافی موقع ملا۔ دریائی سفر مین اُن دنون جو بے انتہا خطرے تھے اُن کی وجہ سے اہل عرب بحری فوج کشیون سے بہت بھاگتے تھے۔ گو بعد کے زمانون مین اُن سے بڑا کوئی جہاز ران بھی نہ تھا۔

جنگ بحری سے جناب عمر کی مخالفت اور اُسکی بنا

حضرت عمر نے علقمہ بن محرز مدلجی کو مع عساکر اسلام کے تقریباً بیس جہازون پر سوار کر کے جہاد روم پر روانہ کیا تھا۔ یہ سب جہاز طوفان مین مبتلا ہو کے غرق ہو گئے اور کسی کو بھی اُن مین سے نجات نہ ملی۔ جناب فاروق کو اس حادثے کی جب خبر ہوئی تو آپ نے جوش غم مین قسم کھا لی کہ اب براہ دریا کوئی فوج نہ روانہ کرون گا۔ یہان تک کہ عمرو بن عاص نے دریاے نیل کے اُدھر شہر جیزہ آباد کیا تو جناب فاروق نے اِس کی اطلاع پا کے عمرو کو لکھا "ایسے مقام پر نہ قیام کرو کہ میرے تمھارے درمیان مین پانی حائل ہو بلکہ ایسا مقام ہونا چاہیے کہ جب چاہون اپنے اونٹ پر سوار ہو کے تمھارے پاس آ پہونچون[عہ]۔"

خلاصہ یہ کہ حضرت عمر کبھی کسی افسر کو براہ دریا کسی ملک پر چڑھائی کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ لیکن اِس پر بھی عثمان بن ابی عاصی جراءت کر ہی بیٹھے جہازون کا ایک بیڑا مرتب کیا۔ اور اُس پر بہادران اسلام کو سوار کر کے سندھ کی طرف روانہ کر دیا۔ اِن لوگون نے سواحل سندھ پر پہونچتے ہی شہر تانہ پر حملہ کیا۔ اور خوب لوٹ مار کے مال غنیمت سے لدے پھندے واپس آئے۔

یہ لشکر جب بے نیل مرام واپس آیا تو عثمان بن ابی عاصی نے ڈرتے ڈرتے جناب عمر کو اطلاع کی کہ شاید یہ کامیابی کی خبر آیندہ کے لیے بحری جہاد کا دروازہ کھول دے مگر دارالخلافت سے جو جواب گیا اُس نے اُن کی اُمیدون کو بالکل خاک مین ملا دیا۔ جناب عمر نے تحریر فرمایا تھا کہ "اے برادر ثقفی۔ تم نے یہ فوج نہین بھیجی تھی بلکہ گویا ایک کیڑے کو لکڑی پر بٹھا کے سمندر مین ڈال دیا تھا۔ بخدا اے لایزال اگر یہ لوگ مبتلاے آفت ہو گئے ہوتے تو ان کا معاوضہ مین تمھاری قوم سے بھر لیتا[عہ]۔"

---

عہ فتوح البلدان۔ عہ یعقوبی۔

حضرت عمر کے ایسے باسطوت وجبروت خلیفہ کے حکم سے انحراف کرنا در اصل بڑی خوفناک جرأت کا کام تھا تاہم عثمان بن ابی عاصی اپنے ارادے سے بالکل باز نہ رہے۔ اُنھون نے اس کے بعد بھی اپنے بھائی مغیرہ بن ابی عاصی کو ایک جہازی فوج کا افسر بنا کے بھیجدیا۔ جنھون نے شہر دیبل پر حملہ کر کے بہت کچھ دولت حاصل کی۔ دشمن کو شکست دے کے اُنھون نے فتح پائی اور مال لے کے واپس آئے۔ جس وقت مغیرہ دیبل پر حملہ آور تھے اُس وقت اُن کے دوسرے بھائی حکم عثمان بن ابی عاصی کے حکم سے سندھ سے بھی آگے بڑھ گئے اور گجرات کے شہر بروص (بھڑوچ) پر حملہ آور ہوئے [عہ۵]

دوسرا اور تیسرا حملہ جو ایک ہی وقت مین تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مغیرہ بن ابی عاصی شہر دیبل کی لڑائی مین واصل بحق ہوئے۔ اور شہر پہ ایک تجارت پیشہ گروہ عرب کا قبضہ ہو گیا۔ اس زمانے مین دیبل پر دیوائج کا بیٹا سابیا حکومت کر رہا تھا جسے اِس عہدے پر چچ نے مقرر کیا تھا۔ خود اسے چچ اس زمانے مین سندھ کا راجہ تھا اور اُسے حکومت کرتے ۳۵ برس ہو چکے تھے [عہ۶]

یہ تو دو بحری حملے تھے جو حضرت عمر کے عہد ۱۵ھ مین کر دیے گئے۔ اور گو اسی طرح جہاز رانی کے ذریعہ سے بعد بھی چند حملے ہندوستان پر ہوئے جن کا حال ہم آگے چل کے بیان کرین گے۔ مگر در اصل مسلمان ہندوستان پر خشکی کی راہ سے اُس وقت حملہ آور ہوئے جب درمیان کے تمام ممالک کو زیر و زبر کرتے اور دشمنون سے راستہ صاف کرتے ہوئے وہ حدود ہند پر پہونچ گئے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہم اُن ممالک کی فتوحات کا حال بیان کرتے ہین جو عراق و ہند کے درمیان مین واقع ہین۔

ہندوستان پر جو حملہ بغرض فتح ہوا وہ براہ خشکی تھا۔

خلافت فاروقی کے نوین سال ۲۱ھ مین بڑی سخت معرکہ آرائیون کے بعد نہاوند فتح ہوا۔ ۲۲ھ مین مسلمانون نے بڑھ کے اور شمشیر آبدار کے جوہر دکھا کے ہمدان۔ دماوند۔ فارس۔ خراسان پر قبضہ کیا۔ اور ان شہرون پر علم اسلام لہرایا۔ در اصل اب ساسانی شاہنشاہی کا خاتمہ ہو چکا تھا صرف تین

ممالک ایران کی فتح

عہ۵ فتوح البلدان۔ عہ۶ چچ نامہ

ملک کرمان۔ سیستان۔ مکران۔ رہ گئے تھے جو اُس عظیم الشان سلطنت کے سرحدی اضلاع تھے اور جن پر دولت خسروی کے مٹنے کے بعد وہان کے صوبہ دار جو اُس عہد کی اصطلاح مین مرزبان کہلاتے تھے متصرف ہوگئے تھے۔ ۳۱ھ آیا اور اپنے ساتھ ان کی خود مختاری کو بھی لے گیا۔[1] ہم چاہتے ہین کہ اِن تین صوبون کے فتح ہونے کا حال تفصیل سے بیان کرین۔ اِس لیے کہ یہ ہندوستان کی سرحد پر واقع ہین۔ اِن کے فتح ہونے سے صرف اتنا ہی نہین ہوا کہ ہندوستان کا راستہ کھل گیا یا عربون نے ہندوستان کے دروازے پر آکے دستک دی بلکہ ان کے مغلوب ہوتے ہی ہندوستان پر عربی فتوحات کا اثر پڑ گیا۔ اور اسلام کے پرچم اقبال کے لہرانے کی ہوا ہندوستان کے شہرون تک پہونچ گئی۔

مکران

مکران پر اگرچہ سب کے پہلے ابو موسی اشعری نے اپنی گورنری کے زمانے مین ربیع بن زیاد کو بھیج کے قبضہ کر لیا تھا مگر چونکہ بغیر اچھی طرح تسلط کیے حملہ آور اپنے وطنون کو واپس چلے آئے لوگون نے بغاوت کر کے ایک چھوٹی سی خود مختار حکومت قائم کر لی۔

کرمان

۲۳ھ مین جب کہ تمام ایران پر تسلط کیا گیا اُسی سال عبد اللہ بن عامر بن ربیع نے کرمان پر حملہ کیا۔ کرمانیون نے اپنی بہادر کوہستانی قومون کوج اور بلوچ سے مدد مانگی۔ لیکن اُن کی کمک سے کوئی فائدہ نہ حاصل ہوا۔ اور عبد اللہ برابر کرمان مین گھستے اور سرکشون کو تہ تیغ کرتے چلے گئے۔ عبد اللہ کی رفتار بہت تیز تھی اور اسی وجہ سے اُن کی فتوحات نے خلافت کو کوئی مستقل فائدہ نہین پہنچایا۔ فوج گویا ایک بجلی تھی کہ یہان گری۔ وہان پہونچی۔ اور پھر وہان جا کے نمودار ہوئی۔

سیستان

عبد اللہ کرمان کی خود مختاری کا خاتمہ کر کے سیستان مین گھسے۔ وہان کے مرزبان کو گھیر لیا۔ اور جب اُس نے اطاعت قبول کی تو فوراً آ جا کے مکران پر تاخت کی۔ اہل مکران نے راجہ سندھ سے مدد مانگی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مکرانی اور سندھی دونون فوجون کو شکست ہوئی اور مسلمانون نے تمام ملک مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجا دیا۔[2]

---

ع[1] ابن اثیر وغیرہ۔ ع[2] ایلیٹ ہسٹری بحوالہ تاریخ گزیدہ۔

لیکن اِس طبل نصرت کی آواز بلند ہوتے ہی ہوا مین اُڑ گئی اِس لیے کہ عبداللہ واپس آئے اور یہ مقامات پھر اُسی طرح سرکشی پہ آمادہ تھے۔ آخر ۲۳ھ مین کافی انتظام کیا گیا۔ اور تینون ملکون پر بالاستقلال جداگانہ فوج کشی ہوئی۔

ایک طرف سہیل بن عدی نے بہ معیت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کرمان پر حملہ کیا ایک بہادر عرب نسیر بن عمرو عجلی کے ہاتھون وہان کا مرزبان مارا گیا۔ اور مسلمان ملک کے تمام حصّے پر متصرف ہو گئے۔ دوسری طرف عاصم بن عمرو نے بہ معیت عبداللہ بن عمیر سیستان کا رُخ کیا۔ پہلی ہی لڑائی مین دشمنون کو شکست ہوئی جو اپنے شہر زرنج مین محصور ہو گئے۔ آخر محاصرے کی سختیون سے تنگ آ کے وہان کے شاہ نے سرِ اطاعت جھکایا۔ اور مسلمان خراج مقرر کر کے واپس روانہ ہوئے۔

اِن دونون مُلکون کے فتح ہونے کے بعد حکم بن عمرو تغلبی نے مکران پر فوج کشی کی۔ حکم سرحد مکران مین داخل ہی ہوئے تھے کہ شہاب بن مخارق اور سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان جو کرمان و سیستان کی مہمین سر کر چکے تھے اُن سے جا ملے۔ شاہ مکران نے راجہ سندھ سے مدد مانگی۔ راجہ سندھ ایک پہاڑی فوج لے کے بڑے جوش و خروش سے خود اس کی کمک کو آموجود ہوا۔ لڑائی ہوئی۔ حامی وطن گروہون کا ستارہ دگرگون تھا۔ گو بڑی جان بازی سے مقابلہ کیا مگر آخر کار مکران کا حکمران جو وہان کی زبان مین رتبیل کہلاتا تھا مارا گیا۔ اور ساتھ ہی راجہ سندھ[؎] بھی نذر اجل ہوا۔ مکرانی اور سندھی فوجون نے شکست کھائی۔ وہ لوگ اِس بے سروپائی سے بھاگے کہ ہر طرف منتشر ہو گئے۔ اور دشمنون نے تعاقب مین جسے جہان پایا اور جس طرح چاہا قتل کیا۔ وہ دریا جو سندھ اور مکران کے درمیان مین بہتا ہے وہان تک تعاقب ہوا۔ اور میدان جنگ سے دریا کے کنارے تک ساری زمین لاشون سے پٹ گئی۔ اور خون کے سیلاب جاری ہو گئے۔ یہ فتح حاصل کرنے کے بعد

؎ راجہ سندھ سے غالباً یہان کوئی سندھی شاہزادہ مراد ہے جو سندھ کی فوجین لے کے کمک کو گیا ہوگا۔ ورنہ راسے چچ اس زمانے کے بعد اپنے تختگاہ مین اپنی موت سے مرا

سندھ ایک عرب کی نظر مین

حکم نے مال غنیمت مین سے خمس جُدا کیا اور صحار عبدی کی حفاظت مین جناب عمر کی خدمت روانہ کیا۔ جس کے پہونچتے ہی دار الخلافت مدینہ مین بڑی خوشی کی گئی اور خداے عزوجل کا شکریہ اداکر کے وہ مال بیت المال مین داخل کیا گیا۔[عــ۱]

صحار عبدی چونکہ مکران کی سرزمین کو دیکھے چلے آتے تھے لہذا جب بارگاہ خلافت مین پہونچے تو حضرت عمر نے اُن سے وہان کے حالات دریافت کیے۔ صحار نے عرض کیا "امیرالمومنین مین اُس سرزمین کے حالات بچشم خود دیکھ کے اور خوب دریافت کر کے حاضر ہوا ہون۔ وہان پانی کی تو کمی ہے مگر میوہ جات سے درخت لدے ہوئے ہین۔ اور چور جری ہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر فوج تھوڑی ہو تو ضائع ہو جاے اور زائد ہو تو بھوکون مرنے کا اندیشہ ہے۔ اِس لیے کہ رسد کا انتظام دشواری سے ہوسکتا ہے۔ حضرت فاروق نے فرمایا "تم وہان کے حالات بیان کرتے ہو یا شاعری کر رہے ہو"۔ لیکن جب صحار عبدی نے سنجیدگی سے دوبارہ تصدیق کی تو آپ متردد ہو گئے۔ اور مسلمانون کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔[عــ۲]

بعض بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حملہ آور فوج عرب کے سردارون نے بارگاہ خلافت سے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم دریاے سندھ سے اُتر کے ممالک ہند پر فوج کشی کرین۔ غالباً اِسی بنا پر جناب

عــ۱ ابن اثیر۔

عــ۲ بلاذری اس واقعہ کو حضرت عثمان کے عہد مین لکھتا ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ اُن کے حکم سے جب عبداللہ بن عامر بن کریزی والی عراق ہوئے تو جناب عثمان نے اُن کو لکھا کہ کسی کو ہندوستان روانہ کر دو جو وہان کے حالات سے واقف ہو کے آئے اور مجھے مطلع کرے۔ عبداللہ بن عامر نے حکیم بن جبلہ عبدی کو سواحل ہند پر روانہ کیا۔ جنھون نے وہان سے واپس آکے جناب ذوالنورین کی خدمت بابرکت مین وہی تقریر کی جو بیان صحار عبدی کی زبانی حضرت فاروق کے سامنے بیان کی گئی۔ مگر یہ امر قرین قیاس نہین معلوم ہوتا اول تو اس لیے کہ بلاذری اس روایت کے بیان کرنے مین متفرد ہے۔ دوسرے یہ کہ حکیم بن جبلہ عبدی کا نام خلافت عثمانی کے مجاہدین مین بہت کم نظر آتا ہے۔ وہ کسی مقام پر کوئی اُولوالعزمی کا کام کرتے نہین گیا بلکہ اُس کا شمار حضرت عثمان کے مخالفون اور دشمنون مین ہے۔ باغیانہ طور پر خروج کر کے جب

فاروق نے صحار سے مکران کے حالات دریافت کیے اور جب ایسی دقتون کو سُنا تو قطعی ممانعت کر دی۔ اور سخت تاکید کے ساتھ لکھا کہ ہرگز آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیا جاسے۔ لیکن وقت یہ ہے کہ جن لوگون نے یہ واقعہ بیان کیا ہے وہ اس لڑائی مین مسلمانون کا سپہ سالار عبداللہ بن عامر بن ربیع کو بتاتے ہین۔ غالباً اس بیان مین نام کی غلطی ہوگئی ورنہ پورا واقعہ بالکل قرین قیاس ہے عہ

صحابہ سرحد ہند کے ادھر نہ بڑھے

یہی وجہ تھی کہ مسلمان سرحد ہند سے آگے نہ بڑھے۔ اور وہ ابتدائی پرجوش مجاہد جن کی تلوار والون نے ایک تھوڑی مدت مین ساری دُنیا کو زیروزبر کر دیا تھا۔ اُن کا لشکر مشرق کی جانب حدود ہند سے آگے نہ بڑھ سکا۔ کیونکہ بحری جہاد کی ممانعت بیشتر ہی کی جا چکی تھی۔ صرف خشکی کا راستہ باقی رہ گیا تھا جس کو مسلمان بخوبی طے کر آچکے تھے۔ اب صحار عبدی کے بیان نے یہ راستہ بھی بند کر دیا۔

---

لوگون نے جناب عثمان کو شہید کیا تو خروج کرنے والون مین یہی حکیم بن جبلہ عبدی بھی تھا جو باغیان بصرہ پر ایک سردار کی حیثیت رکھتا تھا۔ پھر جنگ جمل مین یہ حضرت علی کی طرف سے لڑا۔ اور لڑائی مین جناب عائشہ کو علانیہ گالیان دیتا تھا۔ یہان تک کہ طلحہ کے ہمراہیون مین سے کسی نے اس کی ٹانگ اُڑا دی اور اسی زخم سے نذر اجل ہوا۔ بہرتقدیر ایسے شخص کے ہاتھ سے خود حضرت عثمان کے لیے ایک ایسی خدمت کا سرانجام پانا بالکل بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے اور سب سے زیادہ ثبوت بلاذری کے بیان کے غلط ہونے کا یہ ہے کہ جو حالات بیان کیے گئے یہ مکران کی حالت سے زیادہ مطابق پائے جاتے ہین اس لیے کہ وہان ریگستان بھی ہے پانی کی بھی کمی ہے۔ اور وہان کے ڈاکو بھی اُس عہد مین مشہور تھے۔ برخلاف سندھ کے اس لیے کہ سندھ کی نسبت کوئی واقف کار ایسے خیالات نہین ظاہر کر سکتا۔ اسی لیے ہم نے یہ واقعات ابن اثیر کے بیان کے مطابق لکھے ہین۔

عہ ایلیٹ ہسٹری بحوالہ تاریخ گزیدہ۔

حضرت عثمان کی خلافت ۲۴ھ سے ۳۵ھ تک

اسی سال ۲۳ھ کے اختتام پر جناب فاروق رضہ نوردِ عالم بالا ہوئے۔ اور ۱۰ محرم ۲۴ھ کو قرعۂ انتخاب جناب عثمان کے نام پڑا۔ آپ نے اپنی خلافت کے دوسرے سال ۲۵ھ مین اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر بن کریز کو جہاد پر روانہ کیا جنھون نے سیستان کا رُخ کیا۔ اور کابل پر حملہ آور ہوئے جو اُس زمانے کی تقسیم جغرافیہ کے لحاظ سے علاقۂ سیستان ہی مین شامل تھا۔ سیستان اگرچہ حضرت فاروق کے عہد مین فتح کرلیا گیا تھا مگر کابل ابھی تک خودمختاری کا پھریرا اُڑا رہا تھا۔ عبداللہ بن عامر بڑھ کے گئے اور کابل کی دیوارون کے نیچے بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ آخر عربی سپہگری نے کابلی جوانون کا مُنہ پھیر دیا جنھین مجبوراً سرِ اطاعت جھکانا پڑا اور کابل مسلمانون کے قبضے مین آگیا۔ یہ ہندوستان کا دوسرا پھاٹک ہے جس پر مسلمان اب پہونچے۔ [ع۵]

لیکن اس مین شک ہے۔ اس لیے کہ عبداللہ بن عامر کا تقرر ۲۹ھ کے کئی سال بعد ہے۔ ہان یہ ممکن ہے کہ والی بصرہ مقرر ہونے کے پہلے وہ بطور ایک سپہ سالار کے روانہ کیے گئے ہون۔ تاہم اس مین شک نہین کہ اس حملے مین مسلمانون نے کابل پر کوئی اپنا مذہبی اثر نہین ڈالا۔ اور اہل کابل کو صرف تابع فرمان کرکے واپس چلے آئے مگر یہ نقش چند ہی روز قائم رہا تھا کہ کابل اپنی فطری عادت کے موافق بغاوت کرکے پھر خودسر ہوگیا۔

عبداللہ بن عامر والی بصرہ

کابلیون کو اس خودسری سے تھوڑی ہی مُدت تک فائدہ اُٹھانے کا موقع مل سکا۔ اس لیے کہ چار برس بعد ۲۹ھ مین لوگون نے ابوموسیٰ اشعری والی بصرہ کی شکایت اس زور شور سے کی کہ جناب ذی النورین نے اُن کو معزول کرکے اُنکی جگہ عبداللہ بن عامر کو مامور کردیا۔ عبداللہ بن عامر ابوموسیٰ اشعری کی طرح زاہد شب زندہ دار اور عزلت گزینی کی زندگی بسر کرنے والے شخص نہ تھے۔ بچپن ہی سے مشق سپہگری تھی۔ ہنوز عنفوانِ شباب تھا۔ پچیس برس کی عمر تھی۔ اور دل مین اولوالعزمی اور بلند حوصلگی کے جذبات بھرے تھے۔ جن کے اُبھرنے کے لیے گورنری بصرہ کا میدان بہت وسیع تھا۔ اس وجہ سے کہ اسلام کے وہ تمام مقبوضات جو

نظم و نسق خلافت

ع۵ ابن اثیر

ع۵ ابن اثیر و ابن خلدون

مشرق کی طرف تھے سب والی بصرہ کے ماتحت ہوتے تھے۔ اور ادھر کے تمام ممالک مین جتنے والی مقرر و مامور ہوتے تھے سب کو احکام خلافت والی بصرہ ہی کے ذریعے سے ملا کرتے تھے۔ اور اکثر اُن کا تقرر بھی والی بصرہ کے انتخاب سے ہوا کرتا تھا۔ یا آجکل کی اصطلاح مین یون کہنا چاہیے کہ والی بصرہ گورنر جنرل ہوتا تھا۔ جس کے ماتحت تمام مشرقی ممالک کے والی گورنر ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح تمام ممالک مغرب کے لیے مصر کی گورنری تھی۔ سارے افریقہ اور اس زمانے کے بعد جب اندلس (اسپین) فتح ہوا تو وہان بھی والی مصر کے انتخاب سے والیان ملک کا تقرر ہوتا تھا۔ یہی انتظام جناب علی نے اپنے عہد مین بھی قائم رکھا۔ اور بنی امیہ کے آخر عہد تک برابر اسی طریقے پر سلسلہ رہا۔ بنی عباس کے عہد مین یہ طریقہ بدل گیا اور گورنر خراسان کو گورنر جنرل کی حیثیت حاصل ہوئی۔

عرب فاتحون کی رحمدلی کا نتیجہ۔

ابن عامر نے اس عہدے پر ممتاز ہوتے ہی ہر جگہ کا انتظام کرنا چاہا۔ کیونکہ تمام ممالک مشرق مین گو کہ مکرر وسہ کرر فتح کیے جاتے تھے چند ہی روز بعد باغی پھر سر اُٹھاتے تھے۔ اور بے فوجکشی کیے اُن سے خراج وجزیہ نہ وصول ہوتا تھا۔ اصل یہ ہے کہ لوگون نے عربی فاتحون کے مزاج کو پہچان لیا تھا۔ اِس بات کا تو تجربہ ہو گیا تھا کہ اُن سے مقابلہ کرنے مین کامیابی کی اُمید نہین۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی سمجھ گئے تھے کہ اگر اُن کے سامنے سر جھکا دیا جائے تو اُن سے زیادہ رحمدل اور درگزر کرنے والا بھی کوئی نہین۔

اِس خیال نے یہ خرابی پیدا کر دی کہ سیستان۔ کرمان۔ مکران اور دیگر مشرقی ممالک کے حکمران بلکہ اِن ممالک مین سے ہر ہر شہر کی رعایا کا قاعدہ ہو گیا تھا کہ عربی فوجین آئین اور اُنھون نے چند روز کے مقابلے کے بعد سر اطاعت جھکا دیا۔ فاتحون نے رحم سے کام لے کے اُن کی خطا معاف کی۔ اور جزیہ مشخص کر کے دوسری طرف گئے۔ اُن کا جانا تھا کہ ان لوگون نے پھر علم بغاوت بلند کر دیا۔ عموماً ایسے شہر بلکہ ملک کثرت سے ملین گے جن کو عربون نے آٹھ آٹھ دس دس دفعہ فتح کیا اور وہ پھر ویسے ہی باغی کے باغی تھے۔

چنانچہ ابن عامر نے ولایت بصرہ کی باگ اپنے ہاتھ مین لے کے جو دیکھا تو

ممالک ایران پر ابن عامر کا حملہ

تمام مشرقی ممالک فتنہ و فساد اور بغاوت کی حالت مین نظر آئے۔ اُنھون نے سب سے پہلے عبد اللہ بن عمیر لیثی کو والی سیستان مقرر کیا۔ ابن عمیر ایک بہادر افسر تھے۔ بجلی کی طرح چمکتے اور گرجتے ہوئے پہونچے اور کابل تک تمام بلاد سیستان پر متصرف ہو گئے دو تین سال کے بعد عبد اللہ بن عامر نے ابن عمیر کو ہٹا کے عمران بن فضیل برجمی کو والی سیستان مقرر کر دیا۔

مکران

دوسری طرف ابن عامر نے عبید اللہ بن معمر کو مکران کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابن معمر بھی کسی بات مین ابن عمیر سے کم نہین رہے۔ اُنھون نے مکران کی زمین پر جو تاخت کی تو سرکشون کو سرحد ہند تک مارتے اور تابڑ توڑ شکستین دیتے چلے گئے۔

کرمان

تیسری طرف کرمان پر ابن عامر نے عبد الرحمن بن عُبیس کو والی مقرر کیا جنھون نے اُس علاقے کو ہر طرح زیر و زبر کر کے مطیع الاسلام بنا لیا۔ع گویہ انتظامات نہایت عمدگی اور استقلال سے کیے گئے تھے مگر چند روز بعد جو ابن عامر نے دیکھا

پھر بغاوت

تو ان مقامات مین وہی شور و ہنگامہ تھا۔ اور پھر اُسی طرح علم بغاوت و خود سری ہر طرف سے بلند کیا جا رہا تھا۔ صرف ایک مکران البتہ اِن خرابیون سے بچا ہوا تھا۔

عبد اللہ بن عامر نے یہ رنگ دیکھ کے خود سفر کا ارادہ کر دیا اور خراسان کی راہ لی۔ جہان سے بیٹھ کے اِن ممالک کا انتظام بسہولت و ہوشیاری کیا جا سکتا تھا۔ خراسان مین پہونچ کے ابن عامر نے مجاشع بن مسعود سلمی کو کرمان پر روانہ کیا۔ اور وہان کی حکومت بھی اُنھین کے قبضۂ اختیار مین دی۔ اور سیستان پر ربیع بن زیاد حرثی کو والی مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ باغیون کی سرکوبی مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھین۔

کرمان پر مجاشع کا حملہ

مجاشع بن مسعود نے کرمان کا رُخ کیا اور جاتے ہی شہر ہمید پر حملہ آور ہوئے۔ مقابلے کے بعد شہر فوراً فتح ہو گیا۔ کیونکہ شہر والون نے اپنی عادت کے موافق اطاعت قبول کی اور اگرچہ مجاشع کے دل مین بہت کچھ غصہ بھرا ہوا تھا مگر اُن کو اصول اسلامیہ سے مجبور ہو کے اُن کی درخواست منظور کرنا

---

ع ابن اثیر۔

پڑی۔ غرض مجاشع نے شہر پر قبضہ کیا۔ اہل شہر کو پناہ دی۔ لیکن اب کی مرتبہ بالاستقلال حکومت قائم رکھنے کی غرض سے اُنھون کے ہیڈ مین اپنے لیے ایک عالیشان قصر بنایا جو مدتون "قصر مجاشع" کے نام سے مشہور رہا۔ یہان کا بخوبی انتظام کر کے مجاشع نے آگے قدم بڑھایا اور قدیم دار السلطنت کرمان شہر سیرجان پر حملہ کر دیا۔ شہر والون نے شہر کے پھاٹک بند کر لیے۔ اور مجاہدین نے فوراً شہر کو محصور کر لیا۔ چند ہی روز کے محاصرے مین اہل سیرجان بدحواس ہو گئے۔ اور آخر مجبور۔ اُنھون نے اپنی قسمت فاتحون کے ہاتھ مین دے دی۔ مجاشع نے شہر پر قبضہ کر کے اگرچہ براہ رحم دلی کسی کی جان لینا نہ پسند کی مگر مصلحتہً اتنا ضرور کیا کہ اکثر اہل شہر کو جو فتنہ و فساد مین سرہنگون کی حیثیت رکھتے تھے جلاوطن کر دیا۔

اس کے بعد مجاشع نے بڑھ کے جیرفت پر حملہ کیا۔ یہان کے لوگون نے بھی مقابلہ کیا اور جب ایک سخت شکست کھائی تو عربی تلوارون کے آگے سر جھکا کے کھڑے ہو گئے۔ ان پر بھی ترس کھایا گیا۔ اور فاتحون نے شہر پر قبضہ کر کے گھوڑون کو آگے مہمیز بنائی۔ جب مجاشع شہر قفص پر پہونچا تو سیرجان کے جلاوطنون نے جو یہان آ کے قیام پذیر ہوئے تھے مقابلہ کیا۔ مجاشع نے اُن کو ایسی شکست دی کہ گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور مجاشع کی وحشت سے دیگر بلاد مین جا کے آباد ہوئے۔ مجاشع نے اُن کی جگہ عرب خاندانون کو یہان بسایا۔ غرض اس طرح مجاشع نے سارا میدان دشمنون سے خالی کرا لیا۔ اور قصر مجاشع مین بیٹھ کے کرمان پر حکومت شروع کی۔[۱]

سیستان پر ربیع بن زیاد کا حملہ

یہ تو مجاشع کی کارگزاریان تھین اُدھر سیستان مین ربیع بن زیاد حرثی نے جو حملہ آوری شروع کی تو اُس کا سلسلہ یون قائم ہوا کہ ربیع نے جاتے ہی سب کے پہلے قلعہ زالق پر اس تیزی سے تاخت کی کہ دشمنون کے بنائے کچھ نہ بنی۔ اور وہان کا دہقان (قلعہ دار) مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ دہقان مذکور نے بہت کچھ مال و دولت بطور فدیہ نذر کیا تو جان بچی اور بہ وعدۂ اطاعت اپنے قلعہ پر متصرف رکھا گیا۔

---

[۱] ابن اثیر۔

قلعہ زالق سے بڑھ کے ربیع نے شہر کرکو پر حملہ کیا۔ اہل شہر نے سر اطاعت جھکا دیا۔ تو وہ آگے بڑھا اور زرنج کی طرف روانہ ہوا۔ راستے مین شہر اشت پڑا۔ یہان کے لوگون نے مقابلہ کیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ اور راشت والون کو ذرا مضبوطی سے لڑنے کی یہ سزا ملی کہ اُن کی بہت سی جانین تلف ہوئین اور ہزارہا اہل شہر کی لاشین خاک و خون مین نہلائی گئین۔ اِس پر بھی نتیجہ یہی ہوا کہ بہ عاجزی حاضر ہوئے اور اپنی باقی ماندہ جانین فاتحون کے رحم کے حوالے کر دین۔ ربیع نے یہان سے بڑھ کے رواد دی مین ناشروذ اور شروازد و مضبوط شہرون پر قبضہ کیا اور آخر زرنج کی دیوارون کے نیچے جا پہونچے۔

زرنج والون نے مقابلے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور ربیع نے ہر چہار طرف سے محاصرہ کر لیا۔ وہان کے مرزبان نے اپنی کوششون مین تھک کے اور عاجز آ کے آخر پیام صلح دیا۔ اظہار اطاعت کیا اور درخواست کی کہ اجازت ہو تو مین خود امیر لشکر کی خدمت مین حاضر ہو کے اپنی جان بخشی اور اہل شہر کے لیے امان کا خواستگار ہون ربیع نے اُسے اجازت دی۔ اور جس وقت وہ حاضر ہوا ہے تو اُس نے تمام مسلمانون کو ربیع سے لے کے ایک ادنٰے سپاہی تک ایسی ہیئت وضع اور حالت مین پایا کہ دیکھتے ہی اُس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ در اصل یہ مسلمانون کی ایک حکمت عملی تھی جو اپنی ہیبت بٹھانے کے لیے کی گئی تھی۔ اُس کی نظر جب مسلمانون پر پڑی تو اُس نے دیکھا کہ ربیع ایک لاش پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک لاش کا تکیہ لگائے ہے۔ صرف ربیع ہی نہین سارے مسلمان اِسی وضع مین تھے۔ اِس تدبیر نے اپنا پورا اثر دکھایا اور مرزبان مذکور عربون کے سامنے کھڑا ہوا کانپ رہا تھا۔

بہر تقدیر صلح ہوئی۔ شہر مسلمانون کے سپرد کر دیا گیا۔ رعایا پر جزیہ مقرر ہوا۔ اور مسلمان فتحمندانہ جوش و خروش سے شہر مین داخل ہوئے۔ زرنج فتح کر کے ربیع نے دریاے سناروذ کی طرف قدم بڑھایا۔ اور دریا سے اُتر کے اُس مشہور گاؤن پر خیمہ انداز ہوا جس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ جہان پہلوان رستم دستان کا اصطبل وہین تھا۔ رستم کے نام کی وقعت رکھ لینے کے لیے گاؤن والون نے نکل کے مقابلہ کیا۔ مگر جب بڑے بڑے شہر مقابلہ نہ کر سکے تو اُن کے امکان مین کیا تھا

شکست کھائی اور اطاعت قبول کی۔

ربیع اپنی فتوحات کے سلسلہ کو اس حد تک پہونچا کے واپس آیا۔ اور زرنج مین آکے مقیم ہوگیا۔ ایک سال اس شہر مین رہا۔ اور پھر ابن عامر کے پاس واپس گیا لیکن اپنی جگہ پر ایک عامل کو مقرر کرتا گیا۔ اُس کے جاتے ہی اہل سیستان کو پھر آزادی کے فرے یاد آئے۔ فوراً ہر طرف بغاوت شروع ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن لوگون نے ربیع کے مقرر کیے ہوئے عامل کو نکال باہر کیا۔ اور حکمرانون کو پھر سے لڑائی اور مقابلے کے تیور دکھانے لگے۔ پھر وہی بغاوت۔

ابن عامر ایسے لوگون کی سرکوبی کے لیے خراسان مین تیار بیٹھا تھا۔ اُس نے عبدالرحمن بن سمرہ بن حبیب کو والی سیستان مقرر کرکے روانہ کیا۔ عبدالرحمن ایک پُرانے تجربہ کار افسر تھے۔ اور ہر جگہ اُن کی وقعت مانی جاتی تھی اس لیے کہ وہ خیر القرون کا تبرک اور جناب سرور کائنات کے اصحاب مین تھے۔ عبدالرحمن بن سمرہ نے فوراً بڑھ کے زرنج کا محاصرہ کرلیا اور ایسے سخت حملے کیے کہ اہل شہر نے پناہ مانگی اور پھر عہد اطاعت کیا۔ عبدالرحمن بن سمرہ کا حملہ سیستان پر

اِن بہادر اور مقدس صحابی رسول اللہ نے زرنج سے بڑھ کے سندھ کے تمام اُس علاقے پر تسلط کیا جو زرنج اور کش کے درمیان مین واقع تھا۔ براہ خشکی جب عساکر اسلامیہ سرحد ہند پر پہونچے ہین تو پہلے پہل ہندوستان کی زمین کا جو حصہ مسلمانون کے قبضے مین آیا وہ یہی ہے۔ اور ابن سمرہ ہی وہ صحابی ہین جنھون نے سب سے پہلے اپنی تلوار کا سایہ سرزمین ہند پر ڈالا۔ یہ مقام اب سندھ مین نہین ہے۔ بلکہ بلوچستان کے شمالی و مغربی حدود پر واقع ہے۔ اُن دنون سارا بلوچستان سندھ مین شمار کیا جاتا تھا اور راجہ سندھ کے قبضے مین تھا۔ اُس وقت کے جغرافیہ مین کوئی ملک بلوچستان کے نام سے نہین مشہور تھا۔ بلکہ مکران و سیستان سے سندھ کی حدین ملی ہوئی تھین۔ علاقہ سندھ پر حربہ

عبدالرحمن بن سمرہ نے اُس کے بعد اُس زمین پر بھی قبضہ کیا جو رُخج اور داوان کے درمیان مین واقع تھی۔ جب وہ شہر داوان پر پہونچے تو وہان کے لوگون نے کوہ زُور مین جا کے پناہ لی۔ مگر عبدالرحمن بن سمرہ نے وہان بھی اُن کا

بیچا نہ چھوڑا اور کوہ زور کا محاصرہ کر لیا۔ زور ایک بُت کا نام تھا جس کا مندر اس پہاڑ پر قائم کیا گیا تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام بھی کوہ زور پڑ گیا۔ یہ بُت سونے کا تھا اور یاقوت کی آنکھیں بنا کے اس کے چہرے پر نصب کر دی گئی تھیں۔ آخر باغیوں اور سرکشوں نے اطاعت قبول کی۔

بُت شکنی کا نہایت عجیب نمونہ

عبدالرحمن اور اُن کے ہمراہی اسلامی ٹھاٹھ سے تکبیریں کہتے ہوئے آبادی میں داخل ہوئے اور عین بُت خانے پر جا کے دم لیا۔ مغرور مرزبان بھی دست بستہ حاضر ہوا۔ ابن سمرہ نے قبل اس کے کہ اس کی طرف مخاطب ہوں جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ بُت کا ایک ہاتھ توڑ ڈالا اور پھر نیزے سے اُس کی دونوں آنکھیں اُکھاڑ کے گرا دیں۔ اس کارروائی کے بعد مرزبان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا "یہ اپنا سونا اور یاقوت لو۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ صرف تم کو یہ دکھانا منظور تھا کہ بُت میں نفع و نقصان کی ذرا بھی قدرت نہیں۔"

کابل و زابل کی فتح۔

ابن سمرہ نے کوہ زور سے فراغت کر کے کابل و زابلستان کو بھی فتح کر لیا۔ سیستان کے ماتحت ضلع غزنہ (غزنی) تھا جس کے علاقے میں اِن دونوں مقامات کا شمار کیا جاتا تھا۔ سارا ملک سیستان از سرِ نو فتح کر کے اور ہر شہر اور ہر گانوں پر اپنا تسلط قائم کر کے عبدالرحمن بن سمرہ زرنج میں واپس آ کے اقامت پذیر ہو گئے ہیں۔

جناب عثمان کی مخالفت اور آپ کی شہادت

اب وہ زمانہ آ گیا کہ جناب عثمان کی مخالفت کا شور و ہنگامہ مصر و عراق میں پیدا ہوا۔ یہ ایک ایسا فتنہ تھا جس نے اسلامی قوت کو سخت صدمہ پہنچایا۔ آتش فساد کسی طرح دبائے نہ دبی اور آخر ناعاقبت اندیش باغیوں نے بڑی سختی و بے رحمی کے ساتھ اُس مظلوم خلیفہ کو گھر میں گھس کے پیاسا شہید کیا۔ افسوس کہ باہمی خونریزی کے لیے اس وقت جو تلوار چلی تھی پھر نہ رُکی۔ اور ہزارہا بلکہ لاکھوں پاک۔ مقدس اور قیمتی جانیں اسی کی نذر ہوئیں۔

حضرت علیؓ کی خلافت ۳۵ھ سے ۴۰ھ تک

جناب عثمان کی شہادت کے بعد مسند خلافت نے ۳۵ھ کے آخر ایام میں ابن عم مصطفےٰ علی مرتضیٰ سے رونق پائی۔ آپ نے خلیفہ ہوتے ہی حضرت عثمان کے

---

عہ ابن اثیر۔

مقرر کیے ہوئے تمام والیون کو معزول کر دیا۔ جہان ۳۶ھ کے پہلے ہی مہینے مین اور سب معزول کیے گئے عامر بھی معزول ہوئے۔ جن کے ہٹتے ہی تمام اضلاع خراسان وسیستان و کرمان مین باغیون نے سرکشی شروع کر دی اور یکایک ہر طرف آتش فساد بھڑک اُٹھی۔ جناب علی نے پے درپے والی مقرر کر کے روانہ فرمائے مگر یہ ایسا فساد تھا کہ محض انتظامی کارروائیون سے فرو ہو جاتا۔

حسکہ کا تسلط

سب پر طرہ یہ ہوا کہ ۳۶ھ مین واقعۂ جمل کے بعد جب طرفداران جناب عائشہ صدیقہ پریشان و منتشر ہوئے تو اُن مین سے حسکہ بن عتاب حبطی نے اپنی قسمت کے دگرگون ہونے کا تماشا میدان جمل مین دیکھ کے راہ فرار اختیار کی۔ حسکہ کے ساتھ چند اور بھی اُس کے ہم مذاق وہم خیال عرب شریک ہو گئے۔ جن مین عمران بن فضیل برجمی کا نام زیادہ نمایان تھا۔ ان سبھون نے مل کے ممالک مشرق کی راہ لی اور جاتے جاتے سیستان پہونچے۔ یہان والے باغی ہو چکے تھے اور اِس اسلامی سول وار اور مومنین کی باہمی خونریزیون کے زمانے مین کسی جابر عربی فوج کے آنے کی اُمید نہ تھی۔ اُن کے خلاف توقع جب ان مفرورین کا چھوٹا گروہ اُن کی سرزمین مین داخل ہوا۔ تو عربون سے مقابلہ کرنے کے گزشتہ مصائب کی تصویر اُن کی آنکھون کے سامنے پھر گئی۔ اور سبھون نے بلا تامل حسکہ کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ اِن عربی پناہ گزینون کو عمدہ بُرد ہاتھ لگی۔ فوراً شہر زرنج پر قبضہ کر لیا۔ اور تمام علاقہ سیستان پر متصرف ہو کے آزادی سے ایک چھوٹی بادشاہی کے مزے اُٹھانے لگے۔

اُس کے مطیع کرنے مین ناکامی

حضرت علی کو خبر ہوئی تو آپ نے عبدالرحمن بن جُرو طائی کو روانہ کیا کہ حسکہ وغیرہ کو اُن کی دستبُرد پر سزا دین۔ مگر معاملہ دگرگون ہوا۔ عبدالرحمن جو مجرمون کو سزا دینے آئے تھے مقابلے مین خود ہی مارے گئے۔ اور اُن کی فوج کو شکست دے کے حسکہ نے اور بھی قوت کے ساتھ سیستان پر حکومت کرنا شروع کی۔ حضرت علی نے یہ خبر سُنی تو پریشان ہوئے اور عبداللہ بن عباس کو جو والی بصرہ تھے لکھا کہ کسی بہادر افسر کو چار ہزار فوج پر سردار مقرر کر کے سیستان روانہ کرو تاکہ حسکہ وغیرہ کو کافی سزا ملے اور سیستان اُن لوگون کے تسلط سے آزاد ہو۔ ابن عباس نے

ربعی بن کاس

ربعی بن کاس عنبری کو چار ہزار آدمیون کے ساتھ روانہ کیا۔ اِن کے ہمراہ

حسکہ کا قطع قمع

حقیقین بن ابی المزعنبری نے بھی سیستان کی راہ لی جو ایک زبردست سپاہی تھے۔ یہ فوج پہونچی تو خسکہ نے تندیج سے نکل کے پھر مقابلہ کیا۔ مگر اب اُس کی حکومت کا زمانہ پورا ہو گیا تھا خسکہ نے میدان جنگ مین اپنی جان بہادران مرتضوی کی تلوارون کی نذر کی اور دیگر ہمراہی بھی اکثر مارے گئے۔ اور جو باقی تھے منتشر ہو گئے ؏

ایک اور حملہ

اِس عہد مین سندھ پر ایک مستقل اور سخت حملہ کیا گیا۔ اور یہی پہلا حملہ ہے جو خشکی کی طرف سے خاص سرزمین سندھ پر ہوا تھا۔ اور در اصل یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جناب امیر کے زمانے سے اس کمی کو بالکل دور کر دیتا ہے کہ اُن کے عہد مین کسی غیر ملک پر جہاد نہین ہوا۔ یہ حملہ اِس طریقے سے ہوا کہ تغار بن فعیر Taghar-bin Zair حدود ہند پر فوج کشی کرنے کے لیے مامور کیے گئے۔ اُن کے ہمراہ ناموراور شریف عربون کی ایک منتخب اور بکارآمد جماعت تھی جس مین حارث بن مرہ عبدی بھی تھے۔ حارث نہایت ہی تجربہ کار اور سربرآوردہ لوگون مین تھے۔

اِس فوج نے اپنے ضروری سامان فراہم کرکے ۳۸ھ کے آخر مین بھرج اور کوہ پایہ کے راستے سے ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ یہ لوگ برابر کامیابی کے پھریرے اُڑاتے ہوئے جا کے کوہستان قیقان پر حملہ آور ہوئے۔ یہان دشمنون سے ایک سخت مقابلہ کی نوبت آئی۔ اس لیے کہ تقریباً بیس ہزار قیقانی کوہستانیون کی فوج اِن کی مزاحم ہوئی جس نے تمام درّون اور راستون کو روک لیا۔ عربون نے اپنے

ہیبت تکبیر

حملے مین اس زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا کہ یہ غیر معمولی اور ہیبت ناک آواز پہاڑون مین گونج اُٹھی۔ اور قیقانیون کے کلیجے دہل گئے۔ بعض تو گھبرا کے مسلمانون کے پاس چلے آئے اور مسلمان ہو گئے۔ اور باقی ماندہ لوگون نے راہ فرار اختیار کی۔ اس طرح مسلمانون نے غلبہ حاصل کرکے خوب اچھی طرح لوٹا مارا اور بامراد کامیاب واپس آئے۔ رعایاے ہند مین سے لوگون کو اُنھون نے اس کثرت سے گرفتار کیا تھا کہ کہتے ہین ایک دن مین ایک ہزار لونڈی غلام اپنے دوستون اور سپاہیون مین تقسیم کر دیے ؎

مگر اِس کامیابی نے کچھ ایسا حوصلہ بڑھا دیا تھا کہ حارث بن مرۂ عبدی نے

---

؏ ابن اثیر ؎ ترجمہ چچ نامہ و فتوح البلدان۔

ایک سخت ناکامی۔

پھر حملہ کیا اور اس حملے مین قسمت اُنھین واپس لانے کے لیے نہین بلکہ خاک ہند کے سپرد کرنے کے لیے لے گئی تھی۔ دوسرے حملے مین جبکہ وہ بلاد قیقان پر حملہ آور تھے خبر آئی کہ جناب امیر المومنین علیؑ نے شربت شہادت پیا۔ اور جناب سبط اکبر کی رضامندی سے معاویہ بن ابی سفیان خلیفہ ہوئے۔ اس امر نے حارث کو یونہین افسردہ دل کر دیا تھا کہ یکایک ۴۲ھ مین کچھ ایسی اُفتاد پڑی کہ سرحد خراسان کے قریب ایک سخت اور جانبازی کی لڑائی لڑتے ہوئے مع اپنے رفقا کے خاک قیقان مین شہید ہوئے۔ ہمراہیون مین سے بھی کم آدمی بچے ورنہ سب کے سب نذر اجل ہو گئے۔ یہ واقعہ جناب معاویہ کے عہد کا ہے۔ مگر ہم نے حارث کے حالات کے سلسلے مین بیان کر دیا تاکہ پھر ہمین ان کا تذکرہ دوبارہ نہ چھیڑنا پڑے۔

پھر بغاوت

سیستان پر اگرچہ حسکہ کو قتل کر کے ربعی عنبری نے پورا قبضہ کر لیا تھا مگر چند ہی روز بعد وہان کے لوگون نے حسب عادت پھر سر تابی کی۔ اور سیستان پر کیا منحصر ہے کرمان وغیرہ مین بھی علم بغاوت بلند ہو گیا۔ حضرت علی نے لوگون سے مشورہ کیا کہ ان ممالک کے لوگ اپنی شورہ پشتی سے کسی طرح باز نہین آتے ان کا کیا انتظام کیا جائے۔ جاریہ بن قدامہ نے راے دی کہ آپ زیاد کو اس کام کا ذمہ دار کیجیے وہ بہت ہی ہوشیار اور لائق شخص ہے اگر یہ ممالک اُس کے ہاتھ مین دے دیے گئے تو اُمید ہے کہ کل معاملات کا انتظام بوجہ احسن ہو جائے گا۔ حضرت علی نے اس راے پر عمل کر کے ۳۹ھ مین زیاد کو والی خراسان مقرر کیا۔ اور ان تمام ملکون کی حکومت بھی اُسی کے ہاتھ مین دے دی۔

زیاد کی ولایت۔

زیاد در اصل ایک لائق شخص تھا۔ اور سچ پوچھیے تو اُس عہد کے پولٹیشنون (علم سیاست مدن جاننے والون) مین اول درجہ رکھتا تھا۔ اس نے تمام انتظامات نہایت شائستگی سے کر لیے۔ بغاوت کرنے والے گروہون مین باہمی اختلاف پیدا کر کے مصداق انگریزی مثل "ڈیوائڈ اینڈ کانکر" (باہم پھوٹ ڈلواؤ اور فتحیاب ہو) سب کو کمزور کر کے اپنا مطیع بنا لیا۔ اسی وقت پہلے پہل

عہ فتوح البلدان۔

حضرت علی نے زیاد کے نام کو اُبھارا اور اسی زمانے مین اُسے موقع ملا کہ اپنے آپ کو ایک منتظم اور لائق والی ملک ثابت کرے۔ مگر افسوس کہ اُس کی ترقی کی بنا خود جناب علی مرتضیٰ کے ہاتھ سے پڑی جن کی نسل کو اُس کے اور اُسکی نسل کے ہاتھون سے بڑے بڑے مصائب اُٹھانا پڑے۔ اور اکثر یادگاران خاندان نبوت کا خاتمہ زیاد ہی کی اولاد کے ہاتھ سے ہوا۔ اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک کاٹ کے اِسی زیاد کے بیٹے کے سامنے رکھا گیا۔

حضرت امام حسن کی خلافت سنہ ۴۰ھ سے سنہ ۴۱ھ تک

سنہ ۴۰ھ مین ابن ملجم کے کاری زخم نے جناب علی مرتضیٰ کا کام تمام کیا۔ جناب سبط اکبر امام حسن رض خلیفہ ہوئے۔ مگر جب آپ نے دیکھا کہ ساری دُنیاے اسلام فتنہ و فساد سے بھری ہوئی ہے اور جناب معاویہ نے علے رؤس الاشہاد اپنے آپ کو خلیفہ رسول اللہ اور امیر المومنین کہلانا شروع کر دیا یہی نہین بلکہ شامی فوجین مقابلے کو بھی روانہ ہوگئین تو آپ نے نہایت ہی نیک نفسی سے اُس خلافت پر جو ایک دُنیاوی سلطنت ہوگئی تھی لات ماری۔ جناب معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور خود اپنے گوشہ عزلت مین جا بیٹھے۔

معاویہ کی خلافت سنہ ۴۱ھ سے سنہ ۶۰ھ تک

جناب معاویہ خلیفہ ہوئے اور بلا استثناء ساری دُنیاے اسلام کی باگ اُن کے ہاتھ مین آگئی۔ اِس عہد مین سب کے پہلے یہی کوشش شروع ہوئی کہ جس طرح حضرت علی کے عہد مین مختلف ملکون کی حکومت پر سے بنی اُمیہ ہٹا کے بنی ہاشم مقرر کیے گئے تھے اُسی طرح اب اُس کے خلاف پھر بنی اُمیہ جا بجا والی مقرر کیے جائین۔ ولایت بصرہ کا عہدہ عبد اللہ بن عباس کے ہاتھ سے لے لیا گیا اور تجویز ہونے لگی کہ اُن کی جگہ کون مقرر کیا جائے۔ جناب معاویہ اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو مقرر کرنا چاہتے تھے مگر عبد اللہ بن عامر نے جو جناب عثمان ذی النورین کے عہد مین ایک زمانے تک والی بصرہ رہے مصر ہوئے کہ مجھے مقرر ہونا چاہیے اور کہا اگر مین نہ معین کیا گیا تو میرا بڑا نقصان ہو جائے گا۔ جناب معاویہ نے منظور کیا اور ابن عامر کو دوبارہ اُن تمام ملکون کی حکومت حاصل ہو گئی جو بصرہ سے لے کے دولت اسلام کی انتہائی مشرقی حدون تک پھیلے ہوئے تھے

عبد اللہ بن عامر کی دوبارہ حکومت

عبداللہ بن عامر نے والی ہوتے ہی راشد بن عمر کو حدود ہند پر روانہ کیا
جنھون نے تاخت و تاراج کر کے تمام بلاد مین ایک زلزلہ پیدا کر دیا۔ اور لوٹ مار کے
بہت کچھ مال و اسباب کے ساتھ واپس آ گئے؏

معتبر زریعون سے بیان کیا گیا ہے کہ ۴۲ھ مین عین اُسی سال جب کہ
حارث بن مرۃ عبدی خاک قیقان مین شہید ہوئے تھے ایک اور عربی شہسوار عبدالرحمن
نے سندھ پر حملہ کیا؏۲ لیکن غالباً یہ غلطی ہے اِس لیے کہ اِس کے دو برس بعد عبدالرحمن
بن ہمزہ کی فوج کے نامور افسر مہلب نے کابل کی طرف سے سر نکال کے جو حملہ شمالی
اضلاع سندھ پر کیا یہ اُسی سے مُراد ہے۔ غالباً سنہ کے قائم کرنے مین غلطی ہو گئی
ہے اور دو برس پہلے سمجھ لیا گیا۔

اب پھر عبداللہ بن عامر نے جو دیکھا تو سیستان مین علم بغاوت بلند تھا
جس مستعدی سے اُنھون نے جناب عثمان کے عہد مین یہان کے باغیون کی سرکوبی
کی تھی اُسی مستعدی سے اب پھر متوجہ ہوئے لہذا اب جس گرمی و جوش سے ولایت بصرہ
کی باگ اُنھون نے دوبارہ اپنے ہاتھ مین لی تھی اُسی طرح عبدالرحمن بن سمرہ کو بھی اُنھون
نے دوبارہ والی سیستان مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابن سمرہ نے ۴۳ھ مین سیستان
کی راہ لی۔ پہلی لڑائیون نے اِس ملک کے حالات سے اُنھین خوب واقف کر دیا تھا
سیستان کی حدون مین داخل ہوتے ہی اِس تیزی سے بڑھے کہ باغیون اور
مرتدون کا قلع و قمع کرتے ہوئے برابر کابل کی دیوارون کے نیچے تک چلے گئے۔ راستے
مین جو شہر پڑا فوراً فتح ہو گیا۔ اہل کابل کے تیور جب بُرے نظر آئے اور فاتحون نے
شہر کے پھاٹک بند پائے تو محاصرہ کر لیا۔ اور چارون طرف منجنیقین قائم کر دین۔ اِن
پُرانے زمانے کی بکار آمد جنگی کلون نے شہر پناہ کو ایک طرف توڑ کے بڑا بھاری
رخنہ کر دیا۔ اُس وقت اہل شہر نے بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا۔ مگر مسلمان لڑتے ہوئے
شہر مین داخل ہو گئے تو کابلیون نے سر اطاعت جھکایا۔ کابل کا انتظام کر کے عرب
آگے بڑھے شہر بُست پر حملہ کیا اور فتح کر لیا۔ پھر رزان کا رُخ کیا۔ یہان کے لوگ
عربون کی آمد سنتے ہی شہر چھوڑ کے بھاگ گئے۔ مجاہدین نے رزان سے بچاو نز

؏ دول الاسلام ذہبی۔ ؏۲ تاریخ یافعی

کر کے خشنات پر حملہ کیا اور اہل خشنات نے بے لڑے اطاعت قبول کر لی۔

عبد الرحمن بن سمرہ نے خشنات سے بڑھ کے رخج والون کو پسپا کیا اور اُن کے شہر پر قبضہ کر کے آگے قدم بڑھایا۔ یہان سے بڑھ کے زابلستان مین داخل ہوئے جس سے علاقۂ غزنہ مُراد ہے۔ اِس علاقے کے تمام مقامات کو اپنا مطیع و منقاد بنا کے کابل واپس آئے۔ کابل والے اتنے ہی دنون مین سرکشی پر آمادہ ہو گئے تھے اُنھون نے مقابلہ کیا تو مسلمانون نے پھر بہادری سے شکست دی۔ اور کابل مین اپنی حکومت قائم رکھنے کا انتظام کر کے عبد الرحمن بن سمرہ بصرہ مین واپس آئے جہان چند سال تک اپنی زندگی بُڑھاپے کے سکوت مین بسر کر کے ۵۰ھ مین واصل بہ حق ہوئے[عہ]۔

ابن سوار عبدی کا حملہ۔ اسی ۴۳ھ مین اور بعض کے نزدیک ۴۲ھ[عہ۵] مین عبد اللہ بن عامر نے عبد اللہ بن سوار عبدی کو سواحل سندھ پر بھیجا۔ ابن سوار مذکور نے بڑھ کے قیقان پر حملہ کیا اور اُس سرزمین کی پرخاش جُو قومون کو شکست دے کے مال غنیمت حاصل کیا۔ قیقان مین اپنے سخت حملون سے ایک زلزلہ پیدا کر کے وہ جناب معاویہ کے دربار مین واپس گئے اور بارگاہ خلافت مین قیقانی گھوڑے پیش کش کر کے سرخرو ہوئے۔

اور شہادت۔ دار الخلافت دمشق مین چند روز مقیم رہ کے پھر خاک قیقان کی راہ لی۔ لیکن افسوس اب کی اُنھین حوصلہ مندی نہین موت لائی تھی۔ آتے ہی ترکی گروہون سے مقابلہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبد اللہ بن سوار ارض قیقان ہی مین پیوند زمین ہوئے۔ اور ان کے ساتھ قریب قریب اُن کے تمام ہمراہیون نے شربت شہادت پیا۔

چچ نامہ کے مصنف نے جو لکھا ہے کہ معاویہ نے عبد اللہ بن سوار کو چار ہزار

---

عہ۵ ابن اثیر۔

عہ۵ ایلیٹ نے بحوالۂ چچ نامہ ۴۶ھ قائم کیا ہے۔ ابن اثیر ۴۳ھ اور ابن خلدون ۴۲ھ بتاتے ہین مگر ۴۶ھ بالکل غلط ہے اس لیے کہ عبد اللہ بن عامر جن کی طرف سے یہ تقرر ہوا ۴۴ھ ہی مین ولایت بصرہ سے معزول کر دیے گئے تھے۔

سواروں پر سردار مقرر کرکے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ "تم جا کے سندھ کی حکومت اپنے ہاتھ مین لو۔ وہاں جو کوہستان قیقان کے نام سے مشہور ہے اُسمین نہایت عمدہ اور پورے قد و قامت کے گھوڑے ہوتے ہین۔ اس سے پیشتر بھی وہ گھوڑے مال غنیمت مین میرے پاس آچکے ہین۔ لیکن وہاں کے لوگ بڑے شریر ہین اور اپنے کوہستانی دروں کے باعث ہمیشہ سرکشی کے پاداش سے بچ جایا کرتے ہین۔" یہ غالباً عبد اللہ بن سوار کے دوسرے سفر سے متعلق ہے۔ گو جناب معاویہ کے بیان مین ایسے الفاظ ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا عبد اللہ بن سوار کو پہلے پہل روانہ کر رہے ہین۔ لیکن یہ الفاظ شاید ناواقف مورخین کے ذاتی تصرف سے پیدا ہو گئے۔ انھین ابن سوار کی مدح مین شاعر کہتا ہے۔ اور فیاضی

وابنُ سوارٍ علے عدّاتہ مُوقِدُ النار وقتّالُ السَّغبُ

(اور ابن سوار جو فوج کشی کے وقت ہمیشہ اپنا باورچی خانہ گرم رکھتا تھا اور بھوکوں کو تہ تیغ کرتا تھا۔ یعنے اپنی فوج کو سیر رکھتا تھا اور دشمن بھوکے ہوتے تھے) یہ شخص بڑا فیاض تھا۔ اُس کے لشکر مین کسی کو چولھا گرم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ ایک دن اتفاقاً اُس نے لشکرگاہ مین کہین آگ جلتے دیکھی تو پوچھا یہ کون چولھا گرم کر رہا ہے۔ لوگوں نے کہا ایک عورت کو زچگی ہوئی ہے۔ اپنے لیے خبیص (ایک مزے دار غذا جو خرمے اور گھی سے پکائی جاتی ہے) تیار کر رہی ہے۔ حکم دے دیا کہ تین دن تک تمام لوگوں کو خبیص ہی کھلایا جائے۔[۵]

مہلب کا حملہ ۴۴ھ مین مہلب بن ابی صفرہ نے جو عبد الرحمن بن سمرہ کی فوج کا ایک نامور سردار فوج تھا ہندوستان کا جہاد کیا۔ یہ حملہ نہ دریا کی طرف سے تھا اور نہ مکران کی طرف سے بلکہ یہ نیا راستہ تھا جس کو مسلمانوں نے پہلے پہل پایا۔ اگرچہ بعد غزنوی وغیرہ دیگر سلاطین اسلام نے اسی سڑک سے آکے حملے کیے مگر قدیم مسلمانان عرب مین سے کسی سپہ سالار نے اُدھر کا رُخ نہین کیا تھا ہمیشہ لوگ کابل تک آئے مگر آگے پہاڑوں کی مُہیب پیچیدگیوں نے ایسا خوف دلایا کہ مشرق کی طرف کسی کو آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ مہلب نے اِن کوہستانی

[۵] بلاذری۔

فلسمون کو توڑ کے پنجاب کے میدان مین قدم رکھا جو اُن دنون سندھ ہی مین شامل سمجھا جاتا تھا۔

لاہور اور ملتان

مُہلّب نے خلافت سے اجازت پاتے ہی اپنے گھوڑے کو مشرق کی طرف بڑھایا اور کابل و پشاور کے درمیانی درّون سے سر نکال کے ہند اور لاہور پر سخت حملہ کیا۔ ملتان اور کابل کے درمیانی علاقے کو اُس نے ایک ہی تاخت مین اپنی شمشیر خاراشگاف کے خوف سے ہلا دیا۔ دشمن سے شہر قندابیل کے قریب مقابلہ ہوا۔ اور مُہلّب نے نہایت ہی جان بازی سے حملہ آوریان کر کے زک دے دی۔ اور خوب مال و اسباب لے کے نیک نامی و سُرخروئی کے ساتھ واپس جانے لگا۔

ہندوستان کی موجودہ انگریزی و اُردو تاریخین جن پر فی الحال بھروسہ کر لیا گیا ہے اُن کو صرف مسلمانون کے اِسی حملے کا حال معلوم ہو سکا اور اِس سے پہلے ہندوستان و سندھ پر جو فوج کشیان کی گئین اُن تک کسی کی نظر نہ پہونچ سکی۔ افسوس کہ عربی کتابون پر کسی کی نظر نہ پڑی جو اسلامی تاریخ کے تمام عہدون کو اور خصوص ابتدائی صدیون کے حالات کو خوب فصاحت اور نہایت صحت کے ساتھ بتا رہی ہین۔

مسلمانون مین گھوڑون کی دُمین کاٹنے کی ابتدا

اِسی زمانے مین مُہلّب جب ہندوستان سے واپس چلا تو ارض قیقان مین پہونچ کے اٹھارہ تُرکی سوارون سے دوچار ہوا۔ یہ تُرک باوجود کمی تعداد کے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور آخر سب کے سب جوانانِ عرب کی تلوارون کا لقمہ ہوئے۔ اِن تُرکون کے گھوڑون کے عیال اور دُمین کٹی ہوئی تھین مُہلّب کو یہ وضع پسند آگئی اور بولا "یہ عجمی ہم سے زیادہ اِس بات کے مستحق نہین ہین کہ اپنے گھوڑون کے عیال اور دُمین کاٹین"۔ یہ کہہ کے اُس نے اپنے اور اپنی فوج کے تمام گھوڑون کے عیال اور دُمین کاٹ ڈالین۔ اِسی وجہ سے کہتے ہین کہ اسلام مین مُہلّب پہلا شخص ہے جس نے گھوڑون کے لیے یہ وضع اختیار کی اِس مہم مین سندھ کی لڑائی کا منظر ازدی اپنے ایک شعر مین کیا خوب دکھاتا ہے۔ کہتا ہے ؎

الم تران الازد لیلۃ بیتوا ۔ بہ بنتہ کانوا خیر جیش المہلب

عہ ابن اثیر۔ عہ بلاذری۔

(کیا تم نے قبیلۂ ازد کے جوانون کو اُس رات نہین دیکھا جب اُنھون نے شہر نبۃ مین پڑاؤ ڈالا تھا کہ مُہلّب کی ساری فوج مین وہی اچھے نظر آتے تھے)

مُہلّب کا حملہ کابل کی طرف سے تھا مگر سندھ کا راستہ بالکل جُداگانہ تھا۔ وہان عبد اللہ بن سوار کے شہید ہونے کے بعد جو انتظام کیا گیا اُس سے مُہلّب کو کوئی تعلق نہین۔ جب عبد اللہ کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو اُن کی جگہ سندھ پر زیاد بن ابی سفیان نے سنان بن سلمہ بن محبّق ہذلی کو روانہ کیا۔ یہ شخص عالم و فاضل اور خدا پرست تھا۔ کہتے مین یہ پہلا شخص ہے جس نے فوج والون کو طلاق کی قسم دلائی۔ سنان سواحل پر آیا۔ مکران کو جوہر شجاعت دکھا کے فتح کیا۔ اُس کی آبادی و رونق مین ترقی دلائی۔ چند روز قیام کر کے وہان کے شہرون کی سرسبزی کا عمدہ انتظام کیا۔ اِسی شخص کے بارے مین شاعر کہتا ہے۔

سنان بن سلمہ کا حملہ۔

رائیت ہذیلاً احدثت فی یمینہا ۔۔۔ طلاق نسائہ ما یسوق لہا مہراً

لہان علی حلفۃ ابن محبق ۔۔۔ اذا رفعت اعناقہا حلقاً صُفراً

(مین نے ہذیل والون کو دیکھا کہ اُنھون نے اپنی قسم مین بے مہر ادا کیے جورؤن کو طلاق دے دینے کی قسم کی نئی بدعت ایجاد کی مگر مجھے ابن محبق کی قسم آسان ہے جب کہ عورتین گردنین اُٹھا اُٹھا کے سونے کی بالیان[1] کھائین)

ابن کلبی کا بیان ہے کہ مکران کو اس سے پیشتر حکیم بن جبلہ عبدی فتح کر چکا تھا[1]۔ لیکن ممکن ہے کہ سنان بن سلمہ نے اُس کو دوبارہ فتح کیا ہو۔ عرب کی فتوحات کا حال جن لوگون نے تفصیل سے دیکھا ہے اُن کے نزدیک یہ امر بہت ہی قرین قیاس ہوگا۔ اس لیے کہ عرب نے ہمیشہ اکثر شہرون کو متعدد دفعہ فتح کیا ہے۔ جس کی وجہ سوا اُن کی رحمدلی کے اور کوئی نہین ہوسکتی۔ اس لیے کہ فتح کر کے لوگون پر وہ اتنا تشدد کبھی نہ کرتے تھے جتنے تشدد کی ایک فاتح کو ضرورت ہوتی ہے۔

اِس کے بعد زیاد نے سواحل ہند پر راشد بن عمرو جُدیدی ازدی کو

راشد ازدی کی مہم۔

---

[1] بلاذری۔

روانہ کیا۔ راشد بن عمرو جدیدی عرب کے بہت ہی شریف خاندان سے تھا اور اس کے ساتھ ذاتی لیاقت اور خوبیوں سے بھی آراستہ تھا۔ کم سنی ہی مین اُس نے شجاعت کے جوہر بھی دکھا دیے تھے۔ جب زیاد نے سنان بن سلمہ کو معزول کرنا چاہا ہے گن وزون اتفاقاً یہ شریف النفس بہادر معاویہ کے دربار مین پیش کیا گیا اور اُس کے تمام اوصاف ظاہر کیے گئے۔ معاویہ نے ان اوصاف پر اُس کی یہان تک قدر کی کہ اپنے برابر سریر خلافت پر بٹھا لیا۔ اس کے بعد تمام افسران فوج کی طرف مخاطب ہو کے کہا یہ ایک بے مثل شخص ہے۔ تم سب لوگون کو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرو اور اسے معرکۂ کارزار مین تن تنہا نہ چھوڑ دو۔" یہ کہہ کے راشد کو مکران کی طرف روانہ کیا کہ مہم سندھ کا کام سنان بن سلمہ کی جگہ سرانجام دے۔

سندھ مین اُسکا ورود۔

اس کے ساتھ ہی جناب معاویہ نے سنان کو لکھا کہ مین نے راشد کو روانہ کیا ہے۔ یہ پہونچین تو تم سڑک تک آ کے ان کا استقبال کرو۔ اور ہند و سندھ کے تمام حالات سے انھین آگاہ کر دو۔ راشد مکران کے قریب پہونچا تو سنان نے حسب الحکم اُس کا خیر مقدم ادا کیا۔ پھر اُس کی اطاعت کی اور تمام معاملات سے اُسے واقف کر دیا۔ اُن تمام حالات سے واقفیت حاصل کر کے راشد نے سرحدی بلاد پر فوج کشی شروع کی۔ کوہ پایہ والون سے خراج وصول کر کے قیقان پر حملہ کیا۔ وہان سے موجودہ اور آیندہ دو سال کا خراج وصول کر کے بہت سا مال غنیمت اور لونڈی غلام فراہم کیے ایک برس کے قیام مین یہ سب کارروائیان کر کے وہ براہ سیوستان واپس روانہ ہوا سندر اور بہنج پہاڑیون تک پہونچا تھا کہ کوہستانی لوگون نے جو میدکہلاتے تھے ایک

اور شہادت۔

پچاس ہزار آدمیون کے گروہ سے آ کے مقابلہ کیا۔ صبح سے شام تک لڑائی رہی اور آخر وقت راشد مارا گیا۔ تب مجبوراً سنان بن سلمہ نے افسری فوج کی باگ اپنے ہاتھ مین

ولایت سنان

لی۔ زیاد کو یہ خبر پہونچی تو اُس نے اپنی طرف سے بھی سواحل پہ سنان ہی کو مامور کر دیا۔ سنان دو سال تک وہین مقیم رہا۔ اُسی زمانے مین الحشی ہمدانی نے مکران کی شان مین یہ اشعار کہے ہین۔

وانت تسیر الی مکران ۔۔۔ فقد شحط الورود والمصدر

عہ بلاذری ۔ عہ چچ نامہ ۔ سہ بلاذری

ولم تک حاجتی مکران ولا الغزو فیھا ولا المتجر

(اور تو (اسکی طرف خطاب ہے) مکران جاتا ہے۔ فرودگاہ اور وطن مین بڑا فاصلہ ہوگیا۔ اسے مکران مجھے کچھ تیری حاجت نہ تھی جس مین نہ جہاد ہے نہ تجارت ہے)

وحدثت عنھا ولم آتھا فما زلت من ذکرھا اذخر

بان الکثیر بھا جائع وان القلیل بھا معوز

(اور مین نے اُس کا حال سُنا تھا وہان آیا نہ تھا۔ اور ہمیشہ اُس کے ذکر سے بھاگتا تھا۔ اس لیے کہ وہان اکثر لوگ تو بھوکے ہین اور بعض مقامات وہان کے خوفناک ہین)

اب بالاستقلال حکومت مکران و سرحد سندھ حاصل کرکے سنان نے اپنی کارگزاریون کے عمدہ نمونے دکھائے۔ قیقان پر حملہ کرکے اُس نے بڑی فتحمندی حاصل کی۔ اور کئی جدید اضلاع کو اپنے قبضے مین کرلیا۔ اور آخر فتوحات حاصل کرتا ہوا مقام بدھا مین پہونچا جہان عین معرکۂ کارزار مین نہایت ہی بے رحمیون کے ساتھ مارا گیا۔ اور اُن لوگون کا محسود ہوا جو ایسی موت کو سب سے اعلے شہادت تسلیم کرتے تھے۔[۱] اُسکی شہادت

معاویہ کے آخر عہد ۵۹ھ مین خود زیاد کے بیٹے عباد نے براہ سیستان سواحل سند پر جہاد کیا۔ کوچ کرتا ہوا سناروذ پہونچا۔ پھر علاقۂ رودبار سے گزر کے جو ارض سیستان مین ہے ہندمند (ہلمند) کی راہ لی۔ بڑھ کے کش پر خیمہ انداز ہوا۔ اور وہان سے قطع مسافت کرتا ہوا قندھار پر جا پڑا۔ قندھار والون نے جوانمردی سے مقابلہ کیا لیکن عباد نے اُن کو شکست دی۔ اپنی تلوار سے اُن کا مُنہ پھیر دیا۔ اور چند قیمتی مسلمانون کی جانین نذر کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ ابن مفرغ شاعر جو اس سفر مین

---

عہ[۱] چچ نامہ۔

عہ[۲] عباد بن زیاد اور ابن مفرغ کا حال جو ابن اثیر مین مذکور ہے اُس کا یہان بیان کردینا خالی از لطف اور بے موقع نہ ہوگا۔ عباد کے ہمراہ اُس عہد کا مشہور بامذاق شاعر یزید بن مفرغ حمیری بھی تھا۔ اتفاقاً راستے مین چارے کا قحط پڑ گیا۔ اور گھوڑون کو نہایت تکلیف ہونے لگی۔ بامذاق شاعر کو طبع آزمائی کا موقع ملا۔ اُس نے ایک شعر تصنیف کیا جو فوراً

اُس کے ہمراہ رکاب تھا شہدائے قندھار کے مرثیہ اور اپنے درد دل کے
متعلق کہتا ہے۔

کم بالجروم وارض الہند من قدم ۔۔۔ ومن سرابیک قتلی لا ہم قبروا
بقندھار ومن یکتب منیتہ ۔۔۔ بقندھار یرجم دونہ الخبر

(ممالک گرم مین اور ارض ہند مین بہت سے نقش قدم ہین اور بہت سے سرہنگان قوم ہین جو شہید ہوئے اور دفن نہ کیے گئے قندھار مین۔ اور جس کی موت قندھار مین لکھی ہے بڑے بڑے پتھرون کے نیچے دبا دیا جاتا ہے اور اُس کی خبر بھی نہین پہونچ سکتی)

لیکن عباد بن زیاد کو ولایت مکران اور باضابطہ فوج کشی سندھ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ گو اپنی حملہ آوری کی رفتار مین اُس کے سوار ہندوستان کی سرزمین پر یکایک گھوڑے دوڑاتے ہوئے نکل گئے۔ سنان بن سلمہ کی شہادت کے بعد جو شخص والی مکران مقرر ہو کے فوج کشی سندھ کا ذمہ دار بنایا گیا وہ منذر بن جارود عبدی ہے۔ جس کی کنیت ابو الاشعث تھی یہ

منذر بن جارود والی مکران

ہر لشکری کی زبان پر تھا۔ وہ شعر یہ ہے۔

الا لیت اللحی کانت حشیشا ۔۔۔ فنعلفہا دواب المسلمین

(یعنے کاش کے ڈاڑھیان گھانس پھوس ہوتین کہ مسلمانون کے گھوڑے اُنھین چر چر کے پیٹ بھر لیتے) شاعر کی بدنصیبی سے خود سپہ سالار فوج عباد کی ڈاڑھی بہت لمبی تھی حاسدون کو کافی موقع ملا۔ اُنھون نے پوری طرح ذہن نشین کر دی کہ یہ شعر آپ ہی کی شان مین کہا گیا ہے۔ عباد نے غضبناک ہو کے ابن مفرغ کی گرفتاری کا حکم دیا مگر وہ اس انجام کو پیشتر سے سوچ کے بھاگ چکا تھا۔ عباد جب اُس کی گرفتاری مین زیادہ کد کرنا چاہی تو اُس نے زیاد اور سارے خاندان کی ہجو مین ایسے اشعار کہے جن سے صرف زیاد اور اُس کی نسل ہی کی توہین نہین ہوتی تھی بلکہ ابو سفیان اور خاندان بنی اُمیہ پر بھی سخت چوٹین تھین۔ اس ہجو کو بڑی شہرت ہوئی یہان تک کہ کم کوئی عربی تاریخ ہے جس کے صفحون پر وہ ہجو نہ موجود ہو۔

ع۵ بلاذری۔

ایک بہادر اور اولوالعزم شخص تھا۔ آتے ہی توقان عہ اور قیقان پر فوجکشی کی۔ اس لڑائی میں مسلمانوں نے بہت اچھی کامیابی حاصل کی۔ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اور کثرت سے لونڈی غلام اپنے وطنوں کو روانہ کیے۔ منذر بن جارود نے اس کے بعد بڑھ کر قصدار کو فتح کر لیا۔ وہان بھی بہت سے لونڈی غلام قبضے میں آئے۔ قصدار بھی اُن بلاد میں سے ہے جو مکرر فتح کیے گئے۔ سنان اس شہر کو فتح کر چکا تھا۔ مگر شہر والون نے شامت اعمال سے پھر بغاوت کر دی اور خود اپنے ہاتھون اس آفت میں دوبارہ مبتلا ہوئے جس کا مزہ ایک دفعہ چکھ چکے تھے۔ سنان نے بعد فتح قصدار وہین قیام اختیار کر لیا۔ یہان تک کہ داعی اجل نے اُسے آغوش لحد کے خواب نوشین میں سُلا دیا۔ چنانچہ شاعر اُس کے مرثیہ میں کہتا ہے عہ۔

حل لقصدار فلتحے بہا  فی القبر لم یقفل مع القافلین
للہ قصدار واعنابہا  اے فتے دنیا اجنت ودین

(قصدار میں داخل ہوا پھر جو دیکھا تو قبر میں تھا۔ مجاہدین کے ساتھ واپس نہ آیا۔ اللہ اللہ قصدار اور اُس کے وادی! کیسے جوان کو دنیا و دین سے قبر کے سپرد کر دیا)۔

منذر بن جارود کے بعد عبید اللہ بن زیاد نے جو اب اپنے باپ کی جگہ والی بصرہ تھا منذر بن حارث بن بشر کو والی سندھ مقرر کیا۔ منذر کو ایک سفر میں کچھ ایسی بدشگونی پیش آئی کہ عبید اللہ بن زیاد نے پیشین گوئی کر دی۔ منذر سندھ سے زندہ واپس نہ آئے گا۔ باوجود اس کے یہ ایسا بہادر اور نامور افسر تھا کہ ابن زیاد کو اُسے روانہ کرتے ہی بنی۔ لیکن ابن زیاد کی پیشین گوئی بالکل سچی — عہد عبیداللہ بن زیاد کا عہد سنہ ۵۳ھ تا سنہ ۶۲ھ — ولایت منذر جارود سنہ ۶۲ھ

عہ بلاذری توقان کو بوقان لکھتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ یہان کے لوگ فی الحال مسلمان ہیں۔ اور کہتا ہے کہ عمران بن موسی بن یحیے بن خالد البرمکی نے یہان ایک شہر آباد کیا ہے جس کا نام بیضا رکھا ہے۔ یہ شہر المعتصم باللہ کے عہد میں آباد کیا گیا تھا دوسرے مورخین اس نام کو توقان بتاتے ہین۔ مسٹر ایبٹ کے خیال میں اس سے مراد شہر بدھا ہے۔ عہ بلاذری۔

ثابت ہوئی اسلیے کہ منذر حدود توران تک پہونچتے ہی بیمار ہوا۔ اور اس بیماری سے کسی طرح نجات نہ ہو سکا آخر وہین پیوند زمین ہوا۔ منذر نے جس وقت داعی اجل کو لبیک کہی ہے اُس وقت اُس کا بیٹا حکم کرمان مین تھا۔ عبید اللہ بن زیاد کو جب منذر کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت متاسف ہوا اور دل مین خیال کیا کہ باوجود بدشگونی کے اُس نے میرے حکم پر عمل کر کے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ اسی خیال سے اُس نے حکم بن منذر کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا خود اُسے تین ہزار درہم بھیجے اور اُسے منذر مرحوم کی جگہ والی کرمان و سندھ مقرر کر دیا۔ حکم چھ ہی مہینہ والی مکران رہنے پایا مگر اس مدت مین بھی اُس نے اپنی لیاقت و بہادری بخوبی ظاہر کر دی۔[ع]

ولایت حکم بن منذر

حکم کے بعد ابن زیاد نے ایک دوسرے لائق و بہادر سردار ابن حری باہلی کو والی سواحل سندھ مقرر کیا۔ ابن حری کے ہاتھون خدا نے مسلمانون کو بہت سے فتوحات پر فخر کرنے کا موقع دیا۔ اُس نے خاک سندھ مین پہونچتے ہی میدان کارزار گرم کر دیا۔ سخت معرکہ آرائیان کین۔ فتحیاب ہوا۔ اور مال غنیمت حاصل کیا۔ بعض مورخین کہتے ہین کہ عبید اللہ بن زیاد نے اصل مین توسان بن سلمہ کو اس خدمت پر مامور کیا تھا مگر اُس کی طرف سے جو فوجین سندھ پر گئین اُن پر ابن حری باہلی سپہ سالار تھا۔ بہر تقدیر جو کچھ ہو فتوحات کی کنجی ابن حری ہی کے ہاتھ مین تھی۔ شاعر اسی ابن حری کی شان مین کہتا ہے[سہ]

ابن حری باہلی کی ولایت

لولا طعانی بالبوقان ما رجعت      منہ سرایا ابن حری باسلاب

(اگر بوقان مین مین اپنی نیزہ بازی کے جوہر نہ دکھاتا تو ابن حری کی فوجین مقتولون کے ہتھیار اور سامان لے کے واپس نہ آتین)۔

---

ع چچ نامہ      سہ بلاذری

# ساتوان باب

## خلافت آل مروان - فتوحات سندھ

اب وہ زمانہ آگیا کہ اسلامی خلافت کا دربار ایک بہت بڑا شاہنشاہی دربار ہوگیا اور عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوا جس نے در اصل اسلامی سلطنت کو بڑی قوت دی - کرنل ٹاڈ اپنی تاریخ راجستان مین لکھتے ہین کہ عبد الملک بن مروان کے تخت نشینی کے پہلے ہی سال یعنی ۶۵ھ مین مسلمانون نے براہ سندھ ایک چڑھائی ملک راجپوتانہ پر کی جس مین اجمیر کا راجہ مانک راؤ اپنے راج کنور کے ساتھ نذر اجل ہوا لیکن یہ واقعہ بالکل غلط ہے مسلمان اُس وقت تک سندھ کی سرحد پر صرف معمولی مشق سپہگری کر رہے تھے - یا بعض نے کبھی دریاے اٹک کے بعض سواحل کے شہرون کو لوٹ مار لیا - لیکن کسی تاریخ سے پتہ نہین چلتا کہ اُنھون نے اس وقت تک سرزمین ہند کے اندر گھسنے کا کبھی ارادہ بھی کیا - اگر اس کی ذرا بھی اصلیت ہوتی تو عربی مورخ ضرور بیان کرتے -

عبد الملک بن مروان کا عہد ۶۵ تا ۸۶ھ

خلافت عبد الملک کے دسوین سال حجاج بن یوسف ثقفی والی عراق مقرر ہوا - چونکہ سندھ وغیرہ کا تعلق حکومت عراق ہی سے تھا لہذا حجاج نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال یعنے ۷۵ھ مین سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو مکران اور سواحل سندھ کا گورنر مقرر کیا - [۱]

حجاج بن یوسف کی ولایت بصرہ - سعید حاکم مکران

ایک نامور عرب شہسوار محمد علافی جو قبیلہ بنی آسار کی ایک بچپن کی یادگار تھا جب اُسے عبد الرحمن بن اشعب کے مقابلے مین شکست ہوئی تو اُس نے پہلے تو بھاگ کے جان بچائی اور پھر پوشیدہ طور پر جا کے عبد الرحمن کو مار ڈالا - اور اپنے قبیلے کے پانسو جرار عرب ہمراہ لے کے عمان سے براہ دریا سندھ مین آکے مقیم ہوا تاکہ راجہ داہر کی پناہ مین زندگی بسر کرے - ساحل سندھ پر اُتر کے اُس نے ایک رات کو داہر کے دشمن رامل کی فوج پر اس جرأت سے اور ایسا مناسب موقع پا کے چھاپہ مارا کہ رامل کے اسی ہزار ہمراہیون کو تباہ کر دیا - بہتون کو مار ا -

---

[۱] بلاذری - [۲] ایلیٹ ہسٹری

بہتون کو گرفتار کیا۔ اِس کے علاوہ پچاس ہاتھی بہت سے گھوڑے اور بہت کچھ مال واسباب ہاتھ لگا۔ یون راجہ داہر کی خوشنودی حاصل کرکے وہ سندھ مین باطمینان رہنے لگا۔ اُس کی قوم کے اکثر آدمی چونکہ سرحد ملی ہوئی تھی اس وجہ سے اکثر مکران مین آیا کرتے تھے۔

سعید بن اسلم جب مکران مین پہونچا تو اُس نے کسی جُرم پر صفوی بن لام الحمامی کو پکڑ کے قتل کر ڈالا۔ یہ شخص علافی خاندان مین سے تھا جو عمان سے آکے سندھ مین مقیم ہوئے تھے۔ تمام گروہ علافی اس خون کا انتقام لینے کے درپے ہوگیا۔ سعید خراج وصول کرکے واپسی کے ارادے مین تھا کہ اُن لوگون نے یکایک حملہ کرکے اُسے مار ڈالا۔ اور مکران پر قابض و متصرف ہوگئے۔ حجاج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت برہم ہوا اور علافی قوم کے سرگروہ سلیمان علافی کو جو عرب مین اُس قبیلے کی سرداری کی حیثیت رکھتا ماخوذ کرکے حکم دیا کہ اُس کا سر کاٹ کے سعید کے اعزا مین بھیجا جاے تاکہ وہ اپنا دل ٹھنڈا کرین۔ اور اس کے ساتھ ہی مجاعہ بن سعر تمیمی کو مکران روانہ کیا۔ مجاعہ کا مقدمۃ الجیش عبدالرحمن بن اشعث کی سرداری مین تھا۔ علافیون نے عبدالرحمن پر حملہ کیا اور جب تک مجاعہ کو خبر ہو ہو اُسے مار ڈالا۔ پھر خیال کیا کہ عساکر خلافت سے مقابلہ کرنا خودکشی ہے۔ چنانچہ اسی خیال سے عبدالرحمن کو مارتے ہی ۸۵ھ مین سندھ بھاگ گئے۔ داہر نے اُن کو ہاتھون ہاتھ لیا۔ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اور اُنھین اپنی خدمات مین لیا۔ یہی پہلی بنا ہے جس کی وجہ سے گویا داہر نے عربون کو اپنے اوپر غصہ دلایا۔ اور اُنھین مجبور کیا کہ اُس کے مُلک کی طرف توجہ کرین۔ ورنہ اس سے پہلے مسلمانون کا ہرگز ارادہ نہ تھا کہ سندھ کو اپنے قلمرو مین شامل کرین وہ صرف پہاڑی قومون سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے تاکہ سپہگری کی عادت نہ چھوٹے ظاہر ہے کہ ابتداے زمانۂ خلافت ہی سے ممانعت کردی گئی تھی کہ مسلمان آگے نہ بڑھین۔

ع ابن اثیر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بن اسلم کا تقرر خود خلیفہ عبدالملک کے فرمان کے رو سے ہوا تھا ہان اُس کے بعد مجاعہ کو البتہ حجاج نے بطور خود معین کرکے روانہ کیا۔

اسی واقعہ کو بلاذری نے یون لکھا ہے کہ سعید جب مکران مین پہونچا تو حارث علافی کے دونون بیٹے معاویہ اور محمد اُس کے مقابلے مین آکے صف آرا ہوئے۔ یہ لوگ خلافت کے مجرم تھے۔ اور یہان حدود سندھ مین آکے باغیانہ طور پر پناہ گزین ہوئے تھے۔ سعید جب خلافت کی فوج لے کے آیا تو انھون نے ذرا بھی پروا نہ کی اور فوراً جان بازی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سعید کی زندگی تمام ہو چکی تھی وہ لڑائی مین مارا گیا۔ عساکر خلافت بے افسر و راہبر نہایت ناکامی سے واپس مین اور وہ دونون پوری طرح ان اضلاع پر متصرف ہو گئے[1]۔

حجاج کو اس حادثہ کا حال معلوم ہوا تو اُس نے طیش کھا کے ایک بہادر افسر مجاعہ بن سعر تمیمی کو سواحل مذکورہ کا حکمران مقرر کر کے روانہ کیا۔ مجاعہ نے پہونچ کے میدان جنگ گرم کیا۔ باغیون کی سرکوبی کی۔ اور اسی فتحیابی کی رَو مین بلادِ سندھ پر بھی تاخت و تاراج شروع کر دی۔ ہر طرف لوٹا مارا۔ قندابیل کے قبائل پر فتحیاب ہوا۔ اُس کو قسمت نے اُن اولوالعزمیون سے ایک ہی سال کا موقع دیا تھا کہ فرشتۂ اجل آپہونچا اور وہ پیوند زمین ہوا۔ شاعر کہتا ہے۔

مامن مشاہد کٰلنی شاہد تنا الّا یزینک ذکرہا مجاعا

(جن معرکہ ہائے جنگ مین تو نے نبرد آزمائی کی اُن مین سے جو ہے اے مجاع تیرے ذکر کو رونق بخش رہا ہے)۔

مجاعہ کے مرنے پر حجاج نے محمد بن ہرون بن ذراع نمری کو مامور کیا[2]۔ اس والی کا تقرر ولید کی خلافت سے ذرا پہلے ہو اتھا۔ لیکن اُس کی تمام کارگزاریان چونکہ ولید بن عبدالملک کے عہد مین ظہور پذیر ہوئین لہذا ہم نے اُس کا تذکرہ اِس موقع پر کر دیا۔

محمد بن ہرون کو بالتخصیص ہدایت کی گئی تھی کہ جہان تک اُس کے امکان مین ہو علافی خاندان والون کو ماخوذ کرے اور اُن کی جستجو مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ تاکہ سعید کے خون کا پورا پورا انتقام ہو جائے۔ ابن ہرون نے سلطنت[3] مین ایک علافی شخص کو پکڑ لیا جو فوراً خلیفہ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ اور اُس کا سر

[1] بلاذری [2] بلاذری [3] بلاذری

حجاج کے پاس روانہ کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک خط مین حجاج سے ابن ہرون نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میری زندگی اور قسمت یاوری پر ہے تو اس قبیلے کے تمام لوگون کو ماخوذ کرکے روانہ کرون گا۔

حملۂ عرب کی اصل بنیاد

غرض ابن ہرون برابر پانچ برس تک جنگلون اور وادیون کے فتح اور مغلوب کرنے مین مشغول رہا۔ محمد بن ہرون جن دنون سواحل سندھ پر حکومت کر رہا تھا اُن دنون ایک عجیب اتفاق پیش آیا جو در اصل عربی فتوحات کے طوفان کو حرکت مین لانے والا تھا۔ جزیرۂ سراندیپ کو اُن دنون جزیرۂ یاقوت کہتے تھے۔ وہان کے راجہ نے چونکہ اُس کی قلمرو مین عربی تاجرون کی آمد و رفت زیادہ تھی اور اکثر مسلمان تاجر مع اہل و عیال کے وہان سکونت پذیر رہا کرتے تھے دربار خلافت سے تعلقات پیدا کرنا چاہے کچھ اسکے علاقے مین پیوند خاک ہوئے۔ جن کی یتیم لڑکیان بے والی و وارث وہان پڑی تھین۔ راجہ کو حجاج کے دربار مین تقرب حاصل کرنے کا عمدہ موقع ملا اُس نے اُن لڑکیون کو عزت سے مع تحف و ہدایا کے جہازون پر سوار کرکے کوفہ کی طرف روانہ کیا جن پر کچھ حاجی بھی تھے۔ جہاز اُن دنون طوفان وغیرہ کے خوف سے کنارے ہی کنارے اور خشکی سے ملے ہوئے جایا کرتے تھے۔ جب یہ جہاز سواحل سندھ پر پہونچے تو دیبل کے مید لوگون مین سے بعض دریائی لوٹیرون نے چھوٹی چھوٹی کشتیون سے جا کے اُن جہازون کو گھیر لیا۔ تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور اُن لڑکیون کو پکڑ لے گئے۔ اتفاقاً گرفتار ہوتے وقت ایک لڑکی بے تحاشا چلا اُٹھی "اے حجاج!" اس واقعہ کی خبر لوگون نے جب حجاج سے بیان کی اور اُس لڑکی کا دشمنون کے ہاتھ مین پڑتے وقت "اے حجاج!" کہنا جب اُس کے گوش گزار ہوا تو اُس کے دل پر ایسا عجیب اثر ہوا کہ جوش مین آکے بے اختیار کہہ اُٹھا "ہان مین آیا"۔

غرض اس واقعہ نے حجاج کو انتہا سے زیادہ برہم کر دیا۔ لیکن چونکہ ایک بڑی لڑائی بغیر منظوری خلیفہ کے نہین چھیڑ سکتا تھا خلیفہ ولید کے دربار سے درخواست کی کہ مجھے ملک سندھ پر مستقل فوج کشی کی اجازت دی جائے اور وعدہ کرتا ہون کہ خزانے سے جتنا روپیہ اس مہم مین صرف کرون گا اُس کا دونا داخل خزانہ کرونگا

عہ چچ نامہ عہ بلاذری

مگر خلیفہ نے یہ جواب دیا " یہ مہم بہت بڑی ہے ۔ مصارف بہت زیادہ ہون گے اور مین مسلمانون کی جانین خطرے مین ڈالنا نہین پسند کرتا " حجاج کو اس پر بھی صبر نہ آیا اور اُس نے دوسری عرضی بھیجی اور جو آدمی اپنی طرف سے روانہ کیا وہ ایسا ہوشیار تھا کہ ایسے موقع پر جب کہ خلیفہ اپنی فوج کے حلقے مین گھوڑے پر سوار تھا اُس نے بڑھ کے رکاب پکڑ لی۔ اور عرضی پیش کر کے جواب کی درخواست کی۔ اِس وقت خلیفہ نے مجبوراً رضامندی ظاہر کی اور خیال کیا کہ خیر کسی مالی نقصان کا اندیشہ نہین اِس لیے کہ حجاج مصارف کی دونی رقم داخل کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی خلیفہ نے سندھ کے راجہ داہر کے پاس سفارت بھیجی اور تاکید کی کہ جس قدر جلد ممکن ہو اُن لڑکیون کو میرے پاس روانہ کر دو۔ پہلی چھیڑ

داہر نے جواب مین لکھا کہ اُن لڑکیون کو ڈاکوؤن اور رہزنون نے لوٹا ہے جو میری اطاعت اور حکومت سے باہر ہین۔ حجاج کو اس ناکامی پر تاب نہ آئی۔ غصے مین آ کے اُس نے فوج کشی کا حکم دے دیا۔ اِس مین کوئی شک نہین کہ راجہ داہر سے بڑی بھاری غلطی ہوئی۔ اُس زمانے مین عربون کی بے روک فتحمندی سارے عالم کو اِسی پالسی کا سبق دے رہی تھی کہ اُن کی اطاعت ہی مین امن ہے۔ داہر نے حجاج کے حکم سے سرتابی نہین کی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ سوتی بھڑون کو جگا دیا۔

الغرض سب کے پہلے حجاج کے حکم سے عبیداللہ بن نبہان دیبل روانہ ہوا۔ عبیداللہ بجلی کی طرح کڑکتا اور گرجتا ہوا پہونچا۔ مگر اُس نے فوج سے کام لینے کی جگہ خود اپنی شجاعت سے اس قدر کام لیا کہ عین معرکۂ جنگ مین شہید ہوا۔ اور شربت شہادت پی کے عالم جاودان کی راہ لی عہ عبیداللہ بن نبہان کا مارا جانا

جب یہ خبر حجاج کو پہونچی تو اس کی آتش غضب اور بھڑک اُٹھی۔ اُس نے فوراً والی عمان بدیل بن طہفہ بجلی کے نام فرمان بھیجا کہ ابن نبہان دیبل مین مارا گیا اب تم فوراً اُدھر کوچ کرو۔ اِس کے ساتھ ہی والی مکران محمد بن ہارون کے نام بھی اسی مضمون کا فرمان جاری کیا کہ تم اپنے وہان تین ہزار فوج تیار رکھو جو بدیل بن طہفہ کے ہمراہ مہم سندھ پر جانے کی عہ دوسرا سپہ سالار بدیل

عہ چچ نامہ عہ بلاذری عہ چچ نامہ و بلاذری

محمد بن ہٰرون خود ہی فتح سندھ کی کوشش مین تھا جو در اصل اس غرض کے لیے روانہ کیا گیا تھا کہ خاندان علافی جو سندھ مین پناہ گزین تھا اُس کو قتل و قمع کرے اور سندھ کے حالات دریافت کرے۔ محمد بن ہرون نے سندھ کے حالات دریافت کرنے کے لیے بردہ فروش سوداگرون کو مقرر کیا جو لونڈیان بیچنے اور مول لینے کے بہانے سے سندھ و مکران مین آمد و رفت رکھتے تھے۔[ع۵]

بُدیل غالباً بحری راستے سے سندھ پر حملہ کرتا اس لیے کہ وہی راستہ آسان اور سیدھا تھا اور جناب معاویہ کے عہد سے حضرت عمرؓ کی یہ پالسی بھی موقوف ہو گئی تھی کہ دریا کے راستے سے جہاد نہ کیا جائے۔ لیکن مکرانی فوج کے ہمراہ لینے کی غرض سے بُدیل کو خشکی کا ایک بہت بڑا سفر طے کرنا پڑا جس مین اُنھون نے سواحل عرب سے گزر کے پورے خلیج فارس کا چکر کھایا۔ اور آخر فارس و دیگر ممالک عجم سے گزرتے ہوئے مکران پہونچے یہان محمد بن ہرون کے مرتب کیے ہوئے تین ہزار جوان اپنے ہمراہ لیے اور شہر دیبل کی دیوارون کے نیچے دم لیا۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ شاید اتنے بڑے سفر کی مشکلات کے تصور سے یا اس مہم کو بہت ادنےٰ خیال کر کے بُدیل اپنے ہمراہ عمان سے صرف تین سو آدمی لایا تھا۔ مکران پہونچنے کے بعد اس کے جھنڈے کے نیچے صرف تین ہزار تین سو سپاہی تھے جو اتنی بڑی مہم کے لیے کسی طرح کافی نہین خیال کیے جا سکتے تھے۔ مگر اُسے اپنی اور اپنے ہمراہیون کی شجاعت و جرأت پر اتنا اعتماد تھا کہ خدا کا نام لیا اور فوراً چل کھڑا ہوا۔[ع۶]

اُسکی گرفتاری و موت۔

دشمنون سے یہان سخت مقابلہ ہوا مگر ابھی تک سندھ کی قسمت مین نہ تھا کہ مقبوضات دولت اسلام مین شامل ہو۔ عین معرکۂ کارزار مین بُدیل کا گھوڑا بھڑکا اور اس شدت سے کہ کسی طرح سنبھالے نہ سنبھلا۔ بُدیل کا گھوڑے سے نیچے آنا تھا کہ سندھی سپاہیون نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ بُدیل جب تک سنبھلے سنبھلے دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار تھا۔ سندھی فوج نے اُسے گرفتار کرتے ہی بلا تامل مار ڈالا۔ کہتے ہین کہ بُدیل کو بُدھ کے گروہ والون (بودھ مذہب

ع۵ معصومی

ع۶ ایلیٹ۔

والوں نے گرفتار اور قتل کیا۔

سندھیوں پر عربوں کی ہیبت

اگرچہ عربوں کو سندھ والوں نے دو مرتبہ اتر کیں دین لیکن اس کو کیا کرتے کہ عربوں کی دہشت سندھ کے اکثر لوگوں کے دل میں بیٹھی ہوئی تھی۔گویا وہ بیٹھے اپنی قوم کی شکست کا انتظار ہی کر رہے۔یا اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ قسمت برسر خلاف تھی۔اس عام شکستہ دلی کی طرف بالکل توجہ نہیں کی گئی۔سارے فوجی افسر اور تمام اہل ہند اس سے غافل تھے کہ ان کی قسمت کیسا پلٹا کھانے والی ہے۔راجہ داہر اپنی دولت و حشمت کے نشے میں چور تھا۔اور عاقبت اندیش جو عربی قوت کا اندازہ کر چکے تھے آنے والی قیامت کی ہولوں سے سہمے جاتے تھے۔

اہل نیرون کی اطاعت

چنانچہ نیرون والے حجاج کی برہم مزاجی کا حال سن کے اس قدر ڈرے کہ باہم مشورہ کر کے اس رائے پر متفق ہوئے کہ ہمیں ابھی سے حجاج کے آگے سر اطاعت جھکا دینا چاہیے۔خصوصاً اس وجہ سے کہ ہمارا شہر ایسے موقع پر واقع ہے کہ اگر عساکر خلافت سندھ میں داخل ہوئیں تو ادھر ہی سے ہو کے گزریں گی۔اور نیرون بالکل پامال ہو جائے گا۔اس رائے پر عمل کیا۔اور والی نیرون نے جو سمانی تھا (یعنے مذہب بودھ کا پابند تھا) خفیہ سفارت بھیج کے اور جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کر کے حجاج سے ایک تحریر حاصل کر لی جس کی رو سے اُس کا شہر تاخت و تاراج اور تمام فوجی بے اعتدالیوں سے مستثنےٰ کر دیا گیا۔

لشکر کشی سندھ کا ایک اور سبب

بدیل کے مارے جانے کا حال جب حجاج کے گوش گزار ہوا تو اُس میں ایک ضد پیدا ہو گئی اور دل میں ٹھان لی کہ چاہے کچھ ہو مگر سندھ پر ضرور قبضہ کر لیا جائے۔اتفاقاً اسی زمانے میں ایک اور واقعہ پیش آیا جس نے حجاج کے خیالات کو اور بھی قوت سے سرزمین سندھ کے ساتھ وابستہ کر دیا۔عبدالرحمن بن محمد بن اشعث بغاوت کے پاداش میں قتل کیا گیا اور اُس کے تمام ہمراہی اور جانباز حجاج کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اُن میں سے ایک زبردست اور با اثر شخص عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب جو ہاشمی النسل تھا

---

ؑ بلاذری ؑ چچ نامہ

حجاج کے پنجۂ غضب سے نکل بھاگا۔ اور سندھ میں آکے پناہ گزین ہوا۔ جس سے انتقام لینا حجاج کے ایسے سخت گیر منتظم نے اپنا ضروری و واجبی فرض تصور کیا۔ الغرض حجاج نے فوجکشی ہند کا پورا سامان کر دیا۔ اور دل میں فیصلہ کر لیا کہ سندھ و ہند پر پورا تسلط کر لیا جائے۔

محمد بن قاسم کا انتخاب۔

ان دو ناکامیوں نے بتا دیا تھا کہ سندھ کی مہم کوئی معمولی مہم نہیں ہے لہذا اب اُس نے اپنے نوخیز نوعمر ابن عم محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی کو جو اُس کی دامادی کی عزت سے بہرہ یاب تھا اس زبردست مہم کے لیے منتخب کیا۔ یہ انتخاب بادی النظر میں نہایت ہی غیر قابل اطمینان خیال کیا جا سکتا تھا اس لیے کہ محمد بن قاسم ہنوز تربیت کے گہوارے میں تھا۔ اور بالکل بچہ تھا۔ عربی نژاد بچے بھی اگرچہ شیر کے بچے کہے جا سکتے تھے۔ لیکن اُسکی طبیعت میں اُن اوصاف کی ہرگز اُمید نہ ہو سکتی تھی جن کی ضرورت ہر فوجی افسر کے لیے ہے۔ مگر حجاج کی اعلے بصیرت اور جوہر شناسی کا نتیجہ اُن کارروائیوں سے ظاہر ہو سکتا ہے جو محمد بن قاسم کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوئیں۔ بے شک حجاج اپنے اس جوان ہمت ابن عم کی اُولوالعزمی اور بہادری سے خوب واقف تھا۔ اور واقعی محمد بن قاسم تھا بھی عجیب بہادری و شجاعت کا مرد میدان۔

اُس کی عمر

محمد بن قاسم کہنے کو ایک لڑکا تھا۔ مگر اصل میں وہ لڑکا نہ تھا بلکہ دُنیا کے پردے پر ایک نامور ہیرو تھا۔ جس کے کارنامے لاکھ مٹائے جائیں مگر ہمیشہ لوح زمانہ پر ثبت رہیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ اُس کو عمر نے زیادہ مہلت نہ دی۔ بچپن ہی میں جوانی کے ولولے اور اعلے سے اعلے اُولوالعزمیاں دکھا کے رخصت ہو گیا۔ کسی نے جو جوانی میں کیا ہو اُسے اُس نے لڑکپن میں کر دکھایا۔ یہ تھوڑی حیرت کی بات نہیں ہے کہ جس وقت وہ سندھ کے میدانوں میں اپنے گھوڑے کو مہمیز بتا رہا تھا اُس وقت اُس کی عمر صرف سترہ برس کی تھی۔

---

ع ابن اثیر۔ ع ابن خلدون اور تمام تاریخیں۔

ع اد ہر آخر عہد کے مورخین ۲۰ سال کی عمر لکھتے ہیں۔ لیکن ہم نے فتوح البلدان کی پہلی روایت پر اعتبار کیا اس لیے کہ یعقوبی نے بھی اسی روایت کو ترجیح دی ہے۔ سترہ سال کی

ہندوستان آنے سے پہلے وہ کہاں تھا

ہندوستان مین آنے سے پہلے محمد بن قاسم سرزمین فارس مین تھا اور وہان کا گورنر تھا۔ حجاج نے کسی ضرورت سے اُسے رَے کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن ناگہان سندھ کی مہم پیش آئی۔ وہ سفر رے کے لیے سامان درست ہی کر رہا تھا کہ حجاج کا حکم نامہ پہونچا کہ سندھ پر حملہ آوری کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ جس کے دیکھتے ہی اُسے اپنا رُخ مغرب سے مشرق کی طرف پھیرنا پڑا۔[۱]

ولایت سندھ کے لیے ایک اور سردار کی درخواست اور ناکامی

اِس عہد کے بعض یورپین مورخین بیان کرتے ہین کہ بُدیل کی شہادت کے بعد ایک عربی سردار عُمر بن عبداللہ نے درخواست کی کہ ولایت سندھ میرے ہاتھ مین دی جائے۔ مگر حجاج نے انکار کیا۔ اور کہا مجھے منجمون سے معلوم ہو چکا ہے کہ اُس سرزمین کی فتح صرف محمد بن قاسم ہی کے ہاتھ پر ہو گی۔ اگر ذرا بھی عقل سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ اسلام کا وہ ابتدائی دور تھا جس نے ساری دُنیا مین نہایت بلند آواز سے پُکار دیا تھا کہ "کذب المنجمون ورب الکعبۃ" جو آواز کہ آج تک ہر ملک مین گونج رہی ہے۔ اُس وقت کے تمام خلفا اور شرفا کے چال چلن مین چاہے ہر طرح کی بد اخلاقیان ثابت ہو جائین مگر یہ ممکن نہین کہ ایسی ضعیف الاعتقادی ظاہر ہو۔ حجاج کو چاہے کتنا ہی بُرا کہیے مگر یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ نجومیون کا معتقد تھا۔

حجاج کا فوج و سامان سفر فراہم کر کے بھیجنا

حجاج نے محمد بن قاسم کو مہم سندھ پر مامور کر کے لکھا تم ابھی شیراز ہی مین خیمہ زن رہو مین یہان سے سامان جنگ اور فوج روانہ کرتا ہون وہ تمھارے پاس پہونچ لے تو مشرق کی طرف کوچ کرنا۔ محمد بن قاسم کو اس حکم کے مطابق چھ مہینے تک شیراز ہی مین پڑا رہنا پڑا۔ اس مدت مین حجاج نے چھ ہزار شامی جوانون کی ایک

---

عمر بتائی ہے۔ اُنھون نے فتوح البلدان کی آخری روایت کو لیا ہے جس مین وہ منفرد ہے۔ دیگر مورخین نے غالباً اس قدر کم عمری کو خلاف قیاس سمجھ کے محض اپنے گمان سے دوسری روایت مان لی تاہم اصل یہ ہے کہ ۱۵۔ اور ۱۷ مین کوئی فرق نہین۔ اگر ۱۵ سال کی عمر ایسی مہم کے لیے خلاف قیاس ہے تو ۱۷ سال کی بھی قرین قیاس نہین۔ حالانکہ سب کو تھے کہ انگریزی مورخون کو بھی صحیح روایات کی وجہ سے محمد بن قاسم کی یہی عمر ماننا پڑی ہے۔

[۱] بلاذری [۲] الیٹ۔

فوج مرتب کی۔ ابو الاسود جہم بن زحر جعفی کو اس پر سردار مقرر کیا۔ اور بڑے تزک و احتشام سے یہ لشکر بصرہ کی دیواروں سے نکل کے شیراز کی طرف روانہ ہوا۔ اس فوج کے ساتھ اُس نے مختلف قسم کا سامان جنگ ہی نہین روانہ کیا بلکہ وہ تمام چیزین بھی بڑے اہتمام سے فراہم کر کے بھیجین جن کی ایک بڑے اور دور و دراز کے سفر مین ضرورت ہو سکتی تھی۔ اس بارۂ خاص مین اُس نے یہان تک سرگرمی سے کام لیا کہ سوئی تاگا تک مہیا کر کے محمد بن قاسم کے پاس روانہ کیا۔ جب یہ سامان شیر دل اور نوخیز سردار کے پاس پہونچ لیا تو اُس نے فارس سے نیچے اُتر کے اور مکران کی راہ لی۔ روانگی کے وقت اُس نے بہت سا سامان جنگ خاصکر وہ زبردست منجنیقین جو خشکی کے راستے سے کسی طرح روانہ نہ ہو سکتی تھین ایک بڑے بھاری جہاز پر لدوا کے سواحل سندھ کی طرف روانہ کر دین تاکہ دیبل مین عساکر اسلامیہ کو مل جائین۔ یہ جہاز روانہ کر کے چند روز مکران مین قیام پذیر رہا۔ پھر سندھ کی راہ لی۔

محمد بن قاسم کی فوج کی تعداد

اس امر کا اندازہ کرنے کے لیے کہ محمد بن قاسم کے ہمراہ کتنی فوج تھی ہمین دیکھنا چاہیے کہ خود اُس کے جھنڈے کے نیچے جب وہ حدود سندھ پر پہونچا ہے وہ چھ ہزار شامی جوان تھے جن کو حجاج نے اُس کے پاس بھیجا تھا۔ اس کے علاوہ وہ فوج تھی جو اُس کے مقدمۃ الجیش مین تھی اور ابو الاسود جہم کی ماتحتی مین تھی جو حسب الحکم حجاج محمد بن قاسم کی فوج سے آملا تھا۔ مکران سے وہان کا والی محمد بن ہرون بھی تھوڑی سی فوج اور سامان جنگ لے کے ہمراہ ہوا۔ محمد بن قاسم کے ہمراہ اس کے علاوہ چھ ہزار جنگی شتر سوار تھے۔ تین ہزار باربرداری کے اونٹ تھے۔ اور پانچ منجنیقین تھین جن مین سے ہر ایک کے چلانے کے لیے پانسو آدمیون کی ضرورت ہوتی تھی۔ بس یہ فوج تھی جس نے سندھ کی ابتدائی مہمات کو سر کیا۔

اسلامی فوج مین دیسی فوج بھی شریک ہوگئی

اس کے بعد جب محمد بن قاسم سندھ مین اپنی ہیبت کا زلزلہ ڈال چکا ہے اُس وقت اُس کے جھنڈے کے نیچے دیسی ہندو فوجین بھی نظر آتی تھین لیکن

عہ بلاذری

عہ ایلیٹ۔

اُن فوجون کو صرف جلوسی سمجھنا چاہیے اس لیے کہ وہ دیبل کی لڑائی مین جو سرزمین سندھ مین سب سے پہلی اور سب سے زبردست مہم تھی نہین موجود تھین عربی سپاہیون نے اپنی تلوارون کا جوہر دکھا کے اُنھین اپنا تابع فرمان بنایا تھا محمد بن قاسم مذکورہ فوج مین سے کچھ مسلمانون کو مفتوحہ بلاد سندھ مین برابر آباد کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ صرف ایک شہر دیبل مین اُس نے چار ہزار مسلمان آباد کیے۔ مگر فتوحات کا جو جو سلسلہ بڑھتا گیا وہ ہندو سپاہی اُس کی فوج مین شامل ہوتے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ ملتان سے آگے بڑھا ہے اُس وقت اُس کے ہمراہ پچاس ہزار آدمی سے کم نہ تھے عہ۔

محمد بن قاسم کا زاد راہ اور حجاج کی اس مہم مین خاص توجہ

حجاج نے جنگی ضرورتون کے لحاظ سے تیس ہزار دینار بھی محمد بن قاسم کے ہمراہ کر دیے تھے تاکہ ضرورت کے اوقات مین کام آئین عہ۔ در اصل حجاج کو اس لڑائی کی طرف کچھ تو اپنی ضد اور گزشتہ ناکامیون کے غصے سے اور کچھ اپنے عزیز محمد بن قاسم کی وجہ سے خاص توجہ تھی۔ اُس کو ادنے ادنے ضرورتون کا لحاظ رہتا تھا۔ چنانچہ اس خیال سے کہ محمد بن قاسم کو سرکہ کی ضرورت ہوگی اُس نے بہت روئی سرکے مین ترکرا کے خشک کی اور محمد بن قاسم کے پاس روانہ کی کہ سرکہ کھانے کا جی چاہے تو اسے پانی مین بھگو کے نچوڑ لیا کرنا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ محمد بن قاسم کی درخواست پر اُس نے یہ کارروائی کی۔ بہر حال اس مین شک نہین کہ اس کی پوری توجہ اسی طرف مصروف تھی۔

محمد بن قاسم نے مکران سے روانہ ہوتے ہی شہر قنزبور پر حملہ کیا۔ کئی مہینے کی نبرد آزمائی کے بعد یہ شہر فتح ہوا۔ تب نوعمر سردار فوج نے بڑھ کے شہر ارمابیل کو فتح کر لیا۔ بعد فتح کئی مہینے تک ارمابیل ہی مین خیمہ زن رہا تاکہ جانباز سپاہی دم لے لین اور عربی جوان تازہ دم ہو کے اُس میدان مین اُترین جسے دریاے سندھ سیراب کر رہا ہے۔ محمد بن قاسم یہین تھا کہ حجاج کے فرمان کے مطابق محمد بن ہارون بن ذراع والی مکران اُس سے آکے ملا جسے محمد بن قاسم نے اپنے ہمراہ لیا اور آگے بڑھنے کا عازم تھا کہ محمد بن ہارون نے ارمابیل کے

عہ تحفۃ الکرام

عہ میر معصوم

قرب وجوار مین داعی اجل کو لبیک کہی اور ہزارون حسرتون کے ساتھ اُسے محمد بن قاسم نے خاک قنبل کے سپرد کیا۔ اُس کی تجہیز و تکفین سے فراغت کر کے محمد بن قاسم نے اپنے فوج طلیعہ کے سردار جہم بن زحر جعفی کو آگے بڑھنے کا حکم دیدیا۔

محمد بن قاسم کا ورود دیبل پر۔
شہر دیبل اور اُس کا مندر

ہمارے نوعمر و نوخیز ہیرو نے ارمابیل سے خیمے اُکھاڑے تو برابر کوچ کرتا چلا گیا۔ یہان تک کہ خاص دیبل کی دیوارون کے نیچے پہونچ کے دم لیا۔ دیبل اُس عہد کے مشہور و معروف شہرون مین تھا۔ مغربی ہند کا مرجع عام تھا اور اُس کے عظیم الشان مندر کی نہایت ہی وقعت مانی جاتی تھی۔ دُور دُور سے لوگ آ کے اُس کے آگے سر جھکاتے تھے۔ اس بُت خانہ یعنے مندر کی چوٹی سطح زمین سے چالیس گز اونچی تھی۔ جس کی چوٹی پر ایک سُرخ جھنڈی اُڑ رہی تھی۔ اور یہ جھنڈی ایسی حکمت سے بنائی گئی تھی کہ جب ہوا چلتی چارون طرف گھومنے لگتی تھی۔ اس مندر مین سات سو پنڈے یعنے خدام بُت خانہ تھے جو ہر وقت دیوتاؤن کی خدمت مین حاضر رہتے تھے۔ اور رسوم عبادت مین ہندوؤن کی رہبری کرتے تھے۔

وہان کے مندر کی تصویر۔

عربی مورخین اس بُت خانے کی تصویر اپنے الفاظ مین یون دکھاتے ہین کہ یہ بُت خانہ ایک طولانی گنبد سے عبارت ہے جس کے نیچے مکان بنا ہوا ہے اس مکان مین ایک یا متعدد بُت رکھے ہوئے ہین۔ اور جو بُت ان سب مین ممتاز ہے اُسی کے نام سے یہ عمارت مشہور خاص و عام ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سندھ مین اُن دنون زیادہ تر مذہب بودھ کے لوگ تھے۔ اور یہ بُت خانہ بھی اُنھین کا تھا جس مین بُدھا کی مورت رکھی ہوئی تھی۔ خصوص مورخ عرب کے اس قول سے اس خیال کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ جس مورت کی پرستش کرتے ہین اُس کو "بُدھ" کے نام سے یاد کرتے ہین۔عہ

دیبل کا محاصرہ۔

غرض سندھ کے اس عظیم الشان شہر دیبل کی شہر پناہ کے گرد اُتر کے محمد بن قاسم نے محاصرے کا سامان شروع کیا۔ محمد بن قاسم جس روز دیبل کے سامنے خیمہ زن ہوا ہے جمعہ کا دن تھا اور خوش نصیبی سے اُسی روز وہ جہاز بھی بندرگاہ

عہ بلاذری۔

دیبل مین داخل ہوگیا۔ جو اسلامی مجاہدین کے لیے بہت کچھ مدد اور قوت کا سامان لایا تھا۔ اور جس مین وہ عالی شان منجنیقین بھی تھین جو بڑے بڑے قلعہ کی دیوارین منہدم کرنے کے لیے کافی خیال کی جا سکتی تھین۔ محمد بن قاسم نے دیبل پر اتر کے حسب سُنت نبوی اپنے سامنے خندق کھُدوائی۔ جو شہر کے گرد اگرد دُور تک کھُدتی چلی گئی تھی اُس کے کنارے کنارے مجاہدین نے اپنے خیمے گاڑ دیے۔ ہر چہار طرف بیرقین اُڑائی گئین اور تمام عربی جوان مردون نے اپنے اپنے جھنڈے کے نیچے جا کے قرار لیا منجنیقین سب طرف قائم کر دی گئین۔ خصوصاً وہ زبردست اور عظیم الشان منجنیق نصب ہوئی جس کا نام عروس تھا اور جو پانسو آدمیون کی سرگرمی سے چلائی جاتی تھی۔ ع۱

لڑائی۔

لڑائی شروع ہو گئی اور منجنیقین دیوار شہر مین رخنہ ڈالنے لگین۔ مدت تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ فتح و شکست کا فیصلہ ابھی دور نظر آتا تھا۔ اور مسلمانون کا جوش جہاد ترقی کرتا جاتا تھا۔ کئی مہینے گزر گئے ع۲ اور منجنیقین مسلسل سنگباری کرتی رہین تاہم فتح کی کوئی اُمید نہین پیدا ہوئی۔

اُس زمانے کی دیگر مہمات

اگرچہ اس زمانے مین بلکہ اسی سال بہت بڑی بڑی متعدد مہمین خلافت اسلامی کو پیش تھین جو ہندوستان کی مہم سے کسی طرح کم نہ تھین۔ ایک طرف انتہاے مغرب یعنے اسپین مین طارق فتح و نصرت کے پھریرے اُڑاتا چلا جاتا تھا۔ دوسری طرف ترکستان اور شمالی و مغربی حدود چین مین قتیبہ نے ایک ہلچل ڈال دی تھی اور اُس کی ہیبت سے خاقان چین خراج ادا کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ تیسری طرف محمد بن قاسم تھا جو سندھ کی عظیم الشان راج کو پامال کر رہا تھا لیکن حجاج کو اس پچھلے معاملے یعنے محمد بن قاسم کی مہم مین ایسی خاص دلچسپی تھی کہ ہر وقت اسی اُدھیڑبُن مین رہتا تھا۔ اور یہین کے حالات کا متجسس رہا کرتا تھا۔ چنانچہ دیبل کے محاصرے کے دوران

مُراسلت

مین حجاج اور محمد بن قاسم کے درمیان برابر ڈاک جاری تھی۔ ہر تیسرے روز ایک خط حجاج لکھتا تھا اور اسی طرح محمد بن قاسم بھی باوجودیکہ لڑائی کے افکار سے نجات نہ پاتا تھا مگر برابر تیسرے روز حجاج کو مفصل حالات لکھ بھیجا کرتا تھا ع۳ ڈاک کی روانگی مین ایسے خاص اہتمام کیے گئے تھے کہ اگرچہ دیبل اور بصرہ مین ہزارہا

ع۱ بلاذری　ع۲ یعقوبی　ع۳ بلاذری

کوس کا فاصلہ تھا مگر برابر ساتوین روز خط لقیرہ سے دیبل اور دیبل سے لقیرہ پہونچ جاتا تھا۔ع

حجاج کو اس لڑائی سے یہان تک تعلق خاطر تھا کہ محمد بن قاسم کے خطوط کی بنا پر میدان جنگ کا جو نقشہ اُس کے خیال مین قائم ہوتا تھا اُس پر برابر غور کرتا رہتا تھا۔ اور وہین سے بیٹھے بیٹھے اُمور جنگ کے متعلق راے زنی کیا کرتا تھا۔ لڑائی نے جب طول کھینچا تو حجاج نے اُس خیالی نقشے کو پیش نظر کیا اور سوچنے لگا کہ کیونکر شہر والے عاجز و مجبور کیے جا سکتے ہین۔ آخر خوب سُوچ کے اُس نے اپنے نو عمر ابن عم کو لکھا کہ سنجنیق عروس کو مشرق کی طرف لے جا کے قائم کر دو۔ ایک پایہ کم کر کے موجودہ حالت سے اُس کا رُخ نیچا کرو۔ اور نشانہ انداز کو حکم دو کہ بُت خانے کا مستطیل گنبد جس کا حال تم مجھے لکھ چکے ہو اُس پر نشانہ باندھ کے سنگباری کرےعہ۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حجاج دنیُ دنیا مین چاہے کتنا ہی بے وقعت خیال کیا جاے مگر درحقیقت وہ کتنا بڑا مدبر اور منتظم والی ملک تھا۔ اور باعتبار ایک فتحمند سردار فوج کے وہ کس رتبۂ لیاقت کا جنرل ہو سکتا تھا۔

امور جنگ مین حجاج کی اعلے بصیرت

حجاج نے یہ تدبیر محض اس خیال سے بتائی تھی کہ اگر بُت خانہ منہدم ہو گیا تو اہل شہر مذہبی بے حرمتی سے جوش کھا کے باہر نکل پڑین گے اور عربی سپاہیون کے لیے کوشش کا دروازہ کھل جاے گا۔ لیکن اس تدبیر نے مسلمانون کو ایک اور فائدہ پہونچایا۔ وہ یہ کہ اہل دیبل کا عقیدہ تھا کہ جب تک یہ مندر نہ ڈھایا جاے گا اُس وقت تک شہر مفتوح نہین ہو سکتاسہ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

اہل سندھ کی عقیدت اور اُس کی مضرت۔

---

ع تحفۃ الکرام عہ بلاذری۔

سہ الفنسٹن۔ غالباً مسٹر الفنسٹن نے یہ خیال فرشتہ کے بیان سے مستنبط کیا ہے جو کہتا ہے کہ محاصرۂ دیبل کے زمانے مین ایک برہمن شہر سے نکل کے محمد بن قاسم کے پاس حاضر ہوا اُس نے شہر کے حالات مین بیان کیا کہ مندر کی چوٹی پر ایک طلسم ہے جب تک وہ نہ ٹوٹے گا شہر نہین فتح ہو سکتا۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ مندر کی چوٹی منجنیق سے توڑ کے گرا دیجاے پس اُس کے ٹوٹتے ہی طلسم بھی ٹوٹا اور شہر فتح ہو گیا۔ بادی النظر مین یہ ایک لغو کہانی ہے مگر اس سے مسٹر الفنسٹن نے فائدہ اچھا اُٹھایا۔

سندر کے انہدام کے بعد اہل شہر حجاج کی اُمید کے موافق صرف نکل ہی نہین پڑے بلکہ اُس کی اُمید سے بھی زیادہ یہ امر تھا کہ وہ مایوسی کے ساتھ لڑے۔ اور جب تک میدان جنگ گرم رہا اُن کا ہر سپاہی شکست کا منتظر تھا۔

الغرض بت خانے پر پتھر برسائے گئے جن کے صدمے سے اُس کی چوٹی ٹوٹ کے گر پڑی اور ساری عمارت قریب الانہدام ہو گئی۔ اہل شہر نے جب یہ حالت دیکھی تو نہایت بدحواس ہوئے اور بڑے جوش وخروش سے نکل کے حملہ آور ہوئے۔ محمد بن قاسم تو اس بات کا منتظر ہی تھا اُس نے بھی فوراً جوانان عرب کو حملے کا حکم دے دیا۔ عربی تجربہ کار سپاہیون نے نہایت ہی عمدگی سے داد جوانمردی دی۔ اور حریف کو مار مار کے یہان تک پسپا کیا کہ سندھی بھاگ کے پھر شہر مین پناہ گزین ہونے لگے۔ معرکۂ جنگ

محمد بن قاسم باوجود نوعمری کے ایسا ہوشیار اور دلیر سالار فوج تھا کہ اُس نے اس موقت کا رنگ دیکھ کے شہر پر یورش کرنے کا حکم دے دیا۔ فصیل شہر کے باہر سندھیون کو شکست دے کے مسلمانون مین اس وقت ایسا جوش خروش تھا جو کبھی اتفاقات ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم نے اس جوش کو اُن کے چشم و ابرو سے دریافت کر لیا تھا۔ اسی وجہ سے اُس نے فوراً یورش کا حکم دیدیا مسلمان یہ حکم پاتے ہی دیوار شہر کی طرف سیڑھیان لے لے کے دوڑے۔ اور دوڑتے ہی فصیل پر چڑھنے لگے۔ ہندوؤن نے اپنے امکان بھر روکا۔ مگر عربی سپاہیون مین اس وقت ایسا جوش نہ تھا کہ کوئی مزاحمت اُن کو روک سکتی۔ شہر پر عربون کی یورش

سب کے پہلے جس شخص نے دیوار شہر پر چڑھ کے علم اسلام کو حرکت دی قبیلۂ مراد کا ایک شخص متوطن کوفہ تھا۔ اس جھنڈے کی حرکت کے ساتھ ہی ہر مسلمان سپاہی کا دل ہل گیا۔ اور سب نے یورش کر دی۔ سب طرف لوگ دیوارون پر چڑھ چڑھ کے شہر مین اُتر پڑے۔ لڑ کے پھاٹک بھی کھول لیے۔ اور سارا لشکر اب شہر مین داخل ہو گیا۔ اہل شہر جو ابھی پھاٹک کے باہر سے شکست کھا کے آئے تھے ہنوز ہتھیار بھی نہ کھولنے پائے تھے کہ معلوم ہوا اب اُن کے گھر بھی اُن کو پناہ نہین دے سکتے۔ سب کے سب گھر چھوڑ چھوڑ کے فتح

بھاگنے لگے۔ سپاہیون نے اسلحہ پھینک پھینک کے جان چھپانا شروع کی۔ اور باقی تمام زن و مرد نے فاتحون کی تلوار کے آگے سر جھکا دیا۔[۱]

اہل شہر سے فاتحون کا برتاؤ۔

الغرض کئی مہینے کے محاصرے اور مقابلے کا یہ نتیجہ ہوا۔ اور یون سخت بزور آزمائی کے بعد ابتدائے رجب ۹۳ھ میں عربون نے شہر کو جو سر شجاعت[۲] رکھتا کے فتح کیا۔ محمد بن قاسم کے حکم سے تین روز تک بازار قتل و تاراج گرم رہا۔[۳] راجہ داہر کی طرف سے جو سردار شہر کی حکومت پر مامور تھا اُس سے فرار کے سوا اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ ندامت نے اُس مین اتنی بھی ہمت نہ باقی رکھی کہ بدنصیب راجہ کو جا کے مُنہ دکھاتا۔ جوش غیرت مین مُنہ چھپا کے کسی اور طرف نکل گیا۔ خدام بُت خانہ چونکہ مسلمانون کے اعتقاد مین مشرک تھے اور اہل کتاب مین شامل نہ ہو سکتے تھے لہذا عموماً قتل ہوئے۔ اگرچہ یہ امر محمد بن قاسم کی پالسی کے خلاف تھا۔ چنانچہ چند بلاد سندھ فتح کرنے کے بعد اُس نے معقول وجوہ پیش کر کے دار الخلافت سے یہ حکم حاصل کر لیا کہ یہان کے ذمی کافرون کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جائے جو اہل کتاب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

دیبل مین مسلمانون کا آباد ہونا۔

غرض تین دن کے بعد جب امن و امان قائم ہو گیا تب محمد بن قاسم نے یہان تخم اسلام بونے کی کوشش کی۔ مسلمانون کے آباد کرنے کا ڈھچر ڈالا۔ ایک جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور چار ہزار مسلمان آباد کیے گئے۔[۴]

---

[۱] بلاذری۔ [۲] تحفۃ الکرام۔

[۳] قتل و تاراج جو عربون کے ہاتھ سے ہوتا تھا عوام مین اس کے نہایت ہی غلط معنے مشہور ہین۔ اور اسی وجہ سے انگریزی مورخون نے اپنے خیال مین یہ سخت بڑا الزام مسلمان فاتحون پر قائم کر دیا ہے۔ لیکن در اصل وہ سمجھے نہین مسلمانون کا عام قاعدہ تھا کہ بچون بوڑھون تارک الدُنیا زراعت پیشہ تاجرون دستکارون اور عورتون کے قتل سے قطعاً احتراز کرتے تھے۔ اب ان مستثنیات کو نکال ڈالیے تو وہی لوگ رہ جاتے تھے جو سپاہی تھے اور ان کے مقابلے مین آکے صف آرا ہوتے تھے قتل عام جن لوگون کا ہوا کرتا تھا وہ یہی لوگ تھے۔ اور ان کا قتل کرنا ہر فاتح کے نزدیک ضروری ہوتا ہے تاکہ دوسری جگہ جا کے پھر لڑائی کے لیے مجتمع نہ ہو جائین۔ ان لوگون مین اور اُن لوگون مین کوئی فرق نہین جن کو برٹش گورنمنٹ نے مہینون تک شکست کے بعد پھانسیون پر لٹکایا۔ [۴] بلاذری

اہل عرب کا کوچ شہر نیرون کی طرف۔

دیبل کی مہم سر کرکے محمد بن قاسم نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ منجنیقین اُکھڑوا کے جہازون پر لدوائین اور حکم دیا کہ دریاے سندھ کے دہانہ سے ہو کے چڑھاؤ پر شہر نیرون کی طرف روانہ کی جائین۔ یہ کشتیان جب اُس کے حکم سے براہ سندھ ساگر کا بہاؤ کاٹتی ہوئی بلندی سندھ کی طرف روانہ ہولین تو وہ خود بھی سیسم کی سڑک پر ہوتا ہوا شہر نیرون کی طرف روانہ ہوا۔ نیرون دیبل سے پچیس فرسنگ کے فاصلے پر تھا۔ چھ دن تک وہ برابر کوچ کرتا چلا گیا۔ اور ساتوین دن نیرون کے قریب ایک ترائی مین جو بلہار کے نام سے مشہور ہے اُتر کے خیمہ زن ہوا۔ اگرچہ یہ مقام دریاے سندھ سے فاصلے پر تھا مگر بارش کے موسم مین سندھ کا پانی اس زمین تک پھیل آیا کرتا تھا محمد بن قاسم جن دنون یہان فروکش ہوا ہے گرمیون کا موسم تھا۔ اور دریا اتنے فاصلے پر تھا کہ پانی کا لانا نہایت ہی دشوار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس دشواری نے یہان تک ستایا کہ محمد بن قاسم نے تمام فوج کے ساتھ نماز استسقا پڑھی جس کی برکت سے پانی برسا اور سارے لشکر کے سیراب کرنے کے لیے آس پاس کے تمام جھیلین اور تالاب لبریز ہو کے چھلکنے لگے؏۱

اہل نیرون کی اطاعت

اہل نیرون پہلے ہی سے مسلمانون کی اطاعت کر چکے تھے۔ ہم کہہ چکے ہین کہ اُسی وقت جبکہ مسلمان سوار سرزمین سندھ کی سرحد مین داخل ہونے کے تیور دکھا رہے تھے اُنھون نے اپنے ایلچی بھیج کے خود حجاج سے پروانۂ حفاظت حاصل کر لیا تھا۔ محمد بن قاسم جب اُن کے شہر کے باہر خیمہ زن ہوا تو اُس نے اپنی طرف سے اہل نیرون کے پاس قاصد بھیجے۔ نیرون والے چونکہ اطاعت قبول کر چکے تھے لہٰذا اُن کو ضرورت معلوم ہوئی کہ محمد بن قاسم کے استقبال مین سرگرمی دکھائین۔ چنانچہ اُن کا سمانی (یعنے مذہب بودھ کا پابند فرمان روا) جو داہر کی طرف سے مامور تھا فوراً محمد بن قاسم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور بہت کچھ تحف و ہدایا نوعمر سپہ سالار کی خدمت مین پیشکش کرکے اظہار اطاعت و وفاداری کرنے لگا؏۲ اہل نیرون نے صرف ان تحف و ہدایا ہی سے اپنی اطاعت کیشی کا ثبوت نہین دیا بلکہ عساکر اسلامیہ کے لیے اُنھون نے رسد کا کافی انتظام کر دیا؏۳ جس کی وجہ سے مسلمانون کو

؏۱ چچ نامہ۔ ؏۲ چچ نامہ۔ ؏۳ بلاذری

آگے بڑھنے کی جرأت ہوئی۔

محمد بن قاسم نے نیرون مین بُدھ کے مندر کی جگہ مسجد تعمیر کرائی۔ اُس مین ایک امام مقرر کیا اور حکم دیا کہ حسب شریعت اسلامیہ پانچون وقت نماز ادا کی جایا کرے۔ عــه

نیرون مین تبلیغ اسلام۔

اپنی فتوحات کی تیز اور بے روک رفتار مین یہان تک پہونچ کے محمد بن قاسم نے حجاج کو گزشتہ فتوحات کے ساتھ اہل نیرون کے حالات لکھے۔ اور آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی۔ حجاج نے اپنے جوان ہمت اور نوعمر داماد کے حوصلون کا روکنا نامناسب خیال کیا۔ بلکہ جواب مین ایک ایسا امر لکھا جس نے محمد بن قاسم کے توسن طبع پر بالکل تازیانہ کا کام دیا۔ اس امر کا تذکرہ مختصراً گزر چکا ہے کہ جن دنون محمد بن قاسم سندھ پر حملہ آور تھا اور ہندوستان کے شہرون کی طرف بڑھتا چلا جاتا تھا اُسی زمانے مین قتیبہ بن مسلم والی خراسان ترکستان اور منگولیا کے میدانون مین شمشیر آبدار کے جوہر دکھا رہا تھا۔ محمد بن قاسم کی مذکورہ درخواست پر حجاج نے ان دونون سپہ سالارون کو لکھا "تم دونون کی رفتار چین پر جا کے منتہی ہوتی ہے دونون خدا کا نام لے کے برابر بڑھتے چلے جاؤ۔ جو پہلے مملکت چین مین داخل ہوگا اُسے اپنے تمام مفتوحہ بلاد اور نیز اپنے رقیب پر حکومت و بالادستی دی جائے گی۔" اس مقابلے نے دونون سپہ سالارون مین ایک بجلی کی سی بے چینی پیدا کر دی اُدھر تو قتیبہ نے اپنے گھوڑے کو مہمیز بتائی اور ادھر محمد بن قاسم ہندوستان کے زرخیز و شاداب سبزہ زارون کی طرف لپکا۔ عــه

---

عــه تاریخ فرشتہ نے بالکل اس کے خلاف لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ نیرون پر داہر کا ایک بیٹا والی تھا مسلمانون کے آنے پر اہل نیرون نے شہر کے پھاٹک بند کر لیے۔ چندروز محصور رہ کے مغلوب ہوئے۔ داہر کا بیٹا بھاگ کے برہمن آباد چلا گیا۔ اور شہر کو مسلمانون نے لڑ کے فتح کر لیا۔ مگر یہ غلط ہے اس لیے کہ بلاذری۔ چچ نامہ اور سب مستند مورخین یہی لکھ رہے ہین کہ نیرون والون نے حجاج کو پہلے ہی خراج دینے کا وعدہ کر کے موافق بنا لیا تھا اور محمد بن قاسم سے باطاعت پیش آئے

عــه چچ نامہ۔ عــه بلاذری۔

محمد بن قاسم کی ہمت کے ساتھ قسمت کچھ ایسی مساعدت کر رہی تھی کہ جس شہر کی طرف رُخ کرتا تھا اُسے بے فتح کیے نہ چھوڑتا تھا۔ جاتے جاتے وہ ایک دریا کے کنارے پہونچا جس نے دریاے سندھ سے پہلے اُس کا راستہ روکا۔عہ کسی کو اُس کے روکنے کی جُرأت نہ ہوئی اور وہ دریا سے اُتر آیا۔ اِدھر اُترنا تھا کہ سارے ہندوستان مین تہلکہ پڑ گیا۔ اور کم قوت حکام حاضر ہو ہو کے سر اطاعت جُھکانے لگے۔ چنانچہ جیسے ہی وہ پار اُترا اسربیدس کا پنڈت فوراً اُس کے سامنے حاضر ہوا اور اظہار اطاعت کر کے اپنے شہر والون پر مناسب خراج مقرر کرا لیا۔عہ

عساکر اسلامیہ جب نیرون سے آگے بڑھین تو وہان کا اطاعت کیش والی جو سمانی مذہب رکھتا تھا محمد بن قاسم کی رہبری کے لیے اُس کے ہمراہ ہوا تو عمر بہادر نے اُسی کی رہبری سے سیوستان کی راہ لی۔ برابر پڑاؤ ڈالتا چلا جاتا تھا کہ راستے مین بہج نام ایک مقام پر گزر ہوا جو نیرون سے تیس فرسنگ کے فاصلے پر تھا۔ یہان بھی ایک بودھ مذہب کا امیر رعایاے شہر مین نہایت ہی صاحب اثر تھا۔ اور عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن شہر اور قلعۂ سیوستان کی حکومت بجہرا نام ایک شاہزادے کے ہاتھ مین تھی جو راجہ داہر کا بھتیجا اور اُس کے بھائی چندر کا بیٹا تھا۔ بہج مین زیادہ آبادی سمانی لوگون کی تھی۔ جب مسلمان فوج نے اُن کے شہر کے متصل پڑاؤ ڈالا تو سب ایک مجلس مین جمع ہوئے اور غور کرنے لگے کہ اس موقع پر ہمین کیا کارروائی کرنی چاہیے۔ آخر بالاتفاق سب نے ایک عرضداشت لکھ کے بجہرا کے پاس روانہ کی جس مین ظاہر کیا کہ "ہم ناسک مذہب کے عبادت گزار ہین۔ ہمارا مذہب صلح و خاموشی کا ہے۔ لڑنا اور خونریزی کرنا ہمارے مذہب مین ممنوع ہے۔ اور تمام وہ کام جن مین خون گرایا جاتا ہے ہمارے اعتقاد مین ناجائز ہین۔ علاوہ برین آپ ایک اعلے اور زبردست مقام مین محفوظ ہین۔ اور ہم دشمن کے حملے برداشت کرنے کے لیے کھُلے میدان

---

عہ غالباً یہ دریاے سندھ کی سب سے پہلی شاخ ہے جو سمندر مین گرتے وقت مغرب کی طرف دُور تک ہٹ گئی ہے۔ اور دیبل سے آتے وقت اس شاخ سے بیشک اُترنا پڑا ہوگا۔

عہ بلاذری

مین اور آپ کی رعایا کی طرح صرف لوٹے مارے جانے کے لیے ہین۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ محمد بن قاسم کے ہاتھ مین حجاج کا یہ فرمان ہے کہ جو کوئی امان مانگے اُسے فوراً امان دو۔ لہذا ہم کو یقین ہے کہ اگر ہم محمد بن قاسم کے آگے سر اطاعت جھکا کے اُس سے عہد و پیمان کر لین تو آپ ہماری اس کارروائی کو مناسب اور توجہ خیال کرین گے۔ اِس لیے کہ عرب لوگ دیانت دار ہین۔ اور اپنے عہد نامون کی پوری پابندی کرتے ہین۔" اِس عرضی کی طرف بجھرا نے بالکل توجہ نہ کی۔ اور اُن کی درخواست سُننے سے انکار کر دیا۔

سیوستان کا محاصرہ

محمد بن قاسم نے یہ دریافت کرنے کے لیے کہ آیا تمام اہل شہر متفق ہین یا اُن مین باہم اختلاف ہے جاسوس روانہ کیے تھے جنھون نے آکے خبر دی کہ سب لوگ تو ارادۂ اطاعت رکھتے ہین مگر چند مسلح آدمی شہر کے باہر قلعہ مین ہین اور لڑنے مرنے کو تیار ہین۔ یہ سُن کے محمد بن قاسم آگے بڑھا۔ اور سیوستان کے اُس پھاٹک کے سامنے خیمہ زن ہوا جو ریگستانی صحرا کی طرف واقع تھا۔ اِس ہوشیار سپہ سالار نے اس مقام کو محض اس خیال سے اپنا مستقر قرار دیا کہ یہ نہایت ہی محفوظ جگہ تھی اور یہان کسی کو عساکر اسلامیہ پر حملہ کرنے کا ہرگز موقع نہ مل سکتا تھا۔ اس لیے کہ پانی برس جانے سے طغیانی شروع ہو گئی تھی۔ پانی بہت چڑھ آیا تھا۔ اور اِس مقرر شدہ فرودگاہ کے شمال طرف دریاے سندھ کا دھارا بڑے زور و شور سے بہ رہا تھا۔

سمانیون نے مسلمانون کی اطاعت کر لی۔

سیوستان کے سامنے خیمہ زن ہو کے محمد بن قاسم نے حکم دیدیا کہ منجنیقین جوڑ کے کھڑی کر دی جائین۔ اور لڑائی شروع ہو۔ جب مسلمانون نے سنگباری شروع کر دی تو سمانی لوگ بہت گھبرائے۔ جو مسلمانون کے حالات سے واقف تھے اور جن کے دل مین شہر کے بچنے کی ذرا بھی اُمید نہ تھی اُنھون نے اپنے سردار کو لڑائی سے منع کیا اور کہا "مسلمانون کی فوج آپ کے مغلوب کیے نہ مغلوب ہو گی۔ اور ہم لوگ ہرگز ان کے مقابلے کی جُرأت نہین کر سکتے۔ اِس کا نتیجہ سوا اِس کے اور کچھ نہ ہو گا کہ ہماری جانین

---

عہ چچ نامہ اور یہان سے آگے بھی محمد بن قاسم کے تمام حالات زیادہ تر چچ نامہ ہی سے لیے لیے گئے ہین لہذا ہر جگہ حوالے کی ضرورت نہین۔ سوا اُن خاص واقعات کے جو کسی اور تاریخ سے لیے گئے ہین باقی تمام واقعات کو ناظرین چچ نامہ مین پائین گے۔

بھی خطرے مین پڑ جائین۔ مناسب یہ ہے کہ اِس لڑائی مین ہم کسی کے جنبہ دار نہ ثابت ہون۔" مگر سردار نے بہولمنون کی راے پر مطلقاً عمل نہ کیا اور لڑائی ٹھان دی۔ جب سمانیون نے یہ رنگ دیکھا تو اُن سے سوا اِس کے اور کوئی بات نہ بن پڑی کہ محمد بن قاسم کے پاس پیام بھیجا کہ "تمام رعایا۔ کاشتکار۔ اہل صنعت و حرفہ سوداگر۔ اور چھوٹی ذاتون کے لوگ سب کے سب ججہرا سے نفرت کرتے ہین۔ اور اُس کے موافق نہین ہین۔ ججہرا کے پاس کچھ فوج بھی نہین جسے ساتھ لے کے وہ آپ کے مقابلے کو نکلے۔ یا آپ کی مزاحمت کر سکے۔" اِس پیام کا پہونچنا تھا کہ مسلمانون مین نہایت ہی جرأت و دلیری پیدا ہو گئی۔ اور عربی سپاہی بجاے اس کے کہ دن ہی کو میدان کارزار گرم کرتے تھے رات کو بھی مستعدی سے لڑنے لگے۔

سیوستان کی فتح اور ججہرا کا فرار

اس لڑائی کو ایک ہی ہفتہ گزرنے پایا تھا کہ اُن سپاہیون نے بھی لڑنے سے ہاتھ روک لیا جن کی اُمید پر ججہرا مقابلے کے لیے مستعد ہوا تھا۔ اب ججہرا کو یقین ہو گیا کہ عنقریب قلعہ پر دشمنون کا قبضہ ہوا چاہتا ہے۔ لہذا اُسے اپنی جان بچانے کی فکر ہوئی اور رات کے سناٹے مین جبکہ دُنیا پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا تھا وہ شمالی پھاٹک سے نکل کے دریا پار ہوا اور راہ فرار اختیار کی۔ قلعہ سے نکل کے وہ برابر بھاگتا چلا گیا۔ یہان تک کہ حدود بُدھیا مین پہونچ کے دم لیا۔ علاقہ بُدھیا اُن دنون ایک سمانی شخص کے ہاتھ مین تھا جس کا نام کاکا تھا اور کوتل کا بیٹا تھا۔ بُدھیا کی حکومت کا مضبوط مستقر شہر سیسم تھا جو دریاے کمبھ کے کنارے واقع تھا۔ اُسے ججہرا کی آمد کی خبر پہونچی تو قرب و جوار کے لوگون کو ساتھ لے کے اُس کے استقبال کو نکلا۔ سب اُسے بڑی قدر و منزلت سے شہر مین لائے اور قلعہ کے اندر اُتارا۔

# آٹھوان باب

## مابقی فتوحات محمد بن قاسم

سیوستان پر قبضہ۔

بجہرا کے بھاگنے کے بعد سمانی لوگون نے اطاعت قبول کی اور محمد بن قاسم قلعۂ سیوستان مین داخل ہوا۔ اور آرام لینے کی غرض سے چند روز کے لیے وہین پڑا اؤ ڈال دیا۔ یہان ٹھہر کے اُس نے رعایا کا انتظام شروع کیا۔ ملکی امن و امان کے لیے اپنی طرف سے عہدہ دار مقرر کیے۔ اور یہین بیٹھے بیٹھے قرب و جوار کے مقامات اور گاؤن کو مطیع و منقاد بنایا۔ سونے چاندی کی قسم سے جو کچھ دولت اُس کے ہاتھ لگی اور جواہرات اور دیگر نقدی چیزین جہان دستیاب ہوئین اپنے قبضے مین کین۔ مگر یہ دست برد صرف مخالف اور سرکش گروہون تک محدود تھی۔ سمانیون (یعنے پیروان مذہب بودھ) سے اُس نے کوئی چیز نہین لی۔ اس لیے کہ وہ اس سے عہد کر چکے تھے اور محمد بن قاسم اُن کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ دار تھا۔ع

چنہ والون کا جاسوس مسلمانون مین۔

محمد بن قاسم جن دنون اطراف سیوستان مین خیمہ زن تھا اتفاقاً چنہ نام ایک مقام کے لوگون نے مسلمانون کا حال دریافت کرنے کے لیے ایک جاسوس روانہ کیا۔ اہل ہند مسلمانون کو بالکل ایک نئی اور عجیب و غریب قوم خیال کرتے تھے اور اُن کے حالات دریافت کرنے کے نہایت ہی مشتاق تھے۔ اہل چنہ کا یہ جاسوس لشکر گاہ اسلام مین پھر رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا۔ تمام مسلمانون نے صفین برابر کین اور نوعمر سپہ سالار محمد بن قاسم نے آگے بڑھ کے امامت کی۔ مسلمانون کا اصلی مذہب اور قرون اولے کا معمول علیہ طریقہ یہی تھا کہ امام جہاد صرف میدان جنگ ہی مین سرداری نہین کرتا تھا بلکہ وہ تمام دینی و دنیاوی معاملات مین اُن کا امام و مقتدا ہوتا تھا۔ الغرض محمد بن قاسم نے سب مسلمانون کو نماز پڑھائی تو وہ جاسوس اس طریقۂ عبادت کو نہایت حیرت سے دیکھنے لگا کہ رکوع و سجود

ع چچ نامہ۔

اور قیام وقعود وغیرہ مین ہر سپاہی اپنے افسر کی کیسی اطاعت کر رہا ہے۔ اُس کی نظر مین یہ بالکل نئی چیز تھی۔ یہ مذہبی جماعت جو بالکل عجیب وغریب اتفاق کا نمونہ نظر آتی تھی اس کا اُس جاسوس کے دل پر نہایت ہی ہیبت ناک اثر پڑا۔ چنانچہ یہ حال دیکھ کے وہ واپس گیا۔ اور اہل چنہ سے کہا "اور چاہے کچھ ہو یا نہو مگر مین نے انھین ایک خاص کام ایسے اتفاق سے کرتے دیکھا ہے کہ اُن کی صورت دیکھ کے مجھے ڈر معلوم ہونے لگا اور میری راے قرار پا گئی ہے کہ اگر اُن مین ایسا ہی اتفاق ہے تو وہ جس کام کا ارادہ کرین گے پورا کرلے جائین گے۔ پھر اُس نے جماعت و نماز کی جو حالت دیکھی تھی بیان کی۔ یہ سُنتے ہی تمام اہل چنہ محمد بن قاسم کی اطاعت پر آمادہ ہو گئے تحف وہدایا لے کے اُس کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اپنے اوپر مالگزاری مشخص کرائی اور پوری طرح سے اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کر کے رخصت ہوئے۔ اسی وجہ سے دریاے سندھ کے کنارے جو زمین چنہ والون کے قبضے مین تھی اُسے فقہا سے اسلام اپنی شرعی اصطلاح مین عشری زمین کہتے تھے[ع]

*انکی اطاعت*

فتح سیوستان اور اسکے گرد ونواح کا انتظام کرلینے کے بعد محمد بن قاسم نے مال غنیمت جمع کیا۔ اُس مین سے خمس یعنے پانچوان حصہ نکال کے حجاج کے پاس بھیجا کہ خزانۂ خلافت مین داخل کیا جاے۔ اور اس مال کے ساتھ ایک خط بھی حجاج کو بھیجا جس کے ذریعہ سے اُسنے اس آخری فتح ومفتوحہ ملک کے جدید انتظامات اور اپنے مفصل حالات کی اُسے خبر دی۔ پھر باقی ماندہ مال غنیمت کو اہل فوج پر تقسیم کیا۔ اور ہر سپاہی کو اُس کے حقوق عطا کیے۔ عہدہ دارون کے تقرر اور دیگر کارروائیون کے بعد آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ اب اُس نے تھوڑی فوج حفاظت کے لیے سیوستان مین چھوڑی اور اپنے خیمے اکھاڑ کے قلعۂ سیسم کی راہ لی۔ اب اُس کے احسانات کا اتنا عمدہ اثر اہل سندھ پر پڑ چکا تھا کہ اہل ملک برابر آ کے اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوتے جاتے تھے۔ چنانچہ اس مہم پر بدھیا کے لوگ اور سیوستان کا سردار بھی اُس کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

*مال غنیمت*

*سیسم پر حملہ*

راستے مین نلہان نام ایک مقام تھا جو دریاے کنبھ کے کنارے واقع

---

ع میر معصوم۔

مسلمانون پر شبخون کا ارادہ کرنا۔

تھا۔ اس علاقے کے تمام باشندے بھی بودھ مذہب کے متبع تھے جنھون نے منصوبہ کیا کہ رات کو چھاپہ مار کے محمد بن قاسم کی فوج کو منتشر کرین۔ تمام بودھ سردار اپنے راجہ کاکا (۱) کے پاس گئے اور کہا ہم عربون پر شبخون مارنا چاہتے ہین۔ لیکن چونکہ آپ کے تابع فرمان ہین لہذا بغیر آپ کے مشورے کے ایسا کرنا نہین چاہتے کاکا نے جواب دیا "اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو مین تمھاری ہمت کی قدر کرتا ہون دراصل یہ ملک کی بہت بڑی خدمت ہے۔ مگر مین نے روشن ضمیر اور پاک وصاف رشیون سے سُنا ہے اور اُنھون نے اپنی نجوم کی کتابون سے دیکھ کے کہا تھا کہ اس ملک کو مسلمان ضرور فتح کرلین گے۔ باوجود اس کے مین تم کو اس اچھے کام سے نہین روک سکتا بلکہ تمھاری مدد کو موجود ہون"

شبخون مارنے والون کی عجیب وغریب ناکامی۔

اس کے بعد کاکا نے بہتن نام ایک شخص کو اُن پر سردار مقرر کیا۔ اس سردار کی ماتحتی مین ایک ہزار جوان مرد تھے اور سب کے پاس ڈھال۔ تلوار۔ برچھے اور کٹارین تھین۔ کاکا نے ان سب کو انعام واکرام سے خوشدل کرکے رخصت کیا اب رات ہوئی۔ تاریکی ہر چہار طرف پھیلی۔ اور یہ پُرجوش سپاہی شبخون کے ارادے سے شہر چھوڑ کے نکلے۔ لیکن اتفاق یا مسلمانون کی خوش قسمتی کہ راستہ بھول گئے رات بھر بیابان مین پریشان وسرگردان پھرتے رہے اور راستہ نہ ملا۔ یہ چار حصون پر تقسیم ہو کے چلے تھے کہ ایک ساتھ مسلمانون پر جا پڑین۔ ایک حصہ اسلامی کیمپ کے قریب پہونچ گیا۔ مگر دیگر حصون کے انتظار مین اُسے حملے کی جرأت نہ ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ سوا ایک حصے کے تینون حصے رات بھر مارے مارے پھرے صبح کو جو دیکھا تو قلعہ سیسم کے نیچے کھڑے تھے۔ آخر صبح ہوتے دیکھ کے وہ لوگ بھی پلٹ آئے جو مسلمانون کے فرودگاہ کے قریب تھے اور ساتھیون کا انتظار کر رہے تھے جب

(۱) یہ سردار جس کا نام کاکا ہے اس کا لقب رانا تھا۔ اور یہان کے تمام حکمران اسی خطاب سے یاد کیے جاتے تھے۔ یہ خاندان ابتداً گنگا کے کنارے مقام آودھار مین آباد تھا۔ آودھیس کی یہ نسل سے تھے اُسی نے دریاے سندھ کے کنارے آکے سکونت اختیار کی تھی۔ اور جب سے یہ خاندان سلطنت سندھ کی ماتحتی مین بعزت وحکومت یہان زندگی بسر کرتا۔ چچ نامہ۔

آفتاب کی کرنین اُفق مشرق سے نمودار ہونے لگین سب پلٹ کے اپنے قلعہ مین آئے اور رات کی سرگزشت اپنے راجہ کاکا سے بیان کی۔ کاکا نے اُن کا حال سُن کے کہا "تم خوب جانتے ہو کہ میری جُرأت و اُولوالعزمی مشہور ہے لیکن مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قسمت ہی دگرگون ہے۔ اور تمھاری یہ ناکامی دیکھ کے مین نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ نجوم کی کتابون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ہندوستان پر قبضہ کر لین گے۔ اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ بات ضرور ہو گی۔"

کاکا محمد بن قاسم کی خدمت مین۔

اس کے بعد کاکا نے اپنے تمام فرمان بردارون اور دوستون کو ساتھ لیا اور عربی لشکر گاہ کی راہ لی۔ قلعہ سے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ راستے مین اُسے بنانہ بن حنظلہ نام ایک عربی شخص ملا جسے محمد بن قاسم نے دشمن کے حالات دریافت کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ بنانہ کو جب کاکا کے ارادے سے اطلاع ہوئی تو اپنے ہمراہ لے کے محمد بن قاسم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ سامنے جا کے آستان بوسی کی۔ اور عربی سپہ سالار کو اپنی وفاداری و اطاعت کی نسبت اطمینان دلانے لگا۔ محمد بن قاسم اُس سے بعزت پیش آیا۔ دوستانہ تعلقات قائم ہونے کے بعد کاکا نے محمد بن قاسم کو مہمات سندھ کے متعلق بہت سی نیک صلاحین دین اور اُس کے دل مین اپنی جگہ پیدا کر لی۔

اُس کا خلوص۔

کاکا نے یہ بھی بیان کر دیا کہ گزشتہ شب کو ہمارے بہادر جاٹون نے عساکر خلافت پر شبخون مارنا چاہا تھا۔ مگر راستہ بھول گئے۔ اور صبح کو بے نیل مرام واپس گئے۔ اور اسی سے مجھے آپ کی اقبالمندی کا یقین ہو گیا۔ اُن لوگون کو خدا ہی نے راہ سے بے راہ کر دیا کہ رات بھر اندھیرے مین ٹکراتے پھرے اور آپ کا بال بیکا نہ کر سکے۔ یہ بھی بتایا کہ ہمارے اہل نجوم کو اپنے حساب کواکب سے معلوم ہوا ہے کہ اس ملک پر مسلمانون کا قبضہ ہو جائے گا۔ غرض ان تمام باتون سے مجھے اس مین ذرا شبہہ نہین کہ خدا ہی کی یہ مرضی ہے اور کوئی فریب اور چالا کی ہمارے کام نہ آ سکے گی۔ آپ خاطر جمع رکھین اور اپنا دل مضبوط کر لین اس لیے کہ آپ اُنھین ہر طرح مغلوب کرین گے۔ مین آپ کی اطاعت و فرمان برداری کرون گا۔ ہر معاملے مین آپ کا مشیر رہون گا۔ اپنی طاقت بھر آپ کی اعانت کو

حاضر ہون۔ اور آپ کے دشمنون کے پسپا کرنے مین ہر طرح آپ کا ممد و معاون رہون گا۔

محمد بن قاسم کی مسرت

ایک ایسا خالص وفادار پا کے اور اُس کی زبان سے یہ کلمات سُن کے محمد بن قاسم کے دل مین ایسا جوش پیدا ہوا کہ خدا کی حمد و ثنا کی اور سجدے مین گر پڑا۔ کاکا کے ہمراہیون اور فرمان بردارون کی اُس نے پوری دلدہی کی اور حمایت و حفاظت کا وعدہ کیا۔ پھر پوچھا "بتائیے آپ کے یہان کیا دستور ہے کسی سردار کی قدر و منزلت کرنا ہوتی ہے تو اُس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے؟" کاکا نے کہا دربار مین کرسی دی جاتی ہے۔ ایک ریشمی لباس پہنا کے سر پر پگڑی باندھی جاتی ہے۔ ہمارے اجداد اور قوم جاٹ کے سماینون کا یہی دستور ہے۔ اتنا اشارہ پاتے ہی محمد بن قاسم نے اُسے خلعت سے سرفراز کیا۔ کاکا نے جیسے ہی محمد بن قاسم کا عطا کیا ہوا خلعت پہنا تو تمام وہ معزز لوگ جو اُس کے گرد کھڑے ہوئے تھے سب کے دل مین محمد بن قاسم کی اطاعت کا شوق پیدا ہو گیا۔ اُس نے یہ خلعت پہنتے ہی اپنے تمام ہمراہیون کے دل سے عربون کا خوف دور کر دیا۔ جن کے دل مین ہنوز بدخواہی کا مادّہ باقی تھا سمجھا بجھا کے اُس نے اُنھین بھی مطیع بنا لیا۔

پہلا خلعت ہندوستان مین کاکا کو دیا گیا

محمد بن قاسم نے اپنے ایک سردار عبدالملک بن قیس الدامانی کو اُس کے ہمراہ کیا تاکہ اُس کے ہاتھ سے انتظام ملکی مین خلاف شریعت اسلامیہ کوئی بات نہ ہونے پائے۔ اور اُسے حکم دیا کہ تمام باغیون اور دشمنون کو اپنی رائے کے مطابق سزا دے۔ کاکا نے یہ حکم پاتے ہی دولتمند دشمنون کو لوٹ لیا۔ سونا۔ چاندی۔ کپڑے۔ غلام۔ اور مویشی جو چیز اُن لوگون کے قبضے مین ملی ضبط کر لی۔ مویشیون کی یہان تک کثرت تھی کہ مسلمانون کی فوج مین گائے کا گوشت ضرورت سے زیادہ موجود تھا۔

بسیم پر حملہ اور فتح

کاکا کو اس سرزمین کے نظم و نسق پر مامور کر کے محمد بن قاسم نے یہان سے کوچ کیا۔ اور جا کے شہر بسیم پر حملہ آور ہوا جہان ججہرا نے بھاگ کے پناہ لی تھی۔ اس شہر پر عساکر اسلامیہ کو صرف دو ہی دن جان بازی دکھانے کی

نوبت آئی تھی کہ دشمن بھاگ نکلے۔ معرکۂ جنگ مین ججہرا جو بڑی حوصلہ مندی سے مقابلے کو سامنے آیا تھا کمال شجاعت مع اپنے بہت سے سردارون اور بہادرون کے جو اُس کے جھنڈے کے نیچے تھے اپنی جانین حمایت وطن پر قربان کین۔ باقیماندہ لوگ جن کا شمار مغرورین مین تھا دور دور کے شہرون بین بھاگ گئے۔ بعض تو ادھر اُدھر منتشر ہو گئے اور بعض نے شہر بھتیلور کی راہ لی۔ جو ساکوج اور قندابیل کے درمیان مین ہے۔ جنھون نے وہان پہونچ کے محمد بن قاسم کی خدمت مین ایک عرضی بھیج کے امان طلب کی۔ یہ سردار راے داہر کے دشمن تھے۔ اور گو مسلمانون سے شکست کھائی مگر اُن کو یہ ہرگز گوارا نہ ہوا کہ داہر کا ساتھ دین یا اُس کے دربار مین جا کے حاضر ہون۔ اِن لوگون نے اپنا ایلچی محمد بن قاسم کی خدمت مین بھیج کے ایک ہزار روپیہ سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور اپنی طرف سے سیوستان مین کفیل بھیجدیے اس لیے کہ سیوستان عساکر اسلامیہ کے مستقر کے قریب اور مسلمانون کے قبضے مین تھا۔

سیسم کے انتظامات۔ سیسم فتح کر کے محمد بن قاسم نے وہان کے سردارون پر خراج مقرر کیا اُن کے مزید اطمینان کے لیے تحریری عہدنامے لکھ دیے۔ حمید بن وداع اور عبد القیس جو جارود کی نسل سے تھا ان دونون کو سیسم کا والی مقرر کیا۔ یہ لوگ اُس کے معتمد علیہ تھے۔ اور اُسے اطمینان تھا کہ ہر دشوار معاملے کو یہ آسانی سے طے کر لین گے۔ اسی وجہ سے اُس نے وہان کی تمام مہمات کا اُن کو ذمہ دار بنا دیا۔ اور آگے بڑھنے کا ارادہ کرنے لگا۔

حجاج کے احکام و نصائح۔ یہان قابل اطمینان انتظام کر کے آگے بڑھنے ہی کو تھا کہ حجاج کا حکم نامہ ملا جس کی رُو سے اُسے ہدایت کی گئی تھی کہ یہ تاخیر نہین اچھی۔ جلدی جلدی آگے بڑھو۔ اب مناسب ہے کہ نیرون مین واپس آؤ۔ اور بلا تامل دریاے سندھ سے عبور کر کے خود داہر کے مقابلے مین صف آرا ہو۔ اسی تحریر مین حجاج نے بطور نصیحت یہ فہمائش بھی کی تھی کہ فتح و نصرت مین ہمیشہ خدا کی مدد پر نظر رکھنا جن قلعون اور شہرون پر قبضہ ہو جاے اُن کو کمزور چھوڑ کے آگے کا ارادہ نہ کرنا بلکہ ہر جگہ خوب مضبوطی کا سامان مہیا رہے تاکہ دشمنون کو موقع نہ ملے کہ

یہ خط پڑھتے ہی محمد بن قاسم نیرون مین واپس آیا اور اُدھر اُدھر اضلاع کے سطیع بنانے کے لیے چھوٹی چھوٹی فوجین روانہ کین۔

نیرون مین آکے محمد بن قاسم نے شہر کے قریب ایک پہاڑی پر خیمہ ڈالا۔ یہان کا منظر نہایت عمدہ تھا۔ نظر کے سامنے ایک نظر فریب آبشار جاری تھا۔ جس کا پانی نہایت ہی پاکیزہ اور صاف تھا۔ اور اُس کی ترائی مین ایسا عمدہ سبزہ زار دور تک چلا گیا تھا کہ دیکھ کے روح تر و تازہ ہو جاتی تھی۔ اِس دلچسپ اور پُر فضا مقام مین ٹھہر کے اُس نے حجاج بن یوسف کے نام یہ خط روانہ کیا:۔

محمد بن قاسم کا خط حجاج کے نام

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بر اعلیٰ ترین دربار اشرف زمین۔ تاج دین۔ حامی عجم و ہند۔ از جانب ادنے ترین خادم محمد بن قاسم۔ السلام علیک۔ بعد سلام معروض خدمت ہے کہ یہ جان نثار مع اپنے تمام سردارون۔ خدام عساکر اسلام اور تمام ساز و سامان کے بخیریت ہے۔ سب کارروائی نہایت عمدگی سے چل رہی ہے۔ اور مسرت حاصل ہے۔ رائے پر تنویر پر واضح ہو کہ صحراؤن کو قطع کر کے اور خطرناک منازل سے گذر کے مین سرزمین سندھ مین نہر سہون کے کنارے جو یہان کی اصطلاح مین دریائے سندھ کے نام سے مشہور ہے وارد ہوا۔ وہ حصۂ ملک جو مقام بدھیا کے گرد اور قلعۂ لغرور کے سامنے لبِ دریائے سندھ واقع ہے سب پر قبضہ کر لیا گیا۔ قلعۂ لغرور وہی ہے جسے نیرون کہتے ہین۔ یہ قلعہ آلور کی صوبہ داری کے ماتحت اور راے داہر کی قلمرو مین تھا تھوڑے ہی لوگ تھے جنھون نے ہماری مزاحمت کی جرأت کی۔ اور الحمدللہ کہ اُنھین سے اکثر ہمارے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے۔ اور باقی ہماری دہشت سے خوف زدہ ہو کے بھاگ گئے۔ چونکہ دار الامارت سے میرے نام واپسی کا حکم صادر ہوا۔ اور ہدایت کی گئی کہ جدھر مین بڑھ رہا تھا اُدھر سے واپس آکے دوسری طرف رُخ کرون لہذا مین پلٹ کے اُس پُر فضا قلعہ پر آ گیا جو نیرون کی پہاڑی پر واقع ہے۔ اور بہ مقابلہ تمام دیگر بلاد سندھ کے مقام مستقر امارت سے بہت قریب ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تائید ایزدی۔ امیر المومنین کی مہربانی اور ستودہ صفات امیر کے اقبال و توجہ سے کفار کے مضبوط سے مضبوط

قلعہ فتح ہو جائین گے۔ شہرون پر قبضہ ہوگا۔ اور ہمارے خزانے کو جو بار اُٹھانا پڑا ہے اُس کا بہت جلد معاوضہ ہو جائے گا۔ سیوستان اور سیسم کے قلعون پر بھی ہمارا قبضہ ہے۔ داہر کا بھتیجا۔ اُس کے جنگ جو اور ممتاز سرداران فوج ہماری جانبازی سے میدان جنگ مین مارے گئے۔ اور اُن کفار کے سوا جو ایمان لائے باقی تمام سرکش لوگ جو سپاہیون کا کام دے سکتے تھے تباہ کر دیے گئے۔ بُت خانون کی جگہ مساجد و معابد قائم ہین۔ منابر نصب ہو گئے۔ خطبہ پڑھے جاتے ہین۔ اذانون کی آواز بلند ہے۔ ہر طرف توحید کی صدا ہوا مین گونج رہی ہے۔ اور مسلمان اُس سرگرمی سے اپنے فرائض دینی ادا کرنے مین مشغول ہین کہ ہر نماز مستحب اوقات مین ادا کی جاتی ہے۔ ہر صبح و شام تکبیر کا نغمہ سُنا جاتا ہے۔ اور خدا کی حمد و ثنا کا زمزمہ اہل اسلام مین جوش و خروش پیدا کر رہا ہے۔"

یہ خط لکھ کے محمد بن قاسم نے حجاج کے دربار مین روانہ کیا۔ اور جواب آنے تک اسی جگہ ٹھہرا رہا۔ اس زمانۂ قیام مین اُس نے نیرون کے سمانی سردار کی نہایت عزت کی۔ اُس کو مراتب مین ترقی دی۔ اور بنانہ بن حنظلہ کو مع ایک مترجم اور اُس کے چند ہم قوم و ہم قبیلہ شجاعون کے ضلع بیٹ کی طرف روانہ کیا جس کی حکومت داہر کی طرف سے دھبایا کے بیٹے موکا کے قبضۂ اقتدار مین تھی۔ بنانہ نے بیٹ مین پہونچتے ہی ایسا سخت حملہ کیا کہ فوراً موکا مع اپنے خاندان کے بیس معزز اور عالی مرتبہ ٹھاکرون کے گرفتار ہو گیا۔ بنانہ ان لوگون کو گرفتار کر کے واپس آیا اور سب کو نوعمر شیر عرب محمد بن قاسم کے سامنے لا کے کھڑا کر دیا۔ موکا کی بیکسانہ صورت اور شریفانہ آداب نے محمد بن قاسم کے پُر رحم دل پر ایسا اثر کیا کہ اسے ترس آ گیا۔ اور اس حدیث نبوی کا نقشہ اُس کی آنکھون کے سامنے پھرنے لگا کہ "اکرموا عزیز قوم ذل"۔ اُس نے فوراً موکا کو اپنے سامنے کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ ایک لاکھ درہم بطور انعام دیے۔ خلعت سے معزز و ممتاز کیا۔ اور مراتب اعزازی مین یہان تک ترقی کی کہ اُسے ایک سبز چھتر مرحمت کیا جس کی چوٹی پر مور بنا ہوا تھا۔ اس کے بعد محمد بن قاسم نے موکا کے خاندانی ٹھاکرون کو خلعت اور آراستہ و پیراستہ گھوڑون سے سرفراز کیا۔ موکا کی اسیری

اور علاقۂ بیٹ کی حکومت اپنی طرف سے موکا کے ہاتھ مین دی۔ اور یہان تک اُس حال پر مہربان ہوا کہ اپنی طرف سے پروانہ لکھدیا کہ علاقۂ بیٹ کی ساری زمین اُس کے تمام شہر۔ میدان۔ اور اُس کے ماتحت کل اضلاع ہمیشہ موکا ہی کے قبضے مین رہین۔ اور اُس کے بعد بھی نسلاً بعد نسل ہمیشہ اسی کا خاندان اُس پر متصرف رہے گا۔ رایگی یعنے کسی کو رانا کی عزت دینے کا یہ پہلا چتر ہے جو مسلمانون کی طرف سے کسی دیسی راجہ کو دیا گیا۔ یہ ایسی فیاضی و قدر افزائی تھی کہ محمد بن قاسم نے موکا کے دل پر کامل فتح حاصل کر لی۔ جو ایسی فتح تھی کہ سارے ہندوستان کی فتح سے زیادہ کامیاب اور نیک نام کرنے والی فتح تھی۔ الغرض محمد بن قاسم نے موکا کو اپنا پورا ممنون منت بنا کے اور اُس کی زبان سے عاجزانہ لہجے مین اقرار وفاداری لے کے اپنے دربار سے رخصت کیا۔عــه

داہر کی طرف سے مزاحمت

راجہ داہر کو جب معلوم ہوا کہ محمد بن قاسم یہان تک بڑھ آیا اور دریائے سندھ کے کنارے اُس کی ترائی مین خیمہ زن ہے تو نہایت ہی پریشان ہوا۔ دیبل کا سا معبد اُس کے قبضے سے نکل چکا تھا۔ نیرون و دیگر بلاد اور متعدد قلعے مسلمانون کے فرمان بردار بن چکے تھے۔ اور سب سے زیادہ تردد اور نیز تعجب داہر کو اس بات پر تھا کہ اُس کے مامور کردہ والیان شہر اور حکام اضلاع مسلمانون کے مطیع ہی نہین ہوتے جاتے تھے بلکہ اُن کے جھنڈے کے نیچے جان بازی کو بھی تیار تھے۔ تاہم راجہ سے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہ بنی کہ محمد بن قاسم کے روکنے کا بندوبست کرے۔ آخر اُس نے ایک جرار فوج مرتب کی جس کی تعداد بہت زیادہ بتائی جاتی ہے۔ اور اُس کو لائق و بہادر سردارون کے ساتھ مسلمانون کے مقابلے کو روانہ کیا۔ محمد بن قاسم ہنوز دریا سے اُترنے کی تدابیر ہی کر رہا تھا کہ یہ عظیم الشان لشکر جلد جلد کوچ کرتا ہوا آپہونچا۔ اور دریا سے سندھ سے اُتر کے اُس کے مغربی کنارے پر عربی افواج کے سامنے صف آرا ہوا۔ محمد بن قاسم فوراً لڑائی پر آمادہ ہو گیا۔ دونون طرف کے جوانمردون نے جی کھول کے داد شجاعت دی۔ لیکن خاتمہ پر داہر کی اس کوشش کو بھی ناکامی

عــه چچ نامہ۔

ہوئی۔ عربون نے میدان جنگ مین ایسا حیرت انگیز استقلال دکھایا کہ دیسی حامیان وطن کو شکست فاش ہوئی اور بڑی بے سروپائی سے بھاگ گئے ۵

اسلامی سفارت

یہ شکست دے کے محمد بن قاسم نے اپنی طرف سے داہر کے دربار مین ایک سفارت روانہ کی۔ ایک لائق و تجربہ کار متوطن شام مسلمان پیام لے کے دریا سے اُترا۔ اس سفیر کے ہمراہ بطور ترجمان مولانا اسلامی نام ایک دیسی نومسلم بزرگ بھی گئے۔ جو دیبل کے ہندو شرفا مین تھے۔ اور محمد بن قاسم کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ یہ سفارت جب داہر کے دربار مین پہونچی تو داہر کے خلاف اُمید ان لوگون نے اُس کے سامنے نہ سجدہ کیا اور نہ سر جھکایا۔ ان لوگون سے علامات تعظیم کا نہ ظاہر ہونا داہر کو نہایت ناگوار ہوا۔ خصوص مولانا اسلامی کی یہ کج ادائی اُسے بہت ہی بُری معلوم ہوئی۔ اِس لیے کہ یہ دیبل کے معزز رُوسا مین تھے۔ ساری عمر ہندو راج کی رعیت رہے تھے۔ دیسی اخلاق و عادات سے واقف تھے اور سب پر طرہ یہ کہ داہر ان کو پہچانتا تھا۔ شامی شخص سے تو وہ کیا کہتا مگر مولانا اسلامی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "تم آداب شاہی کیون نہ بجالائے؟ کیا تم کو اس کی ممانعت کردی گئی ہے؟" دیبل کے مولانا نے جواب دیا "جب تک مین آپ کی رعایا مین تھا اُس وقت تک قواعد طاعت و آداب کی پابندی مجھ پر فرض تھی۔ لیکن اب جب کہ مین نے دین اسلام قبول کرلیا اور خلیفۂ اسلام کی رعایا مین داخل ہوچکا تو مجھ سے ایسی اُمید رکھنا بیکار ہے کہ کسی کافر کے سامنے سر جھکاؤن گا اس لیے کہ اسلام مین سوا خدا کے کسی کے سامنے سر جھکانا جائز نہین ہے۔" اِس جواب نے داہر کے دل پر بڑا اثر کیا۔ ایک بے بسی کے لہجے مین اُس کی زبان سے نکلا "افسوس! تم ایلچی ہو ورنہ قتل کے سوا تمھاری اور کوئی سزا نہ تھی۔" اِس پر مولانا اسلامی نے کہا "میرے قتل سے عربون کا کچھ بھی نقصان نہ ہوگا۔ مگر ہان وہ میرے خون کا پورا انتقام لین گے۔ اور آپ کو سخت صدمہ پہونچے گا۔" اس کے بعد سفارت کا پیام دیا گیا۔ داہر نے اپنے وزیر سی ساکر سے مشورہ کیا۔ علافی عرب نے بھی جو عمان سے جلاوطن ہوکے داہر کے دامن مین پناہ لی تھی بخوبی راے زنی کی۔ اس تمام

عہ ۵ یعقوبی

گفتگو کا نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ محمد بن قاسم کے شرائط قطعاً نامنظور کیے گئے۔ اور اسلامی سفیر انکاری جواب لے کے واپس روانہ ہوا۔

واپسی سفارت کے بعد راے داہر نے فوج جمع کرنا شروع کر دی۔ اور دریاے سندھ کے قریب آ کے خیمہ زن ہو گیا۔ محمد بن قاسم بھی آگے بڑھنے کے تدابیر مین تھا کہ حجاج کا خط مع دو ہزار عربی سوارون کے آ گیا۔ اِس خط مین دریاے سندھ سے پار اُترنے کا قطعی حکم دے دیا گیا تھا۔[ع۵] لیکن محمد بن قاسم نے پار اُترنے سے پہلے ضروری خیال کیا کہ شہر سدوسان پر بھی قبضہ کر لیا جاے۔ اس لیے کہ باغیون اور سرکشون کا ایک گروہ پیچھے چھوڑ کے دریا سے اُتر جانا کسی طرح مناسب ہی نہ تھا۔

شہر سدوسان پر مسلمانون کا قبضہ۔

اس غرض کے لیے اُس نے اپنی فوج بلکہ اپنے قبیلے کے ایک جرار سردار محمد بن مصعب بن عبدالرحمن ثقفی کو تھوڑے سوارون کے ساتھ سدوسان کی طرف روانہ کیا۔ محمد بن مصعب کے آنے کی خبر سُنتے ہی اہل سدوسان گھبرا اُٹھے۔ اور گو محمد بن قاسم اور داہر کی لڑائی کا معاملہ ہنوز تقدیر کے پردے اور بیم و رجا کے دامن مین تھا۔ مگر اُنھین اپنے حق مین یہی مناسب معلوم ہوا کہ عربون کی اطاعت ہی نہ کرین بلکہ محمد بن قاسم کا پورا ساتھ دین۔ اُنھون نے فوراً ایک سفارت کے ذریعے سے محمد بن مصعب کے سامنے سرِ اطاعت جُھکا دیا۔ اور امان طلب کی۔ ثقفی جوانمرد نے اُن کو امان دی۔ اہل شہر پر جزیہ یا خراج مشخص کیا۔ چند عمائد شہر بطور کفیل اپنے قبضے مین کر لیے۔ اور دیسیون کو اپنی مہربانی کا ایسا گرویدہ بنا لیا کہ جب وہ محمد بن قاسم کے پاس واپس آیا تو اُس کے ہمراہ رکاب سدوسان کے چار ہزار پابندانِ مذہب بودھ تھے جو علم اسلام کے نیچے مرنے اور کٹنے پر تیار تھے۔ انھین لوگون مین سے ایک کو محمد بن قاسم نے شہر سدوسان کا حاکم مقرر کیا۔ اور باطمینان دریاے سندھ سے اُترنے کی تدبیرین کرنے لگا۔[ع۶] اور ہو کا کو کشتیان فراہم کرنے کا حکم دیا۔

راے داہر کا بیٹا جے سنگھ اُس پار قلعہ بیٹ پر آ پہونچا اس لیے کہ محمد بن قاسم نے

---

ع۵ چچ نامہ ع۶ بلاذری۔

یہ سارا ملک موکا کے قبضے میں دے دیا تھا۔ لیکن جب داہر کو معلوم ہوا کہ محمد بن قاسم کے لیے بسایا کا بیٹا موکا کشتیاں فراہم کر رہا ہے تو اُسے موکا کی نمک حرامی پر بڑا غصہ آیا۔ اُس نے فوراً برہم ہو کے علاقہ بیٹ پر اپنی طرف سے راسل کو مقرر کیا۔ اور موکا کو برائے نام معزول کر دیا۔ یہ نیا والی قصّہ[عہ] کا راجہ تھا۔ راسل کو یوں مورد الطاف کر کے داہر نے حکم دیا کہ محمد بن قاسم کو دریائے سندھ سے نہ اُترنے دے۔

تدابیر جنگ

اب محمد بن قاسم ہمہ تن پار اُترنے کی فکر میں مشغول تھا۔ لیکن اس سے پیشتر اُسے بہت سی تدبیریں کرنا تھیں۔ اطراف و جوانب کے قلعہ مضبوط کرنا تھے مختلف راستے روکنا تھے۔ اپنی رسد کا پورا بند و بست کر لینا تھا۔ اور سب سے زیادہ یہ فکر تھی کہ داہر سامنے آ کے پار اُترنے سے مزاحم نہ ہو۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں اُسے بڑی دقت پیش آنے کا اندیشہ تھا۔ غرض ان سب اُمور کے طے کرنے کے لیے اُس نے بڑے بڑے انتظامات کیے۔ سلیمان بن بنہان قریشی کو حکم دیا کہ اپنی فوج جب کے بہادری و سرگرمی کے ساتھ قلعۂ آلور کے راستے پر جائے اور چھ سو سوار اُس کے ہمراہ کیے اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو داہر کا بیٹا گوپی[عہ] اپنے باپ سے آ کے مل جائے۔ سلیمان کو اُدھر روانہ کرنے کے بعد اُس نے عطیہ ثعلبی کو بُلا کے حکم دیا کہ پانسو آدمی اپنے ہمراہ لے کے جائے اور اُس راستے کی نگہبانی کرے جدھر سے اندیشہ ہے کہ ہندو سردار فوج اکھم آ کے مقام گنداوا کا راستہ نہ روک دے۔ پھر اُس نے نیرون کے سمانی سردار کو حکم دیا کہ اپنی طرف کی سڑک کھُلی رکھے تاکہ اُدھر سے مسلمانوں کے لیے رسد اور دانہ چارے کی

---

عہ یہ واقعات تو اکثر چچ نامہ میں موجود ہیں مگر راسل کو بلاذری قصّہ کا راجہ لکھتا ہے۔ غالباً قصّہ کچھ کا معرب ہے جو اُس زمانے میں سندھی راج کا مطیع معلوم ہوتا ہے۔

عہ اس دیسی شاہزادے کے نام کو مورخین کہیں تو توفی لکھتے ہیں اور کہیں قوفی۔ توفی کی پھر خرابی یہ ہوئی کہ آخر میں کوفی بن گیا۔ لیکن عرب جن اصول سے دیگر زبانوں کے ناموں کو اپنی زبان میں لے جاتے ہیں اُن کے اعتبار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام گوپی ہے جو آج تک ہندوؤں میں مروج ہے۔ افسوس کہ اس نام کا پتا باوجود بڑی تفتیش کے اس وقت تک کوئی نہ لگا سکا۔

آمد جاری رہے اور برابر عربی لشکرگاہ مین ہر قسم کا ضروری سامان بآسانی پہونچ جایا کرے۔ اسی طرح اُس نے ذکوان بن علوان بکری کو پندرہ سو سپاہیون پر سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ سبیٹ کے سردار موکا کی نگرانی کرتا رہے۔ اس لیے کہ گو وہ اطاعت قبول کر چکا ہے اور عربی احسانات کا زیر بار ہے مگر اُس کے طرف سے بالکل بے پروا ہو جانا احتیاط کے خلاف ہے۔ پھر اُس نے سبیٹ کے ٹھاکرون اور سرزمین کے جاٹون کو ساگرہ اور جزیرۂ سبیٹ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہان کی حفاظت کرتے رہین۔ سبیٹ دریا کے اُس پار واقع تھا اور گو ہنوز محمد بن قاسم کا اُس پر قبضہ نہین ہوا تھا۔ مگر وہان کا سردار موکا حاضر ہو کے مسلمان ہو گیا تھا اور محمد بن قاسم نے اُس کی حکومت اُسی کے قبضے مین رکھی تھی۔ ان لوگون کو سبیٹ کے محاذات مین اُس نے اس لیے مامور کیا کہ اُدھر سے غنیم کی فوج نہ گزر سکے یعنی نہ اُدھر سے ادھر آ سکے۔ اور نہ اِدھر سے دشمن کا کوئی لشکر اُدھر جا سکے۔ پھر فوجی ترتیب کی طرف توجہ کی محمد بن مصعب بن عبدالرحمن کو فوج طلیعہ کا سردار مقرر کیا اور بنانہ بن حنظلہ کو ایک ہزار سوار پر افسر کر کے درمیان مین قائم کیا۔

دریائے سندھ پر پل باندھا گیا

یہ تمام انتظامات کر کے پار اُترنے کی فکر کرنے لگا۔ اُس نے جا بجا آدمی بھیج کے پایاب مقامات کا امتحان کیا۔ لیکن اس تجویز مین ناکامی ہوئی۔ دریا کہین پر پایاب نہ ملا۔ تب اُس نے اُن کشتیون کا پل بنانا شروع کر دیا جن کو موکا نے اُس کے حکم سے فراہم کیا تھا۔ لیکن جیسے ہی یہ کشتیان پل بنانے کی غرض سے مرتب کی جانے لگین راے داہر کی طرف سے راسل اُس پار کے کنارے پر آ موجود ہوا۔ اور اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ پل نہ باندھنے دین۔ یہ وہی دشواری تھی جس کا اندیشہ محمد بن قاسم کو پہلے ہی سے تھا۔ خیال کیا جا سکتا تھا کہ عربی نوعمر سردار فوج اس دشواری کے پیش آنے سے کسی قدر پریشان و مایوس ہوگا۔ مگر نہین اُس نے راسل کی مزاحمت کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور اُسی سرگرمی سے پل بنوانے مین مشغول رہا۔

محمد بن قاسم نے اس موقع پر ایک عجیب و غریب حکمت سے پل باندھا جب اُس نے دیکھا کہ حریف کے تیر کسی طرح کشتیان برابر ہی نہین کرنے دیتے تو

اُس نے تمام کشتیون کو اسی پار منگوا لیا۔ اور اسی پار دریا کے کنارے کنارے طولاً کشتیون کو مرتب کر کے ایک بڑی قطار قائم کر دی۔ اور اُن سب کو ایک دوسرے مین خوب مضبوطی سے باندھ کے اندازہ کر لیا کہ کشتیون کی اس صف کا ایک سرا اگر ہٹا کے اُس طرف لے جایا جائے تو پار کے کنارے سے لگ جائے گا اس کا صحیح اندازہ کر کے ملاحون اور فوج کی مدد سے اُس نے اُس صف کو دریا کے عرض کی طرف بڑھایا۔ کنارے سے ہٹنا تھا کہ نہاؤ نے اور مدد دی اور تھوڑی ہی دیر مین کشتیون کی قطار ایک عمدہ اور مضبوط پُل کی طرح اس پار سے اُس پار تک قائم ہو گئی۔

مسلمان راسل کے لوگون کو ہٹا کے پار اُتر گئے۔

راسل اور اُس کے ساتھی اس کارروائی کو ہنوز حیرت کی نگاہون سے دیکھ ہی رہے تھے کہ عربی فوجین تیرون کا مینھ برساتی ہوئی پُل پر سے گزرنے لگین۔ تھوڑی دیر مین راسل کی فوج جو مزاحمت کے لیے اُس پار صف باندھے کھڑی تھی تیرون کی بوچھار سے منتشر ہو گئی۔ اور ہنوز سندھی سپہ سالار اپنی درہم برہم فوج کو مرتب نہ کرنے پایا تھا کہ مسلمان سپاہی پُل کی مسافت طے کر کے پار اُتر گئے اور جاتے ہی دشمنون پر ٹوٹ پڑے۔ سندھیون سے سوا بھاگنے کے اور کوئی تدبیر نہ بنی۔ اور محمد بن قاسم کے سپاہی اپنی اس کامیابی پر اس قدر نازان تھے کہ پار اُتر کے اُنھون نے دشمنون کو بھگایا ہی نہین بلکہ اُن کو مارتے اور کاٹتے برابر شہر جہم کے پھاٹکون تک چلے گئے۔

اِس امر کا پتہ لگانا دشوار ہے کہ محمد بن قاسم نے کس جگہ دریاے سندھ پر پُل باندھ کے اپنی فوج پار اُتاری۔ فتوح البلدان سے صرف اتنا پتہ معلوم ہوتا ہے کہ جس زمین پر وہ اُترا ہے وہ قطعہ (کچھ) کے راجہ راسل کی سرحد مین ہے۔ غالباً یہ وہ حصۂ زمین ہو گا جو خلیج کچھ اور دریاے سندھ کے مابین واقع ہے۔ اس لیے کہ قیاس چاہتا ہے کہ اس وقت تک محمد بن قاسم اسی جنوبی حصۂ سندھ مین تھا اور نیز کچھ کے راجا راسل کو بھی داہر نے یہی علاقہ دیا ہو گا۔ اس لیے کہ اس کے اصلی ملک سے ملا ہوا ہے۔ زیادہ وضاحت کے ساتھ یون کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان سپہ سالار حیدر آباد سندھ کے حوالی مین پار اُترا۔

مسلمانون کے پار اُترنے کی خبر سُن کے راجے داہر کا غضب

غالباً محمد بن قاسم مصلحت دیکھ کے رات کے وقت دریا سے اُترا تھا اِس لیے کہ صبح تڑکے جیسے ہی راجے داہر کی آنکھ کھُلی اُس کے بدنصیب معتمد نے عرض کیا کہ محمد بن قاسم پار اُتر آیا۔ اور راجہ ہی کی فوج کو سخت زک ہوئی۔ آنکھ کھُلتے ہی جو پہلی خبر راجہ نے سُنی وہ یہ تھی جسے سُنتے ہی وہ نہایت برہم ہوا۔ اور غصے سے اس قدر از خود رفتہ ہو گیا کہ طیش مین آکے اُس معتمد کو فوراً قتل کرا ڈالا۔ اس واقعہ نے دیسی رؤسا کو راجہ کی طرف سے اور بدگمان کر دیا۔ جو سرداران فوج اس وقت تک وفاداری و جانبازی کے ساتھ اُس کا ساتھ دے رہے تھے اُن کے دل مین بھی یہ خیال یقیناً پیدا ہو گیا ہو گا کہ راجہ کو چھوڑ کے محمد بن قاسم کا ساتھ دین جس کی رحمدلی اور معدلت کیشی کی تمام سرزمین سندھ مین دھوم مچی ہوئی تھی۔

# نوان باب

## محمد بن قاسم دریاے سندھ کے اس پار

مسلمانون نے ببٹ کو اپنا مستقر قرار دیا۔

اب عربی فوجین دریا کے کنارے سے کوچ کر کے شہر ببٹ پر پہونچین اور یہ فوجین اس قدر آراستہ و پیراستہ تھین کہ تمام گھوڑون کی پیٹھون پر پاکھرین پڑی ہوئی تھین۔ اور سپاہیون کے دل مین جوش شجاعت بھرا ہوا تھا۔ محمد بن قاسم نے یہان پہونچ کے ہر طرف مناسب مقامات پر فوجین مقرر کین۔ اور حکم دیا کہ اسلامی لشکرگاہ کے گرد خندقین کھودی جائین تاکہ اُن خندقون کے دائرے کے اندر تمام سامان رسد اور اسباب جنگ حفاظت سے رکھا جا سکے اور مسلمان بآسانی اُس کی نگہداشت کر سکین۔ اسی مقام کو محمد بن قاسم نے اپنا مستقر قرار دیا۔ ضرورت کے موافق فوج بھی یہان چھوڑ دی۔ اور آگے کا ارادہ کر دیا۔

مسلمان جیتور پہونچے

سپہ سالار عرب یہان سے کوچ کر کے شہر راور کی طرف چلا۔ راستے مین مین ایک مقام پر پہونچا جسے جیتور کہتے تھے۔ راور اور جیتور کے درمیان مین ایک جھیل تھی جس کے کنارے راے داہر نے روک ٹوک کے لیے ایک منتخب شدہ فوج مقرر کر رکھی تھی۔ جب یہان تک محمد بن قاسم کے بڑھ آنے کی خبر داہر کو پہونچی تو اُس نے پھر روکنے کی کوشش شروع کی۔ محمد بن قاسم نے ادھر پار اُتر کے اپنی کامیابی کا مژدہ حجاج کو لکھا۔ اور مقابلے کا پورا سامان کرتا رہا۔ محمد بن قاسم سامان کر ہی رہا تھا کہ داہر کا بیٹا جے سنگھ اپنے باپ کے حکم سے ایک زبردست فوج لے کے مقابلہ کو آ موجود ہوا۔[۵]

داہر کے بیٹے جے سنگھ کو مزاحمت مین شکست ہوئی

راور اور جیتور کے درمیان مین جو جھیل واقع تھی اُسی کے کنارے دونون فوجون مین مقابلہ ہوا۔ یہ جھیل کچھری کے نام سے مشہور تھی۔ محمد بن قاسم اس لڑائی مین خود نہین گیا۔ بلکہ اُس نے اپنی فوج اور اپنی قوم کے ایک جوان مرد عرب سردار عبداللہ بن علی ثقفی کو تھوڑے سے لشکر کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جھیل کے کنارے

---

[۵] چچ نامہ۔

عبد اللہ نے اپنے عربی جوانون کی صف بندی کی۔ اور جے سنگھ کی فوج پر ایسی شجاعت و دلیری سے حملہ کیا کہ سندھی فوج کے قدم اُکھڑ گئے۔ سندھیون کی اس شکست کا زیادہ سبب یہ ہوا کہ عین معرکۂ جنگ مین جبکہ عربی سپاہی ہر طرف سے پلے پڑتے تھے وطنی فوج کے سردار شاہزادہ جے سنگھ کے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ چھوٹ گئی۔ گھوڑا لڑائی کی شدت مین کچھ ایسا بدحواس ہو گیا تھا کہ بے تحاشا بھاگ نکلا۔ جے سنگھ اس حالت مین اُس کی پیٹھ پر بالکل نہ سنبھل سکا اور دھم سے زمین پر آرہا۔ فوج نے جب اپنے سردار کی زین خالی دیکھی تو یقین کر لیا کہ جے سنگھ معرکۂ کارزار مین مارا گیا اس خیال نے عام طور پر ایسی مایوسی پیدا کر دی کہ ہر طرف سے لوگون نے بھاگنا شروع کر دیا۔ عربون نے فوراً بڑھ کے غریب جے سنگھ کو مار ڈالا جو زمین پر گرا پڑا تھا عہ عبد اللہ یہ نمایان فتح حاصل کر کے واپس روانہ ہوا۔ اور کامیاب و بامراد جا کے محمد بن قاسم کو فتح کی خوشخبری سنائی عہ

راسل مسلمانون سے آملا۔

اس شکست نے داہر کے سردارون مین طرح طرح کے مایوسانہ خیالات پیدا کر دیے اور اُس کے بڑے بڑے معتمد اہل دربار مسلمانون کی اطاعت پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ راسل جو دریائے سندھ سے اُترتے وقت سب سے پہلے محمد بن قاسم کا مزاحم ہوا تھا راے داہر سے ٹوٹ کے محمد بن قاسم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور گزشتہ سرتابیون پر اظہار ندامت کرنے لگا۔ محمد بن قاسم اس سے بہ لطف و مرحمت پیش آیا اور اپنے دربار مین اُس کی بڑی عزت کی۔ انعام و اکرام سے معزز و ممتاز کیا۔ راسل نے عربی نوعمر سردار کی طرف سے جب ایسی قدردانی دیکھی تو دل مین بہت ہی خوش ہوا۔ اور سچائی سے وفاداری اور دیانت داری کا وعدہ کر کے کہنے لگا دو تقدیر سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا۔ عالی مرتبہ امیر نے اب مجھے اپنے احسانات کا

---

عہ جے سنگھ کا مارا جانا یقیناً غلط ہے۔ اس لیے کہ راے داہر کے بعد اُس نے برہمن آباد کے قلعہ مین مسلمانون سے خوب مقابلہ کیا۔ ہان اگر صحیح بھی ہو تو داہر کا کوئی اور بیٹا یہان مارا گیا ہو گا۔ ایسی غلطیان چچ نامہ مین اکثر جگہ ہو گئی ہین جس کی وجہ صرف اس قدر تھی کہ عرب ہندی نامون سے بالکل ناآشنا تھے۔

عہ میر معصوم۔

گرویدہ بنا لیا۔ اور وعدہ کرتا ہون کہ آیندہ اسلامی حکومت کی خدمات نہایت راست بازی سے بجالاؤن گا۔ اور مجھ سے کوئی امر امیر کی مرضی کے خلاف نہ ظاہر ہوگا۔" محمد بن قاسم نے اُس کے اس عہد و پیمان پر اظہار مسرت کیا۔ مگر چونکہ حکومت بیٹ وہ پہلے موکا کو دے چکا تھا لہذا یہ علاقہ راسل کے قبضے سے نکال کے اُسے دیدیا گیا۔ لیکن یہ امر چونکہ نیک نیتی سے ایفاے عہد کے طور پر کیا گیا تھا راسل کو ذرا بھی ناگوار نہین ہوا۔ بلکہ وہ موکا کے ساتھ مل کے محمد بن قاسم کی خدمات بجالانے پر آمادہ ہوگیا۔

ان دونون دیسی افسرون نے محمد بن قاسم کو آگے بڑھنے کی راے دی۔ اُس نے ان کی راے کے مطابق فوراً کوچ کر دیا۔ اور آگے بڑھ کے نزانی نام ایک گاؤن مین فروکش ہوا۔ راے داہر اس وقت مقام کاجی جاٹ مین تھا۔ اور نزانی اور کاجی جاٹ کے درمیان مین اب صرف وہ جھیل تھی جس کے کنارے داہر کا بیٹا جے سنگہ مارا گیا تھا۔ یہ بہت بڑی جھیل تھی اور پار اُترنا بہت دشوار معلوم ہوتا تھا۔ راسل نے بڑھ کے محمد بن قاسم کی خدمت مین عرض کیا "خدا انصاف پرور اور دیندار سردار کی عمر مین برکت دے۔ اس جھیل سے پار اُترنے کی سخت ضرورت ہے۔ اگر حکم ہو تو مین اُس کا بندوبست کرون۔" محمد بن قاسم نے بھی چکر لگا کے پار جانے کی دشواریان دیکھین۔ مگر اُسے اجازت دیدی۔ راسل نے اشارہ پاتے ہی ایک کشتی کہین سے فراہم کی جس پر صرف تین ہی آدمی بیٹھ سکتے تھے تین سپاہیون کو اس کشتی پر سوار کرا کے اُس نے پار اُتارا۔ اور اُن لوگون کو فہمایش کر دی کہ خاموش ٹھہرے رہین تاکہ داہر کے لشکرگاہ مین اُن کے اُترنے کی خبر نہ ہو جاے۔ اُن لوگون کو اُتار کے کشتی واپس لایا اور تین اور آدمی اُتارے۔ اسی طرح تین تین کر کے اُس نے بہت سا لشکر اُس پار پہونچا دیا اور ایک ایسے مقام پر اس فوج کو قائم کیا جہان اس جھیل نے ایک چھوٹے خلیج کی سی صورت پیدا کر لی تھی۔

راسل نے سارا لشکر بآسانی پار اُتار کے محمد بن قاسم سے کہا اب مناسب ہے کہ آپ ایک منزل اور سفر کرین۔ وہان آپ جے پور نام ایک

راسل نے مسلمانون کو جھیل سے اُتارا۔

گاؤن مین پہونچین گئے جو لشکرگاہ بنانے کے لیے نہایت مناسب ہے اور دوہاوا ندی کے کنارے واقع ہے۔ وہ مقام آپ کے اور داہر کے لشکرگاہ کے بالکل درمیان مین ہے۔ اگر آپ نے وہان پہونچ کے اُس گاؤن پر قبضہ کر لیا تو آپ کو نہایت عمدہ موقع ملے گا کہ داہر کی فوج پر نیز اُس کے سامنے سے اور نیز اُس کی پشت سے دونون طرف سے حملہ کر سکین۔ اور نہایت کامیابی سے اُس کے فرودگاہ پر آپ قبضہ کر لین گے۔ محمد بن قاسم نے یہ رائے تسلیم کی اور فوراً دریاے دوہاوا کے کنارے جے پور مین جا کے خیمہ زن ہوا۔

راسل کی رائے سے محمد بن قاسم جے پور مین خیمہ زن ہوا۔

جب مسلمان سردار جے پور پر قابض ہو چکا تو راے داہر کو خبر پہونچی کہ محمد بن قاسم یہان تک بڑھ آیا اور لشکر اسلام بالکل سر پر آ پہونچا ہے۔ یہ حال جب اُس کے وزیر سی ساگر نے سُنا تو بے اختیار کہہ اٹھا "افسوس۔ اب کچھ نہین ہو سکتا۔ اس گاؤن کا نام جے پور ہے یعنے فتح کا شہر۔ جو فوج وہان پہونچ گئی بے شک کامیاب و فتحمند ہوگی۔" اپنے وزیر کی زبان سے یہ الفاظ سُن کے داہر نہایت برہم ہوا۔ اور غضبناک ہو کے کہنے لگا "جے پور نہین محمد بن قاسم ہڑباڑی مین آیا جہان اُس کی ہڈیان گرین گی۔" تاہم داہر کے دل پر بھی عربی متواتر فتوحات کا ایسا رعب بیٹھ گیا تھا کہ لشکرگاہ کو کھلے میدان سے اُکھاڑ کے راوَر کے قلعہ مین لے گیا۔ اور اپنے متعلقین اور تمام ساز و سامان کو راوَر مین کر لیا تاکہ بخوبی حفاظت کی جا سکے۔

داہر کو خبر ہوئی کہ عرب جے پور پر قابض ہو گئے۔

محمد بن قاسم یہ حال دیکھ کے آگے بڑھا اور سنہ ۹۳ھ مین رمضان مبارک کی پہلی تاریخ شہر راوَر کا محاصرہ کر لیا۔ لڑائی کا سامان ہونے لگا۔ اور ہر جہار طرف منجنیقین قائم کر دین۔ راے داہر نے کم قوت اور دل ہارے ہوئے محصورین کی طرح یہ نہین کیا کہ شہر کے پھاٹک بند کر کے بیٹھ رہا ہو بلکہ برابر شہر سے نکل کے مقابلہ کرتا تھا۔ اور عربون کو بہت کم اطمینان سے بیٹھنے دیتا تھا۔ یہ محاصرہ برابر دس روز تک قائم رہا۔ اور ان دس دنون مین سات لڑائیان ہوئین۔ مگر اقبال ابتدا ہی سے انجام کی خبر دے رہا تھا اس لیے کہ مذکورہ ساتون میدانون مین

محمد بن قاسم نے راوَر کا محاصرہ کر لیا۔

ع‍ ۵ چچ نامہ۔

مسلمان ہی فتحیاب ہوئے[۱]

راے داہر نے مقابلہ کا سامان کیا
بعض معتبر مورخین[۲] داہر کی لڑائی کا حال یون بیان کرتے ہین کہ داہر کو جب خبر ہوئی کہ محمد بن قاسم قریب آ پہونچا تو اُس نے اپنا لشکر مرتب کیا۔ اور سامان کرنے لگا کہ خود ہی بڑھ کے مقابلہ کرے۔

داہر کی فوج کا تزک احتشام
ایک بڑے تزک و احتشام سے اُس نے اپنی فوج کو ایک دولتمندانہ جلوس کی رونق کے ساتھ شہر کے پھاٹکون سے نکالا۔ کوہ پیکر ہاتھیون کی ایک زبردست اور ہیبت ناک صف آگے آگے تھی جو ایک طوفان لانے والی گھنگھور گھٹا کی طرح جھومتے چلے آتے تھے۔ اور جن کی پیٹھ پر جانباز حامیان وطن کے آبدار اسلحہ کی بجلیان چمکتی جاتی تھین۔ ہاتھیون کے پیچھے دس ہزار مسلح اور زرہ پوش سوارون کا پرا تھا۔ سوارون کے بعد تیس ہزار پیدل جان نثاران تخت تھے۔ جو بال بچون کو رخصت کر کے ملک و ملت پر اپنی جانین فدا کرنے اور راجہ کے جھنڈے کے نیچے کٹ مرنے کے لیے نکلے تھے۔ جن کے درمیان زاج کا زبردست اور سب سے بڑا سفید ہاتھی تھا۔ اُس کی پیٹھ پر مرصع عماری کسی ہوئی تھی۔ عماری کے درمیان مین خود راے داہر جلوہ افروز تھا۔ اور ادھر اُدھر دو حور نژاد و پری زاد خواصین تھین۔ اُن مین سے ایک کے ہاتھ مین جام شراب تھا۔ اور دوسری خاصدان لیے ہوئے تھی۔ اور برابر پان دیتی جاتی تھی[۳] راجہ کے ہاتھی کو بڑے بڑے زبردست اور بہادر ٹھاکر اور تجربہ کار افسر گھیرے ہوئے تھے جنھون نے بے مثل شجاعت سے مقابلہ کیا۔ اور اپنے گرد خون کے سیلاب بہا دیے[۴]

راے داہر اس جلوس اور اس ٹھاٹھ سے مسلمانون کے مقابلے کو نکلا افسوس کہ دکھانے اور اپنے سپاہیون کا دل بڑھانے کے لیے اُس نے ایسا سامان کیا۔ اور اس شان سے چلا کہ جس خیر خواہ وطن کی نظر پڑتی تھی اُس کی زبان سے بے اختیار کلیات دعاے فتح و فیروزی نکل جاتے تھے۔ مگر اس کو کیا کرتا کہ قسمت دگرگون تھی۔ اور جن سیدھے سادے اور بے تکلف جوانوت

[۱] میر معصوم [۲] چچ نامہ [۳] میر معصوم [۴] بلاذری

کے مقابلے کو چلا تھا اُن کے دل پر اس کر و فر اور اس دُنیاوی شان و شوکت کا کوئی اثر نہ ہو سکتا تھا۔ وہ کیا جانتا تھا کہ حریف کی دست درازیاں بہت ہی جلد اس خوشی کے جلوس کو وہ اندوہناک جلوس بنا دین گی جو شاہی جنازون کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

داہر کی فوج مسلمانون کے قریب اُتری

جاتے جاتے یہ جلوس اتنی دور تک بڑھ گیا کہ اسلامی لشکر گاہ وہان سے صرف نصف فرسخ پر تھی۔ اُس وقت راجہ نے اپنا لشکر روکا اور خیمہ زن ہو گیا اب لڑائی کا وقت قریب آ گیا۔ اور گو یہ کر و فر تھا مگر اُمید و بیم کا پردہ اُس کے سامنے تھا جس مین سے طرح طرح کی مختلف صورتین اُسے نظر آ رہی تھین۔ کبھی اُمید بندھتی تھی اور کبھی مایوسی ڈرا دیتی تھی۔ اس تذبذب و تردد کی حالت مین اُس نے اپنے خاص نجومی پنڈت کو بلایا۔ اور کہا "مین لڑائی پر جاتا ہون۔ بتاؤ زہرہ کس برج مین ہے۔ اور خوب غور کر کے حساب لگاؤ کہ لڑائی کا کیا انجام ہوگا"۔ پنڈت نے دیر تک حساب لگایا اور آخر باادب عرض کیا "حساب سے تو عربون ہی کی فتح نظر آتی ہے۔ اس لیے کہ زہرہ اُن کے پیچھے اور آپ کے سامنے ہے"۔ اس منحوس پیشین گوئی نے راجہ کو نہایت پریشان کر دیا۔ اور غصہ و یاس کے عالم مین وہ غور کر رہا تھا کہ پنڈت نے بڑھ کے کہا "مہاراج تردد نہ کرین۔ اس کی تدبیر بھی مین کر سکتا ہون۔ حکم دیجیے کہ زہرہ کی ایک مورت سونے کی بنائی جائے۔ اور اُسے مہاراج اپنے پیچھے گھوڑے کی زین مین باندھ کے میدان مین جائین اس طرح زہرہ آپ کی پشت پر ہوگا۔ اور آپ ہی کی فتح ہوگی"۔ پنڈت کے اس بیان سے راجہ کی اُمیدین زندہ ہو گئین۔ زہرہ کی مورت اُس کی زین کے پیچھے باندھ دی گئی۔ اور وہ مقابلے کو نکلا۔

اس لڑائی کی نسبت نجومیون کی راے۔

در اصل علم نجوم کے حساب نے اُن تمام لوگون کو نقصان پہونچایا جو اُس کے معتقد تھے۔ ہندوستان کے راجہ ہمیشہ سے اس کے معتقد معلوم ہوتے ہین۔ اس کے حسابات چاہے صحیح ہون یا غلط لیکن اگر خلاف واقع ہوئے تو اُن سے جو مایوسانہ اثر دل پر پڑتا ہے اور جو نا اُمیدی پیدا ہو جاتی ہے اُس کے نتائج یقینی طور پر انتہا سے زیادہ مضرت بخش ہوتے ہین۔

یعقوبی کا بیان ہے کہ راے داہر یہان پہونچ کے عرصے تک ٹھہرا رہا کئی مہینے تک دونون لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ اتنی مدت تک دھوکے مین رکھ کے اور بھلا دادے کے ایسے وقت جب کہ عربی سپاہی بالکل بے خبر تھے داہر نے یکایک حملے کا حکم دیدیا۔ اور سندھی جانباز مسلمانون کے خیمہ گاہ پر جا پڑے۔ تاہم مسلمانون نے صبر و بہادری سے کام لیا اور دلیرون کو پسپا کر کے لڑائی کا فیصلہ اپنے حق مین کیا۔

پہلی چار لڑائیان

الغرض داہر اپنے لشکر کے ساتھ مقابلے کو نکلا۔ مسلمانون نے پوری دلیری اور شجاعت سے راے داہر کی نوجون کو روکا۔ ایک بڑی سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ شام ہو گئی اور تقدیر نے کسی کے حق مین فیصلہ نہین کیا۔ دوسرے دن پھر دونون طرف کے جوان مرد بڑھے۔ خوب جانبازی سے لڑے سپہگری کے جوہر دکھائے۔ اور آفتاب کے غروب ہوتے ہی واپس آئے۔ یونہین برابر چار دن تک صبح سے شام تک دونون لشکرون نے خوب جوش و خروش سے مقابلہ کیا۔ اور شام نے ہر مرتبہ بے نیل مرام جدا کر دیا۔

پانچوین دن کی لڑائی

آخر پانچوین دن کی قیامت خیز صبح نمودار ہوئی۔ آج دونون فوجین یہ فیصلہ کر کے میدان مین آئین کہ جس طرح بنے گا آج ہی لڑائی کا خاتمہ کر دین گے۔ محمد بن قاسم نے اپنے لشکر کی صفین مرتب کین۔ اُن کے سامنے کھڑے ہو کے باواز بلند ایک پُر جوش خطبہ پڑھا۔ اور ہر سپاہی کے دل مین ایک جوش جوانمردی پیدا کر دیا۔ ہر شخص کے رونگٹین کھڑے ہو گئے۔ اور جو تھا مارنے اور مرجانے پر تیار تھا۔ راے داہر کا لشکر بھی جانبازی اور قسمت آزمائی کے ارادے سے میدان مین آیا۔ اور ہر لشکر نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے اپنے حریفون کو بیم و رجا کی نگاہون سے دیکھا۔ ہر دل مین خوف تھا کہ دیکھیے شام کو کیا ہوتا ہے اور قسمت کس کا ساتھ دیتی ہے۔

حملے مین عربون کی طرف سے سبقت ہوئی۔ جو اپنے طولانی نیزے جھکائے ہوئے دشمن کی طرف بڑھے۔ عرصۂ کارزار گرم ہو گیا اور لڑائی کی آگ لحظہ بہ لحظہ زیادہ مشتعل ہوتی جاتی تھی۔ محمد بن قاسم کی طرف سے

شجاع حبشی نے راے داہر کی فوج پر ایسے متواتر حملے کیے کہ سندھیون کو اکثر جگہ منتشر کر دیا لیکن یونہین دلیرانہ حملہ کرتے کرتے وہ میدان کارزار اور دشمنون کے نرغہ مین گھر کے شہید ہوا۔ شجاع کے مارے جانے پر مسلمانون کو نہایت افسوس ہوا۔ خصوص محمد بن قاسم کے دل پر بڑا صدمہ گزرا اس لیے کہ یہ شخص عربی فوج کا ایک نہایت ہی جری سپاہی تھا اور تمام لوگون مین ہر دل عزیز تھا۔

خود محمد بن قاسم نے حملہ کیا

لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کے محمد بن قاسم کے دل مین بڑا جوش پیدا ہوا۔ اُس نے اپنے سپاہیون کو ہمت دلائی۔ اُن کے دلون مین جوش پیدا کیا۔ اور اُن کو دکھا کے تکبیر کہی اور دشمنون کی فوج پر جا پڑا۔ عربی نوعمر سپہ سالار نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ ہر مسلمان نے جوش مین آکے بے اختیار حملہ کر دیا۔ اور لڑائی کی شدت یکایک دہ چند ہو گئی۔ محمد بن قاسم نے اپنے بے روک حملہ سے دشمن کے اُن تمام جانبازون کو مار کے ہٹا دیا جو ہاتھیون کے آگے لڑ رہے تھے۔ اور جن کی وجہ سے کوئی عربی سپاہی خود راجہ کے ہاتھی تک نہ پہونچ سکتا تھا۔

ہاتھیون پر آتشباری کی گئی۔

یہ لوگ تو ہٹ گئے مگر ہاتھیون کی صفین فولادی دیوارون کی طرح راستہ روکے کھڑی تھین۔ ان کا درہم و برہم کرنا جانباز حملہ آورون کے اختیار سے باہر تھا۔ لیکن اس کی یہ نہایت ہی کامیاب تدبیر کی گئی کہ لشکر اسلام کے آتشبازون نے جو پچکاریون کے ذریعہ سے روغن نفت برسا کے آگ لگاتے تھے ہاتھیون پر آگ برسانا شروع کر دی۔ ہاتھی اس مصیبت کو کسی طرح نہ برداشت کر سکے۔ اور نہایت ہی بدحواسی سے خود اپنی فوجون کو روندتے ہوئے بھاگے۔

راجہ داہر کی بعض حرمون کی گرفتاری

یہ وہ وقت تھا کہ مسلمانون کے بعض حملہ آور گروہون نے راجہ کے خیمہ گاہ تک بڑھ کے اُس کے حرم کی چند عورتون کو پکڑ لیا تھا۔ ان عورتون نے بیکسی اور مایوسی سے رونا اور چلانا شروع کیا۔ راے داہر کو خیال ہوا کہ یہ اُس کے لشکریون اور دیسی سپاہیون کی آواز ہے۔ اُس نے بلند آواز سے پکار کے کہا "ادھر آؤ۔ مین یہان ہون۔" راجہ کی یہ آواز اُن عورتون کے کان مین پہونچی اور اُنھون نے بے اختیار شور کر کے کہا "مہاراج ہم آپ کے محل کی عورتین ہین۔ اور عربون کے ہاتھ مین گرفتار ہین۔" یہ سُن کے راجہ کو بڑا طیش آیا۔

غیرت نے اُس کے دل میں جوش مارا اور بے تحاشا کہہ اُٹھا "میں تو زندہ موجود ہوں میری زندگی میں کس کی مجال ہے کہ تم کو قید کرے" اتنا کہہ کے اُس نے اپنا ہاتھی محمد بن قاسم کی طرف ریلا۔ اور ارادہ کیا کہ خود جانبازی سے مقابلہ کرکے عورتوں کو حریف کے پنجے سے چھڑا لے۔ راجہ کو بڑھتے دیکھ کے اور سپاہی بھی عربی فوج کی طرف لپکے۔

راجہ کے ہاتھی پر آگ برسائی گئی۔

محمد بن قاسم نے جب دیکھا کہ راجہ کا ہاتھی سب کے آگے ہے تو اپنے آتشباز سپاہیوں سے کہا اب وقت ہے کہ تم اپنا حق ادا کرو اور اپنے کمالات دکھاؤ اتنا اشارہ کافی تھا۔ ایک قوی ہیکل شخص فوراً اس حکم کو بجا لایا۔ اُس نے اس خوبی سے روغن نفت بھر کے ایک پچکاری ماری کہ راجہ جس عماری پر بیٹھا تھا اُس میں آگ لگ گئی۔ اور شعلے اُٹھنے لگے۔ داہر نے گھبرا کے فیلبان کو ہاتھی پھیرنے کا حکم دیا۔ مگر ہاتھی اب فیلبان کیسا خود اپنے اختیار میں نہ تھا۔ اُس کی پیٹھ پر عماری جل رہی تھی۔ اور کچھ روغن نفت اُس پر بھی پڑ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ بیتاب اور شدت سے پیاسا تھا۔ گھبرا کے بھاگا اور پانی میں گھس گیا۔ فیلبان۔ داہر اور وہ عورتیں سب آشفتہ مزاج موجوں کے تھپیڑے کھانے لگے۔ راجہ نے فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی کو پانی سے باہر نکالے۔ وہ سورما برہمن جنھوں نے اپنی جان راے داہر کی زندگی کے ساتھ وابستہ کر دی تھی اُنھوں نے راجہ کی یہ خطرناک حالت دیکھی تو اکثر پانی میں پھاند پڑے۔ ان سب کی کوشش سے بہزار خرابی ہاتھی کنارے لایا گیا۔ مگر آگ کی سوزش سے اس قدر بیتاب ہو رہا تھا کہ کسی طرح باہر نہ نکلا۔ زیادہ سختی کی گئی تو وہیں دلدل میں بیٹھ گیا۔

راجہ پر مسلمانوں کی یورش۔

مسلمانوں نے ہاتھی کی یہ حالت دیکھ کے اُدھر کا رُخ کیا۔ اُن کو آتے دیکھتے ہی وہ برہمن جو راجہ کے ساتھ جان دینے پر آمادہ تھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مگر مسلمان دلدل میں نہیں اُترے اُنھوں نے کنارے ہی پر سے تیروں کا دونگڑا ہاتھی پر برسا دیا۔ ایک تیر راجہ پر پڑا۔ اور وہ زخمی ہو گیا۔ مسلمانوں کی یہ یورش دیکھ کے فیلبان نے پھر ہاتھی کے باہر نکالنے کی کوشش کی ہاتھی کو اب ذرا تسکین بھی ہو چکی تھی فیلبان کے اشارے پر باہر نکلا اور

کنارے پر زور اٹھ کے آگے بڑھا۔ لیکن اس از خود رفتگی سے کہ بعض دیسی سپاہی اُس کے پاؤن کے نیچے کچل کے مر گئے۔ اس پر بھی ہاتھی نے لڑائی کی طرف نہین بلکہ قلعہ کی طرف رُخ کیا۔ع۵

راجہ نے پانی سے نکل کے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا کہ دونون طرف کے سپاہی لڑتے لڑتے تھک سے گئے ہین اور بازار قتل اُسی طرح گرم ہے۔ اُس کے وفادار سپاہی اور خود اُس کے عزیز و اقارب بہت سے کٹ گئے اور برابر کٹتے چلے جاتے ہین۔ یہ سمان دیکھ کے اُس کے دل مین غیرت پیدا ہوئی۔ رگ حمیت جوش مین آئی۔ اگرچہ زخمی تھا مگر دلیری اور شجاعت کی بے خودی مین ہاتھی پر سے اُتر پڑا۔ تلوار کھینچ لی۔ اور غنیم پر پا پیادہ حملہ آور ہوا۔ اب معرکۂ جنگ بڑی شدت پر تھا۔ اسلحہ برابر زندگیون کا خاتمہ کر رہے تھے۔ اور عمرون کے سلسلے ٹوٹتے جاتے تھے۔ نبرد آزماؤن کے ہجوم مین راجہ کی تلوار چمک رہی تھی عہ۵

راے داہر مارا گیا۔

راے داہر نے انتہا درجے کی جوانمردی دکھا دی۔ اور بتا دیا کہ وہ صرف عیش پرست تاجدار ہی نہین ایک سورما سپاہی بھی ہے۔ مگر اس کو کیا کرتا کہ تقدیر برسر خلاف تھی۔ افسوس طلوع آفتاب کے وقت پنڈت تیرا کھو لیے داہر کا طالع دیکھ رہے تھے۔ اور یہ خبر نہ تھی کہ آج ہی غروب آفتاب کے ساتھ داہر کی قسمت و زندگی کا تارہ بھی غروب ہو جائے گا۔ کذب المنجمون برب الکعبۃ لڑتے لڑتے راجہ سے ایک عربی شخص سے مقابلہ ہو گیا۔ عرب نے تلوار کا ایک ایسا بھرپور اور رستا ہوا ہاتھ مارا کہ تلوار سر سے گردن تک کاٹ گئی۔ اور راے داہر نے زمین پر گرتے ہی اپنی پیاری جان کے ساتھ سندھ کے سندو راج کا خاتمہ کر دیا۔

داہر کی لاش پانی مین چھپا دی گئی

اس وقت دیسی اور عربی فوجون مین ایک نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی مسلمانون نے سندھی فوج کے آخری حملہ کو بڑی جرأت سے روکا اور یہان تک مار کے ہٹایا کہ سندھی قلعہ راوڑ کی طرف بھاگنے لگے۔ راجہ کے وفادار

ع۵ چچ نامہ

عہ۵ بلاذری

برہمنون نے جب دیکھا کہ عماری خالی ہے تو گھبرا کے دوڑے مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد اُن کو راجہ کی لاش نظر آئی۔ یہ مصلحت نہ دیکھی کہ اس خبر کو مشہور کر دین اور نہ یہ گوارا ہوا کہ راجہ کی لاش مسلمانون کے ہاتھ پڑ جاے۔ اُس کی لاش کو نہایت خموشی سے اُٹھا لے گئے۔ اور پانی کے اندر چھپا دیا اور خود بھاگ کھڑے ہوئے ؎

راجہ کی خواصین-

ابھی تک مسلمانون کو خبر نہ تھی کہ راجہ داہر مارا گیا۔ لیکن کچھ لشکر والے بھاگ رہے تھے کہ قیس نام ایک بہادر سردار عرب تلوار لے کے اُن پر جھپٹ پڑا۔ ان لوگون نے جان کے خوف سے کہا "ہمارا قتل بیکار ہے۔ داہر مارا جا چکا اب ہم اور سارا ملک تمھاری رعایا ہے۔" قیس نے یہ سُن کے ان لوگون کے قتل سے ہاتھ روکا اور اُنھین زندہ گرفتار کر لیا۔ اتفاقاً اُس اثنا مین بعض عرب اُن خواصون کو پکڑ لائے جو راجہ کے ادھر اُدھر ہاتھی پر بیٹھی تھین۔ اور اُنھین لاکے محمد بن قاسم کے سامنے کھڑا کر دیا۔ نوعمر سپہ سالار عرب نے اُن سے راجہ کا حال پوچھا۔ اُنھون نے جواب دیا کہ ہم نے اُسے ہاتھی پر سے اُتر کے پاپیادہ حملہ کرتے دیکھا تھا۔ پھر اس کے بعد ہمین نہین خبر کہ وہ کہان گیا اور کیا ہوا۔

داہر کے مارے جانے کا حال مسلمانو کو معلوم ہوا

محمد بن قاسم نے اب میدان جنگ کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ سندھی فوج بھاگ رہی ہے اور مسلمان قتل و تاراج مین مشغول ہین۔ اُس کے دل مین اندیشہ پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہ ہو راے داہر زندہ ہو اور ان سب کو لوٹنے مین مشغول دیکھ کے اچانک آ پڑے۔ لہذا اُس نے چارون طرف پکڑوا دیا "داہر کا قتل ابھی مشتبہ حالت مین ہے۔ خوف ہے کہ تم قتل و غارت مین پھنسے ہو اور وہ یکایک حملہ کر کے تمھارا کام تمام کر دے۔" منادی کی یہ آواز جب قیس کے کان مین آئی تو وہ اُن برہمنون کو لے کے محمد بن قاسم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا "آپ مطمئن رہین داہر مارا گیا۔" اتنا کہہ کے اُس نے ساری سرگزشت ظاہر کی اور برہمنون کی زبان سے جو کچھ معلوم ہوا تھا کہہ سنایا۔

؎ چچ نامہ

اور خود ان برہمنون کو پیش کر دیا۔ کہ آپ خود ہی ان سے دریافت فرما لیجیے۔ اتنا سنتے ہی مسلمانون نے زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس کی آواز چارون طرف ریگستان اور پہاڑون مین گونج اٹھی۔

عرب سپہ سالار ان برہمنون کو ہمراہ لے کے خود ہی دلدل کے کنارے اس مقام پر گیا جہان برہمنون نے بتایا تھا کہ داہر کی لاش مدفون ہے۔ لاش نکلوائی گئی۔ اور ضرورتاً سر کاٹ لیا گیا۔ اور افسوس وہ نہایت ہی دردناک اور قیامت خیز وقت تھا جب وہ سر ان دونون خواصون کے سامنے پیش کر کے پوچھا گیا کہ "بتاؤ یہ راے داہر ہی کا سر ہے یا کسی اور کا" بدنصیب لڑکیان اسکی صورت دیکھتے ہی خون کے آنسوؤن سے روئین اور کہا "ہان۔ راجہ ہی کا سر ہے" ع۵

داہر کے مارے جانے کی تاریخ اور اس کا وقت

داہر عین غروب آفتاب کے وقت مارا گیا۔ جمعرات کا دن تھا۔ اور ماہ مبارک رمضان ۹۳ھ کی ۱۰ تاریخ تھی۔ (مطابق جون ۷۱۲ء) اہل اسلام مین یہ نہایت ہی مبارک دن تھا ع۶۔ اور اس فتح نے تمام لوگون مین ایسی خوشی پیدا کر دی کہ اکثرون کو اگرچہ دن بھر کے تھکے ماندے تھے رات بھر نیند نہین آئی اور بہتون نے ثواب آخرت کے لیے شب زندہ داری مین عبادت الٰہی کرتے ہی کرتے صبح کر دی۔ بہت صحیح طور پر نہین معلوم ہو سکتا کہ راے داہر کس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لیکن حسب روایت مدائنی یہ کارنمایان قبیلۂ بنی کلاب کے ایک جری یادگار کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا۔ بلکہ اسی نے اپنی اس کارگزاری پر ان اشعار کے ذریعہ سے فخر ہے کرتا ہے۔

الخیل تشہد یوم داہر والقنا     و محمد ابن القاسم بن محمد
انی فرجت الجمع غیر معرد     حتی علوت عظیمہم بمہند
فترکتہ تحت العجاج مجدلا     متعفر الخدین غیر موسد

(گھوڑے نیزے اور محمد بن قاسم بن محمد سب گواہ ہین کہ معرکۂ داہر کے روز مین نے سب کو خوش کر دیا۔ مین برابر لڑتا رہا۔ اور عرصۂ جنگ سے

ع۵ میر معصوم     ع۶ چچ نامہ۔

سُنہ نہ موڑا۔ یہان تک کہ سیف ہندی دشمنون کے بادشاہ پر بلند کی بس
اُسے مار کے گرا دیا۔ اس طرح کہ اُس کے گال خاک کے رنگ مین رنگے
ہوئے تھے۔ نہ بچھونا تھا اور نہ تکیہ)۔

منصور بن ابی حاتم جو اُسی عہد کے چند روز بعد کا شخص ہے کہتا ہے
کہ داہر اور اُس کے قاتل کی تصویرین شہر بروص (بھڑوچ) مین بنی ہوئی ہین
اور قندابیل مین بُدیل بن طہفہ کی تصویر موجود ہے۔ جو محمد بن قاسم سے پیشتر
مکران اور سندھ کی حدود پر مارا گیا تھا۔

جب راے داہر مارا جا چکا تو راجہ کے عزیزون اور متعلقین پر سخت
مصیبت نازل ہو گئی۔ راجہ کے بیٹے جے سنگہ اور اُس کی خاص رانی بائی
(جو در اصل اُس کی بہن تھی اور جسے اُس نے زبردستی ساری دُنیا کی لعنت ملامت
اُٹھا کے اپنی رانی بنا لیا تھا) دونون نے راجہ کی باقیماندہ اور مغرور فوج کے ساتھ
جا کے شہر راور مین پناہ لی۔ متوفی راجہ کے اعزا و اقارب اور ملک و دولت
کے اعلے امرا و عہدہ دار جن کے دل مین ابھی تک اپنے بدقسمت آقا کے
نمک کا خیال باقی تھا سبھون نے جا کے جے سنگہ اور رانی کے دامن
مین پناہ لی۔ اور آمادہ ہوئے کہ چاہے جو کچھ ہو جب تک جان باقی ہے
راور کی شہر پناہ پر بیٹھ کے دشمن کا مقابلہ کرین گے۔ اس تجویز پر سب نے
اتفاق کیا اور جے سنگہ فوج کی ترتیب و انتظام مین مشغول ہو گیا۔

---

عہ۵ بلاذری۔

# دسوان باب

## داہر کا بیٹا جے سنگھ اور محمد بن قاسم

جے سنگھ عربون کے مقابلہ کا ارادہ کرتا ہے۔

جے سنگھ کو اپنی جرأت و شجاعت پر بڑا ناز تھا۔ علاوہ برین اُسے عرب سردار محمد علافی کی بہادری اور کارگزاریون پر بھی بھروسہ تھا۔ باپ کے مارے جانے کے بعد اُس کے دل مین انتقام کا جوش پیدا ہوا۔ اُس نے اپنے جان باز بہادرون سے کہا "اب تو ارادہ ہے کہ مین بھی عربون کے مقابلے پر نکلون اور اُن کی فوج پر ایک ایسا حملہ کرون کہ میرے نام اور میری عزت پر لوگون کو حرف رکھنے کا موقع نہ ملے۔ بہادری اور دلیری کے ساتھ اگر مارا جاؤن تو بھی کوئی نقصان نہین ہے اس لیے کہ اِس زندگی سے موت ہی اچھی ہے"۔

اُس کی یہ تقریر متوفی راے داہر کے مدبر و تجربہ کار وزیر سیساکر نے جو سُنی تو خیرخواہی کے جوش مین ادب سے عرض کیا کہ "شاہزادے! اس خیال کو آپ دل سے نکال ڈالیے۔ یہ ارادہ بالکل نامناسب ہے۔ مہاراج لڑائی مین مارے جا چکے۔ فوج نے فاش شکست کھائی۔ سپاہی منتشر ہو چکے۔ اور دشمنون کی تلوار کی ہیبت دلون مین بیٹھ گئی۔ بھلا اب کس مین دم ہے کہ عربون کے مقابلے کو نکلے۔ ابھی تک آپ کا راج موجود ہے۔ مضبوط سے مضبوط قلعے بہادر سپاہیون اور رعایا سے مسلح ہین۔ مناسب یہ ہے کہ ان سب لوگون کو ہمراہ لے کے آپ برہمن آباد کے قلعے مین چلے جائین۔ جو آپ کے باپ دادون کا قدیم ورثہ ہے (راے داہر کا مکان خاص اُسی شہر مین تھا) وہان کے خزانے اور دفینے بھرے ہوئے ہین۔ اور وہان کے لوگ خاندان چچ کے دوست اور خیرخواہ ہین۔ اور اُمید ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے مین سب آپ کی مدد کرین گے"۔ اِس کے بعد جب علافی سے راے طلب کی گئی تو اُس نے بھی اسی راے سے اتفاق کیا۔

جے سنگھ نے یہ راے پسند کی۔ اور اسی کے مطابق عملدرآمد کرنے کو

آمادہ ہوگیا۔ اپنے باپ کے تمام وابستگان دامن اور تخت وتاج کے معتبر ومعتمد ملازموں کو ہمراہ لے کے رآور کے قلعہ سے نکلا اور برہمن آباد کی راہ لی۔

جے سنگھ برہمن آباد گیا

مگر داہر کی لاڈلی رانی بائی جو زندگی سے سیر ہو چکی تھی اُس نے باوجود اصرار کے جے سنگھ کا ساتھ نہ دیا۔ چند سرداران فوج کو فراہم کر کے مقابلہ کا سامان کرنے لگی۔ مردانہ وار وہ خود ہی فوج کی ترتیب و درستی مین مشغول ہوئی۔ قلعہ مین فوج کا جائزہ لیا تو پندرہ ہزار جوان مرد شمار کیے گئے۔ ان سبھون نے مرنے اور رانی کے ساتھ جان دینے کا ارادہ کر لیا۔ دوسرے روز وہ لوگ بھی قلعہ مین داخل ہو گئے جو داہر کے مارے جانے کے بعد میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے۔ ان لوگون نے بھی رانی کا دامن حمایت ایسے نازک وقت مین غنیمت جانا۔ اور اُس کے ہمراہیون مین شامل ہو گئے۔ اِن کے علاوہ اور سردار اور زمیندار جو اطراف مین تھے اور خاص رانی کے جان نثارون مین تھے وہ بھی آ کے قلعہ مین داخل ہو گئے۔

رانی بائی راور مین محصور ہو کے لڑنے کا سامان کرتی ہے

محمد بن قاسم کو جب خبر ہوئی کہ سندھیون نے رآور مین جمع ہو کے لڑائی کا سامان کیا ہے تو اُس نے اُدھر کا رُخ کیا۔ اور خاص رآور کی دیوارون کے نیچے جا کے خیمہ زن ہوا۔ قلعہ والون نے فصیل پر سے جیسے ہی مسلمانون کو دیکھا فوراً طبل جنگ بجانے لگے۔ ہر طرف سے ترہیان بجنے لگین اور سپاہی فصیل اور برجون پر سے کمانون اور منجنیقون سے تیر۔ بان۔ اور پتھر برسانے لگے۔ محمد بن قاسم نے فوراً اپنی فوج کو مرتب کیا۔ اور نقب زنون کو حکم دیا کہ دیوار قلعہ مین رخنہ ڈالین۔ مسلمان سپہ سالار نے اپنی فوج کو دو حصون پر تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ دن بھر منجنیقون۔ بانون اور تیرون سے لڑتا تھا۔ اور دوسرا حصہ رات بھر شہر پر روغن نفت اور پتھر برساتا تھا اس تدبیر سے چند روز کی مسلسل سنگباری و آتشباری سے سب برج توڑ کے گرا دیے گئے۔ اور اہل قلعہ مین تشویش پیدا ہوئی۔

محاصرہ اور لڑائی

جب یہان تک نوبت پہونچی تو رانی بائی بہت گھبرائی اور ڈری کہ کہین ایسا نہ ہو مسلمان مجھے گرفتار کر کے بے عزت کر ڈالین۔ اس

رانی اپنی سہیلیون کی سمیت جتا مین بیٹھ کے جل گئی۔

تردد مین اُس نے اپنی تمام سہیلیون کو جمع کیا اور کہا ”سنو جے سنگھ ہمین چھوڑ کے چلا گیا۔ اور محمد بن قاسم نے آکے گھیر لیا۔ خدا نے منع کیا ہے کہ ہم اپنی آزادی ان ملیچھون گئو کھانے والون کے ہاتھ مین دین۔ ہماری عزت جو کچھ تھی گئی گزری ہوئی۔ مہلت کا وقت تمام ہوا چاہتا ہے۔ اور اب بھاگ کے جان بچانے کی بھی کوئی تدبیر نہین نظر آتی۔ لکڑیان۔ روئی اور تیل جمع کرو۔ میرے دل مین ٹھن گئی ہے کہ ہم سب اپنے آپ کو جلا کے خاک کر دین۔ اور اس دُنیا سے چل کے اپنے شوہرون کے پاس پہونچ جائین جس کو اپنی جان عزیز ہو اُسے اختیار ہے مگر مین نے تو یہی ارادہ کر لیا ہے“ سب عورتون نے یہ راے پسند کی۔ ایک مکان مین جمع ہوئین اور بڑی سی چتا بنوا کے سب کو دڑ ین۔ اور دم بھر مین جل کے خاک ہو گئین۔

راور کی فتح مسلمان قلعہ مین داخل ہو گئے۔

رانی کے مرتے ہی تمام شہر مین بے دلی پیدا ہو گئی۔ لڑنے والون کے حوصلے چھوٹ گئے۔ اور محمد بن قاسم نے دیوارون کو توڑ تاڑ کے شہر پر ایک زبردست حملہ کر دیا۔ اب مزاحمت کی کس مین جرأت تھی۔ سارا عربی فوج شہر کے اندر داخل ہوئی۔ اور باغیون اور سرکشون پر عموماً تلوار بلند ہو گئی۔ چھ ہزار سپاہی تہِ تیغ ہوئے۔ اور بہت سے لوگ تیرون کا نشانہ بنا کے دُنیا سے رخصت کیے گئے۔ راجہ کے باقی متعلقین و ملازمین مع اپنے جور وبچون کے مسلمانون کے ہاتھ مین قید ہوئے۔ قیدیون کا شمار کیا گیا تو کل تیس ہزار زن و مرد شمار ہوئے۔ مال و اسباب خزانہ اور اسلحہ مین سے باوجودیکہ بہت کچھ جے سنگھ اپنے ہمراہ لے گیا تھا اس پر بھی بہت کچھ مسلمانون کے ہاتھ لگا۔ قیدیون مین خاص شاہی خاندان کی بھی ایک لڑکی تھی۔ یہ راسے داہر کی بہن کی بیٹی تھی۔ اور عجیب و غریب حسن و جمال سے متصف تھی۔

مژدۂ فتح کے ساتھ خمس حجاج کو بھیجا گیا۔

تمام مال غنیمت کا پانچوان حصہ اور سب لونڈیان مع راسے داہر کے سر کے ایک عرب سردار کعب بن مخارق کی حراست مین حجاج کے پاس بجانب عراق روانہ کی گئین۔ جب یہ سامان حجاج کے پاس پہونچا تو وہ خدا کے سامنے جھکا۔ فتح و

ع جو شخص اس فتح کے بعد حجاج کے پاس مال غنیمت اور مژدۂ فتح لے گیا اُس کا نام چچ نامہ مین تو یہی لکھا گیا مگر میر معصوم اُس کا نام قیس بتاتے ہین۔

نصرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور حضرت رب العزت کی مدح و ثنا کرنے لگا۔ اُس نے جوش مسرت مین کہا مجھے درحقیقت دولت۔ خزانہ اور سلطنت سب ہی چیزین حاصل ہوگئین عہ۔ پھر اُس نے جامع کوفہ مین مسلمانون کو جمع کیا۔ اور ایک پُرجوش خطبہ کے ذریعے سے اسلام کی اس زبردست اور یادگار فتح کا مژدہ عام مسلمانون کو سُنایا۔ اور سب کے دل مین جہاد کا شوق پیدا کر دیا عہ۔

لونڈیان اور راجہ کا سر ولید کے دربار مین پہونچا۔

حجاج نے اپنے مستقر مین خوب خوشیان منا لینے کے بعد راجہ کا سر شاہی چتر (یہ بھی سندھ سے روانہ کیا گیا تھا) مال و دولت۔ لونڈیان اور تمام قیدی خلیفہ ولید کے دربار مین روانہ کیے۔ ولید نے حجاج کا خط پڑھ کے اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا کی۔ محمد بن قاسم کی حسن تدبیر اور اُس کی دلیری و شجاعت کی تعریف کی۔ سوا ان سندھ کی لڑکیون مین سے بعض بیچ ڈالی گئین اور بعض بطور انعام و اکرام کے معززین دربار کو مرحمت ہوئین۔ سب کے بعد جب ولید کی نظر راجہ داہر کی بھانجی پر پڑی تو اُس کے حسن و جمال کو دیکھ کے از خود رفتہ ہوگیا۔ حیرت سے اُس نے دانتون کے نیچے اُنگلی دبالی۔ عبد اللہ بن عباس نے خواہش کی کہ وہ لڑکی اُن دیدی جائے۔ اُن کی درخواست پر خلیفہ ولید نے کہا "اے ابن اخی۔ مین اس لڑکی کے حسن کا نہایت ہی قدردان ہون۔ اور اس پر اس قدر فریفتہ ہون کہ کسی طرح اپنے سے جُدا کرنا نہین چاہتا تھا۔ اور اسے مین نے اپنے واسطے مخصوص کیا تھا تاہم مین تم کو بہت عزیز رکھتا ہون۔ یہی بہتر ہے کہ تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اور یہ تمہارے بچون کی مان بنے" یہ اقرار کر کے عبد اللہ بن عباس اُس لڑکی کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ مدت تک وہ اُس کے پاس رہی مگر اُسکے بطن سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔

داہر کی بھانجی کے ساتھ ولید کا برتاؤ

محمد بن قاسم کے نام حجاج کا خط۔

حجاج نے مژدہ فتح سُننے کے بعد محمد بن قاسم کو ایک خط لکھا۔ یہ خط ہمارے زبردست سردار عرب کو اس وقت ملا جب کہ وہ شہر آدر کو فتح کر کے اُس کی فصیل کے اندر فروکش تھا۔ اور انتظامات ملکی کو خوب شائستگی سے درست کر چکا تھا۔ اس خط مین حسب ذیل مضامین تھے:۔

عہ چچ نامہ عہ نیر معصوم

"اے ابن عم۔ تمھارا روح افزا خط ملا۔ اُسے پڑھ کے مین بے انتہا مسرور و محظوظ ہوا۔ تمام واقعات تم نے نہایت ہی فصیح اور پیاری عبارت مین لکھے ہین مجھے معلوم ہوا کہ جن ضوابط و اصول پر تم عمل کر رہے ہو وہ بالکل شرع کے موافق ہین۔ علاوہ برین سُنتا ہون کہ تم نے سب لوگون کو کیا چھوٹے اور کیا بڑے یکسان امان دیدی۔ اور دوست دشمن مین کوئی امتیاز نہین کیا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے "فاقتلوہم حیث ثقفتموہم" خوب یاد رکھو کہ یہ اللہ تعالے کا حکم محکم ہے۔ تمھین امان دینے کے لیے اس قدر دریا دلی سے آمادہ نہ رہنا چاہیے۔ اگر تم یونہین امان دیتے رہو گے تو یہ کارروائی رُک جائے گی جس کے ذمہ دار بنا کے تم بھیجے گئے ہو۔ آیندہ سوا اُن کے جو مرتبہ اور عزت کے لوگ ہین کسی دشمن کو پناہ نہ دینا۔ یہ ایک مناسب تجویز ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمھارے بے انتہا رحم کو لوگ تمھارے ضعف اور تمھاری شوکت کم ہو جانے پر محمول کرین گے۔ والسلام۔

حجاج بن یوسف۔ مرقومہ ۹۳ھ۔ مقام نافع۔

محمد بن قاسم کی سراپا رحم پالیسی

اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم اپنی پالیسی اور طرز فوجکشی و حکمرانی مین حجاج کے بالکل خلاف تھا۔ اور گو حجاج نے اُس وقت اُسے اپنی سخت گیر پالیسی کا سبق دیا مگر فتوحات سندھ کے باقی ماندہ حالات دیکھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ محمد بن قاسم نے اپنی پالیسی مرتے دقت تک نہین بدلی۔ وہ ہمیشہ ویسا ہی رحمدل رہا جیسا کہ ابتدا سے تھا۔ اور اُس نے کسی موقع پر اپنے آپ کو ظالم نہین ثابت ہونے دیا۔

بعض لوگون نے داہر کے مارے جانے کے بعد کا حال خاص اُن برہمنون سے دریافت کر کے جو مسلمان ہو گئے تھے یون بیان کیا ہے کہ جب داہر مارا گیا تو اُس کے بیٹے جے سنگھ نے قلعہ برہمن آباد مین جا کے پناہ لی۔ لڑائی کی تیاریان کرنے لگا۔ ہر کل کیطرف و جوانب مین خطوط بھیج کے تمام ملک مین جوش پیدا کر دیا۔ اور ہر جگہ سے مدد مانگی۔ اس کا ایک بھائی گوپی راے داہر کا دوسرا بیٹا قلعہ ارور مین تھا اُس کا بھتیجا چچ قلعہ جو دہرسیا کا بیٹا تھا قلعہ باتیا

مین موجود تھا۔ اُس کا چچا زاد بھائی دھول جو چندر کا بیٹا تھا بدھیا اور قیقان کی طرف تھا۔ اِن سب کو اُس نے داہر کے مارے جانے اور مسلمانون کے برابر بڑھتے چلے آنے کی اطلاع دی۔ اور سب سے مشورہ کیا کہ اب ہم لوگون کو کیا کارروائی کرنی چاہیے۔ یہ معاملات لکھ کے اپنے لڑائی پر تلے ہوئے بہادرون کے ساتھ برہمن آباد مین بیٹھ کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

محمد بن قاسم آگے بڑھا۔ قلعہ بہرور فتح ہوا۔

محمد بن قاسم نے یہ خبر سُنی تو راور سے نکل کے برہمن آباد کی طرف کوچ کیا۔ راستے مین بہرور اور دہلیلہ نام دو قلعہ پڑتے تھے جن مین تقریباً سولہ ہزار سپاہیون کی جمعیت اُس کا راستہ روکنے کے لیے موجود تھی۔ ان قلعون پر قبضہ کیے بغیر برہمن آباد تک پہونچنا دشوار تھا۔ اُس نے بلا تامل بڑھ کے بہرور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر قلعہ والون نے بھی خوب استقلال سے مقابلہ کیا۔ مسلمان سپہ سالار برابر دو مہینہ تک قلعہ کو گھیرے پڑا رہا۔ جب لڑائی نے اس سے بھی زیادہ طول کھینچا تو اُس نے راور کے محاصرے کی طرح یہان بھی حکم دیدیا کہ فوج کے دو حصے ہو جائین۔ ایک حصہ دن کو لڑے اور ایک رات کو۔ تاکہ لڑائی رات دن برابر جاری رہے۔ عرب سپاہیون نے روغن نفت کی اس قدر پچکاریان مارین اور اتنے پتھر برسا دیے کہ مخالف فوج مین بہت کم لوگ زندہ رہ گئے۔ باقی سب نذر اجل ہوئے۔ قلعہ کی دیوارین جا بجا سے ٹوٹ کے گرا دی گئین۔ اور آخر حملہ کر کے قبضہ کر لیا گیا۔ یہان بھی بہت کچھ مال غنیمت اور لونڈی غلام مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ جن مین سے خمس فوراً بیت المال کے لیے جُدا کر لیا گیا۔

قلعہ دہلیلا والون نے لڑنے کا سامان کیا

راور اور بہرور کے فتح ہو جانے کی خبر قلعہ دہلیلا کے لوگون کو ہوئی تو سب کو یقین ہو گیا کہ ہم مین مقابلے کی تاب نہین۔ لیکن تاہم حمایت وطن مین جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ خوب مضبوطی سے قلعہ بندی کی گئی۔ اور قلعہ کو اپنے نزدیک پوری طرح مقابلے کے قابل بنا لیا۔ شہر کے سوداگرون نے یہ رنگ دیکھا تو سب دہلیلا چھوڑ چھوڑ کے بلاد ہند کی طرف بھاگ گئے۔

قلعہ کی درستی ہو رہی تھی کہ محمد بن قاسم اُس کے نیچے آ ہی پہونچا۔ اور

(دہلیلا پر محمد بن قاسم کا ورود و قلعہ اور فتح۔) اُس کے حکم سے مسلمان جوان مردوں نے فوراً محاصرہ کر لیا۔ ہمارا نوعمر سردار عرب کم و بیش دو مہینہ تک اسے بھی گھیرے پڑا رہا۔ محصورین جب زیادہ مصیبت سے دوچار ہوئے نہ کسی خارجی کمک کی اُمید رہی اور نہ بچنے کی کوئی تدبیر بن پڑی تو سبھوں نے موت کے کپڑے (کفن) پہن لیے۔ خوشبو لگا کے اپنے بدن معطر کیے۔ اندھیری رات تھی سناٹے میں موقع پا کے اہل و عیال کو چھپا کے اُس قلعہ میں بھیج دیا۔ جو ایک پُل کے محاذی واقع تھا۔ اور خود بنوک ندی کے دھارے پیر کے پار نکل گئے۔ اور مسلمانوں میں سے کسی کو اس کی خبر نہ ہوئی جب صبح کو تاریکی کا دامن چاک ہوا اور روشنی کی شعاعیں نمودار ہوئیں اُس وقت محمد بن قاسم کو خبر ہوئی کہ

(مفرورین کا تعاقب اور قتل) دشمن نکل کے بھاگ گئے۔ اُس نے اپنی فوج کے چند سپاہی اُن کے تعاقب میں روانہ کیے۔ جنھوں نے مفرورین میں سے چند لوگوں کو عین اُس وقت جب کہ وہ ندی سے پار ہو رہے تھے پا لیا اور فوراً لقمۂ نہنگ اجل کیا۔ جو پار اُتر کے نکل جا چکے تھے اُن میں سے کچھ تو بھاگ کے ہندوستان جا پہونچے۔ کچھ رامل کے ملک میں گئے۔ کچھ راجہ دیو راج کی سرحد میں جا کے پناہ گزین ہو گئے۔ دیو راج راجا داہر کے چچا کا بیٹا تھا۔ اور علاقۂ تیر پر حکمران تھا۔ الغرض محمد بن قاسم نے دہلیلہ کے قلعہ کو خالی پا کے بے تکلف اُس پر قبضہ کیا۔

(مال غنیمت عراق روانہ ہوا۔) محمد بن قاسم قلعۂ دہلیلہ پر قبضہ کر کے یہیں خیمہ زن ہو گیا۔ اور اس وقت تک فتوحات میں جو کچھ غنیمت ہاتھ لگی تھی اُس کا پانچواں حصہ الگ کر کے محفوظ کر دیا۔ پھر حجاج کو خط لکھا جس میں بہرور اور دہلیلہ کی فتوحات کا مفصل حال ظاہر کیا تھا۔ یہ خط مع مال غنیمت روانہ کر کے اُس نے مختلف اضلاع سندھ کے

(تبلیغ اسلام) بڑے بڑے زمینداروں اور راجاؤں کے نام اس مضمون کے خطوط بھیجے کہ "تم سب کو ہدایت کی جاتی ہے اور تمھارے حق میں یہی مناسب ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو دین اسلام قبول کرو۔ اور اگر اس میں عذر ہے تو مطیع اسلام اور خراج گزار ہو کے رہ سکتے ہو۔" ان خطوط کا حال جب داہر کے وزیر سی ساکر نے سُنا تو اپنے چند معتبر اور راز دار ساتھی بھیج کے محمد بن قاسم سے امان طلب کی۔ محمد بن قاسم اُس کی لیاقت و دانائی سے واقف تھا یہ درخواست فوراً

منظور کر لی جس کے بعد سی ساکر نے اُس کے دربار میں حاضر ہو کے سر نیاز جھکایا۔ اور قدردانی و عزت کے خلعت سے سرفراز ہوا۔

سی ساکر نے لا کے چند لڑکیاں محمد بن قاسم کے سامنے پیش کیں اور دست بستہ عرض کیا "راے داہر نے یہ لڑکیاں بیرحمی حراست میں رکھوائی تھیں۔ یہ وہی مسلمان لڑکیاں ہیں جو جہاز و نیز سراندیپ سے عراق جاتی تھیں اور سواحل سندھ پہ ماخوذ کر لی گئی تھیں۔ انھیں میں سے کوئی وہی ہو گی جسنے گرفتار ہوتے وقت حجاج کی دُہائی دی تھی۔ اور مدد کے لیے امیر عراق کا نام لے کے چلائی تھی" محمد بن قاسم یہ سُن کے انتہا سے زیادہ خوش ہوا اس لیے کہ یہی لڑکیاں اس فوجکشی کا سبب تھیں۔ اور انھیں کی وجہ سے سرزمین سندھ میں لڑائی نے ایک قیامت برپا کر دی تھی۔ محمد بن قاسم نے سی ساکر کا شکریہ ادا کر کے اُن لڑکیوں کو لیا اور عزت سے عرب کی طرف روانہ کر دیا۔

سی ساکر کی قدرومنزلت

رحم دل و فیاض جوان مرد عرب نے سی ساکر کی انتہا سے زیادہ قدرومنزلت کی جب اُس کے آنے کی خبر پہونچی تو اُس کے استقبال کے لیے اپنی فوج کے ایک خاص افسر کو روانہ کیا اور جب آیا تو بڑے لطف و مدارات اور وقعت کے ساتھ اپنے سامنے بٹھایا۔ اُس کے حال پر سب سے زیادہ مہربانی کی۔ یہاں تک کہ جس طرح پہلے وہ راے داہر کا وزیر تھا اب اُسے اپنی وزارت کے عہدے پر ممتاز کیا۔ محمد بن قاسم نے یہاں تک اُس پر اعتماد کیا کہ اپنے سب راز اُس پر آشکارا کر دیے۔ عام معاملات میں اُس سے راے لینے لگا۔ کل مہمات نظم و نسق مملکت کے لیے اُسے اپنا معتمد علیہ مشیر قرار دیا اور عموماً پولٹیکل تدابیر اور اپنی کامیابی کے اسباب بڑھانے میں ہمیشہ اُس سے مدد لی۔

محمد بن قاسم کی نسبت سی ساکر کی راے

سی ساکر نے اتنی معزز اور اعتماد کی جگہ پہ قابو پا کے محمد بن قاسم کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کیے۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ منصف مزاج امیر نے جو آئین و قوانین جاری کیے ہیں اُن سے تمام ممالک ہند میں اس کی عظمت و لیاقت کا سکہ بیٹھ جائے گا۔ یہی باتیں ہیں جن کے ذریعہ سے

آپ اپنے دشمنوں کو مغلوب کرکے پوری سزا دے سکیں گے۔ اس لیے کہ آپ تمام رعایا اور مالگزاروں کو خوش رکھتے ہیں۔ قدیم مروجہ طریقہ ہائے اور گزشتہ ضوابط کے مطابق آپ مالگزاری وصول کرتے ہیں۔ کسی نئی مستزاد رقم یا جدید ٹکس کا بار آپ کسی شخص پر نہیں ڈالتے۔ اور اس کی پابندی خود ہی نہیں بلکہ اپنے تمام عہدہ داروں اور سرداروں کو بھی انھیں ضوابط کی پابندی کے لیے ہدایت کرتے رہتے ہیں" یہ رائے تھی جو اُس عہد کے سب سے بڑے مدبر کی زبان سے محمد بن قاسم کی نسبت ظاہر ہوئی حالانکہ اُس کا شمار مفتوحین اور دشمن کے سب سے بڑے خیرخواہوں میں تھا۔

قلعہ دہلیلہ کا انتظام

اب محمد بن قاسم کے سامنے برہمن آباد تک میدان صاف تھا لیکن بعض لوگوں کا بیان ہے کہ برہمن آباد کی طرف کوچ کرنے سے پہلے اُس نے دہارن کے بیٹے نوبا کو بُلایا۔ اُسے انعام و اکرام سے سرفراز کرکے قلعۂ دہلیلہ کا والی مقرر کیا۔ اور اُس کے تمام مضافات جو شرقی حدود سے قلعہ کی مغربی حدود تک پھیلے ہوئے تھے سب کی حکومت اُس کے ہاتھ میں دی۔ اور وفاداری و اطاعت کیشی کا ایک نیا معاہدہ اُس سے مرتب کرا کے اپنے قبضے میں کیا اور برہمن آباد کی راہ لی۔

جے سنگھ برہمن آباد میں لڑائی کا سامان کرکے خود چلا گیا۔

برہمن آباد دہلیلہ سے صرف ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا۔ اور قبل اس کے کہ محمد بن قاسم اپنے گھوڑے کو آگے بڑھائے جے سنگھ برہمن آباد میں مقابلہ کا معقول انتظام کرکے مقام چنیر کو روانہ ہو گیا جو علاقۂ باتیا میں تھا اور راسل کی قلمرو میں شامل تھا۔ جاتے وقت اُس نے برہمن آباد میں چالیس ہزار سپاہی چھوڑے۔ اُس نے تمام جوان مردوں میں سے سولہ آدمی منتخب کیے۔ اُن میں سے چار کو شہر کے چاروں پھاٹکوں پر مامور کیا۔ اور باقی بارہ سرداروں کے ہاتھ میں دیگر معاملات کا اختیار دیا۔ اور ان سب کو حفاظت شہر کے متعلق کافی ہدایتیں کرکے چلا گیا۔ برہمن آباد کے چاروں پھاٹک جن پر اُس نے چار سرداروں کو متعین کیا تھا اُن میں سے ایک جوتیری دروازہ تھا جس پر چار سندھی جوان مرد متعین تھے۔ ان جوانمردوں

سے ایک کا نام بہارند دوسرے کا ساتیا۔ تیسرے کا مالیا اور چوتھے کا ساالیا تھا۔

محمد بن قاسم نے برہمن آباد پہونچکے شفارت بھیجی۔

اب محمد بن قاسم نے دہلیلہ سے فوج آگے بڑھائی اور برہمن آباد کی مشرقی دیوار کے نیچے نہر جلوالی کے کنارے فروکش ہوا۔ یہان پہونچ کے اُس نے چند معتبر قاصد اہل برہمن آباد کے پاس روانہ کیے۔ اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ تم سب کو اسلام قبول کر کے دولت دُنیا و عقبیٰ حاصل کرنا چاہیے اگر یہ نہین منظور رہے تو خیر جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کرو اور جان لو کہ مطیع الاسلام بن سکے رہنا پڑے گا۔ ہان ان دو باتون مین سے اگر کوئی نہین منظور رہے تو لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تلوار نہایت ہی عمدہ اور مناسب فیصلہ کر دیگی ان قاصدون کے جانے سے پہلے جے سنگھ جا چکا تھا۔ اُس کے مطیع فرمان سرداران فوج کیا جواب دے سکتے تھے۔ غرض اُن کو ناکام و بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔

لڑائی کا طول کھینچنا اور محمد بن قاسم کی پریشانی۔

یہ قلعہ چونکہ سندھ کے نہایت ہی مضبوط قلعون مین تھا اور یہان ایک ممتد زمانہ تک سخت لڑائی کا اندیشہ تھا۔ اس وجہ سے محمد بن قاسم نے اپنی فرودگاہ کے گرد خندق کھدوائی۔ اور بازار کارزار گرم کر دیا۔ پہلی رجب ۹۳ھ کو لڑائی شروع ہوئی۔ اہل قلعہ روزانہ بڑی شان و شوکت سے قلعہ کے باہر نکلتے تھے۔ طبل جنگ کی آواز برابر گونجا کرتی تھی۔ اور رہا سیان وطن اور حملہ آور دونون طلوع آفتاب سے غروب کے وقت تک بڑی سرگرمی و جان بازی سے لڑتے تھے۔ شام جب دونون طرف کے بہادرون کو جدا کرتی تھی تو سندھی اپنے قلعہ کی راہ لیتے تھے اور مسلمان اپنے لشکرگاہ مین آکے ٹھہرتے تھے۔ اس محاصرہ اور ان مسلسل معرکہ آرائیون نے بہت طول کھینچا۔ چھ مہینے گزر گئے۔ اور قسمت نے کسی کے حق مین فیصلہ نہین کیا۔ محمد بن قاسم کو قلعہ برہمن آباد کی طرف سے ایک قسم کی مایوسی سی ہونے لگی۔ اور دل مین نہایت ہی متفکر تھا کہ کیا کرے مگر کوئی تدبیر نہین بن پڑتی تھی۔

جے سنگھ نے آکے مسلمانون کا رسد آنے کا راستہ روک دیا۔

اس طرف سے ایک نااُمیدی پیدا ہی ہو چلی تھی کہ آخر ماہ ذی الحجہ مین اتوار کے دن سنہ ۹۳ھ (۱۲ اکتوبر ۷۱۲ء) کو خود جے سنگھ آ پہونچا۔ مسلمانون کے محاصرے کی وجہ سے قلعہ مین تو داخل نہ ہو سکا۔ مگر مسلمانون کی رسد آنے کا راستہ روک کے اُس نے تھوڑے فاصلے پر پڑاؤ ڈال دیا۔ اور عربی فوجین ایک سخت مصیبت مین مبتلا ہو گئین۔

محمد بن قاسم کا اضطراب اور موکا کا مشورہ۔

اس وقت کے پیش آنے پر محمد بن قاسم نے اپنے ایک معتمد علیہ خادم کو موکا کے پاس دوڑایا جسکی وفاداری پر اُسے پورا بھروسا تھا اور کہلا بھیجا کہ "مین نہایت ہی پریشان ہون۔ اس لیے کہ قلعہ والے اُسی طرح سرگرمی سے لڑ رہے ہین۔ اور دوسری طرف سے جے سنگھ نے آکے رسد کا راستہ بند کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہو گیا ہون۔ تم یہان کے راستون اور معاملات سے واقف ہو۔ بتاؤ کہ ایسی حالت مین مجھے کیا کرنا چاہیے"۔ موکا نے خود حاضر ہو کے راے دی کہ میرے نزدیک چونکہ جے سنگھ آپ کے لشکرگاہ سے قریب ہی پڑا ہوا ہے لہذا سوا اس کے اور کوئی تدبیر نہین ہے کہ آپ بڑھ کے اُس سے مقابلہ کرین۔ اور فوراً اُس کی فوج پر حملہ کر دین۔

جے سنگھ کے مقابلے کو عربی فوج روانہ ہوئی

موکا کی یہ راے محمد بن قاسم نے پسند کی اور اپنی فوج مین سے جنگ آزمودہ اور معتبر لوگون کی ایک جماعت علحدہ کر کے جے سنگھ کے مقابلے کو روانہ کی۔ اس فوج مین نباتہ بن حنظلہ کلابی۔ عطیہ ثعلبی۔ صارم ابن ابوصارم ہمدانی۔ اور عبد الملک مدائنی کے ایسے نامور سردار موجود تھے۔ اور دو شخص سردار مقرر کیے گئے۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان۔ ہندو تو موکا تھا اور مسلمان سردار فوج جذیم بن عمرو الدہی تھا۔ یہ لشکر پورے ساز و سامان اور قابل ضرورت رسد کے ساتھ جے سنگھ کے مقابلے کو روانہ ہوا۔

جے سنگھ بے لڑے بھاگ کے کشمیر چلا گیا

جے سنگھ نے جس جرأت کے ساتھ اسلامی لشکرگاہ کے قریب آکے پڑاؤ ڈالا تھا اُس کا تقاضا یہی تھا کہ دلیری و شجاعت سے مقابلہ کرتا۔ مگر نہین وہ عربون کے مقابلے مین ہمت ہار چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ زبان سے بڑے دعوے کرتا تھا مگر جب ہی سنا کہ باپ کے وزیر نے لڑنے سے روکا تو برخلاف اپنے دعوے کے فوراً برہمن آباد چلا گیا۔ پھر جب مسلمان

برہمن آباد کے قریب پہونچے تو گو کافی فوج موجود تھی لڑائی کا بار سرداران فوج کے سر پر ڈال کے چنیر چل دیا۔ اور پھر جب کہ اُسے محمد بن قاسم پر کامیاب ہونے کا پورا موقع مل چکا تھا عربی فوج کے آنے کی خبر سنتے ہی بغیر اس کے کہ ایک مقابلے کی بھی نوبت آئی ہو بھاگ کھڑا ہوا۔ اس مرتبہ وہ پھر آنے کے لیے نہین گیا بلکہ اپنے اہل وعیال کو ساتھ لیا اور ہمیشہ کے لیے سرزمین سندھ کو رخصت کر دیا۔ اور جنکن۔ عوارہ اور کایا کے ریگستانون اور صحراؤن کو قطع کرتا ہوا جے پور کے راج مین جا پہونچا۔ محمد علافی نے در اصل اُس کا پورا ساتھ دیا۔ اس لیے کہ اس سفر مصیبت مین بھی وہ اُس کے ہمراہ تھا۔ مگر جے پور سے آگے جانے کی جرأت علافی سے نہ ہوئی۔ وہ وہین ٹھہر گیا اور جے سنگہ نے جے پور چھوڑا اور راجہ کشمیر کے ملک مین پہونچ کے دم لیا۔ راجہ کشمیر کے مستقر کے قریب وارد ہوتے ہی اُس نے راجہ کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔ اور لکھا "مین اپنے ذاتی ارادے سے اور نہایت ہی خلوص دل کے ساتھ آپ کی مرحمت کا اُمیدوار ہو کے آیا ہون" یہ خط دیکھ کے راے کشمیر نے اُسے اپنے پاس بلا لیا اور بڑے اخلاق اور نہایت لطف کے ساتھ پیش آیا۔

راے کشمیر نے جے سنگہ کی بڑی قدر و منزلت کی۔

جس پہلے دربار مین جے سنگہ راے کشمیر سے ملا اُسی دربار مین راے نے پچاس گھوڑے مع ساز و سامان۔ اور اُس کے ہمراہیون کو دو سو قیمتی جوڑے مرحمت کیے۔ اور علاقہ شاکلہا جو کشمیر کے قلمرو مین تھا جے سنگہ کو بطور جاگیر عطا کیا۔ پھر جب وہ دوبارہ مہاراجہ کشمیر کے دربار مین گیا تو بڑی قدر و منزلت سے اُس کا استقبال کیا گیا۔ اور ایک چھتر ایک کرسی اور دیگر بیش قیمت ہدایا اُسے کشمیر کے راج کی طرف سے مرحمت کیے گئے۔ اور بڑی عزت اور نہایت ہی دھوم دھام سے اُس علاقے کی طرف روانہ کیا گیا جو اُسے جاگیر مین ملا تھا ایک مسلمان عرب حمیم بن سامہ جو متوطن شام تھا غالباً محمد علافی کے ذریعہ سے جے سنگہ کے مخصوصین اور معتمدین مین شامل ہوا تھا۔ علافی نے

ع اس شہر کی نسبت جنرل کننگھم کی راے ہے کہ اس سے مراد مقام کلو کہر ہے جو نمک کے کوہستان مین واقع ہے اور آج تک کشمیر ہی کی سرحد مین ہے۔ ایلیٹ۔

تو جے پور سے ساتھ چھوڑ دیا مگر جہیم بن سامہ کے دل نے کسی طرح بے وفائی نہ گوارا کی۔ اور جے سنگہ کے ساتھ کشمیر مین داخل ہوا۔ اس عربی الاصل شخص پر جے سنگہ کو اس درجہ اعتماد تھا کہ جس وقت پہلے دربار مین اُسے علاقہ شاکلھا جاگیر مین دیا گیا ہے اُسی وقت جے سنگہ نے دوسرے دربار کی شرکت سے پہلے اُس علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے اپنی طرف سے اسی جہیم کو بھیجا تھا۔ جس نے جا کے علاقہ شاکلھا کی حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔ پھر جے سنگہ نے وہان پہونچ کے ایک گوشۂ عافیت پایا اور اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگا چند روز بعد جے سنگہ نے دوسرے عالم کی راہ لی۔ اور چونکہ لاولد مرا تھا لہذا خواہ جے سنگہ کی وصیت کے مطابق یا عام ہر دل عزیزی کی وجہ سے شاکلھا کی حکومت جہیم بن سامہ کے قبضۂ تصرف مین آ گئی۔ اور مدت ہاے دراز تک اُسی کے خاندان مین رہی۔ جیسے کہ چچ نامہ کا مصنف بتاتا ہے کہ اُس کے عہد تک یہ علاقہ جہیم ہی کے خاندان مین تھا۔ جہیم نے اپنے زمانے مین وہان مساجد تعمیر کرائی تھین۔ اور ہمیشہ آن بان سے رہا۔ باوجود تخالف مذہبی کے راجہ کشمیر اُس کی بڑی قدر و منزلت کرتا تھا۔

جہیم بن سامہ ہی جے سنگہ کے علاقے کا وارث ہوا

جے سنگہ نے ورود جے پور کے بعد اپنے بھائی گوپی کو جو ارور مین تھا ایک خط لکھا اور اُسے اپنے چلے آنے اور غریب الوطنی اختیار کرنے کے وجوہ و اسباب سے مطلع کر کے راے دی تھی کہ مین تو اب یہان آ گیا تم حتے الامکان مضبوطی اور شجاعت سے عربون کا مقابلہ کرو۔ اور آبائی مملکت پر اپنا قبضہ برابر قائم رکھو۔ جے سنگہ کا یہ خط پا کے گوپی بہت خوش ہوا۔ اول تو بھائی کی مفقود الخبری پر نہایت ہی پریشان تھا اس سے پتہ چل گیا کہ وہ بآرام اطمینان جے پور مین موجود ہے۔ دوسرے اس لیے کہ بادی النظر مین باپ کے تخت و تاج کا وہی مالک ہو گیا۔

جے سنگہ کے چلے جانے کے بعد بھی چند روز تک برہمن آباد والے برابر لڑتے رہے۔ آخر ان لوگون مین اب عجز و پریشانی کے آثار نمودار ہونے بعضون کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اب مقابلے کی طاقت نہین رہی

کسی طرح اس مصیبت کو سر سے ٹالنا چاہیے اور زراعت و تجارت پیشہ اہل شہر
تو اس پر آمادہ ہونے لگے کہ مسلمانون کی اطاعت قبول کر لین۔ چنانچہ اُن مین سے
چار سربرآوردہ اہل شہر ایک دن آ کے جو تیری دروازے کے پاس جمع ہوئے
اور کہنے لگے "عربون نے سارا ملک فتح کر لیا۔ داہر مار ڈالا گیا۔ اور رجے سنگھ
کے ہاتھ مین راج ہے جو چھوڑ کے چل دیا۔ چھ مہینے سے برہمن آباد گھرا پڑا ہے
ہمارے پاس مدد نہ اتنی دولت ہے اور نہ قوت ہے کہ دشمن کے مقابلے کی جرأت
کر سکین۔ اور نہ ہمین اُن سے صلح کرتے بنتی ہے۔ محمد بن قاسم نے اگر چند روز اور
ایسا ہی استقلال دکھایا تو قلعہ فتح کر لے گا اور ہمارے لیے کوئی وجہ نہ ہوگی کہ
اپنے آپ کو امان پانے کا مستحق ثابت کر سکین۔ اور اس قابل تو ہم ہئی نہین
ہین کہ فوج کے سامنے ٹھہرنے کی تاب لا سکین۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ ہم سب آپس مین اتفاق کر کے محمد بن قاسم کے حملے سے بچنے کی کوشش کرین
اس کوشش مین اگر مار بھی ڈالے جائین تو اُس مرنے سے اچھا ہوگا کہ شہر کے
اندر بے عزتی سے ہماری جانین لی جائین۔ ہم کو اس امر مین سبقت کرنا چاہیے
اس لیے کہ اگر لڑنے والون نے عاجز آ کے پھاٹک کھول دیا تو پھر بڑی مشکل
ہوگی۔ مسلح لوگ تو سب ہی جان سے مارے جائین گے۔ ہان تاجرون، دستکارون
اور کسانون وغیرہ کو پناہ دی جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ لوگون کو صلاح دی جائے
کہ عربون سے اقرار نامہ لے کے ہم ہی قلعہ کا پھاٹک کھول دین۔ اس لیے کہ
اس صورت مین محمد بن قاسم ہماری جانون کی حفاظت کرے گا۔ اور اگر ہم اُس
سے دوستی و اطاعت اور اُس کے احکام کی پابندی کا وعدہ کر لین گے
تو وہ ہمیشہ ہمارا حامی و مددگار رہے گا۔" سب نے اس رائے پر اتفاق
کیا۔ اور اُسی روز محمد بن قاسم کے پاس قاصد بھیج کے اپنے جورو بچون کو
قتل و اسیری سے مستثنےٰ ہونے اور اپنی جانون کے لیے امان حاصل
کر لی۔ اور ایک دن معین کر کے کہا "اُس دن ہم جو تیری دروازے سے لڑنے
کو نکلین گے آپ کو اُس دروازے پر مع تمام فوج کے موجود ہونا چاہیے۔ مگر
جب ہم آپ کے قریب پہونچین گے اور جیسے ہی عرب لوگ ہم پر حملہ آور

ہون گے ہم بھاگ کھڑے ہون گے اور قلعہ کا دروازہ کھلا چھوڑ کے قلعہ کے اندر داخل ہو جائین گے۔ آپ مع اپنی فوج کے تعاقب کرتے ہوئے قلعہ کے اندر چلے آئیے اور قبضہ کر لیجیے۔

اہل شہر کی درخواست پر محمد بن قاسم کا تذبذب

محمد بن قاسم نے تمام معزز اہل الرائے لوگون اور تجربہ کار درباروان ان حجاج کو فراہم کر کے مشورہ کیا۔ سب کے پہلے موکا نے رائے دی کہ یہ قلعہ سب قلعون سے مضبوط ہے اگر آپ نے اسے فتح کر لیا تو پھر کسی کو سرتابی کی جرأت نہ ہو گی۔ لہٰذا اُن کی یہ درخواست منظور ہونی چاہیے۔ محمد بن قاسم نے اُن کے اس سوال سے انکار نہین کیا اور اُن کو معاہدہ بھی لکھ دیا۔ مگر اس کو دل مین ایسا ذلیل ذریعہ فتح اختیار کرنے مین تامل تھا۔ اُس نے ان لوگون سے کہا ابھی ہم اس کارروائی کے لیے کوئی دن نہین مقرر کرتے۔ ذرا غور کرنے کے بعد تم کو مطلع کرین گے۔ اور اُسی وقت ہمارا معاہدہ مکمل ہو گا۔ یہ کہہ کے اُس نے حجاج کو اس معاملے سے مطلع کیا اور وہان سے حکم منگوایا۔

حجاج نے حکم دیا کہ درخواست قبول کی جائے

نوعمر اور شریف النفس محمد بن قاسم اسی تردد مین تھا کہ حجاج کے پاس سے اُس کے خط کا جواب آ گیا۔ جس کی رو سے حجاج نے حکم دیا تھا کہ بے شک اُن لوگون سے معاملہ کر لو۔ اور جو عہد اپنی طرف سے کرو اُس کی پوری پابندی کرنا۔ یہ حکم پاتے ہی محمد بن قاسم نے خود ہی ایک دن اپنی طرف سے مقرر کر کے اُن لوگون کو آگاہ کر دیا۔ روز معینہ کو وہ لوگ قلعہ سے نکلے۔ آناً فاناً لڑے اور بھاگ کے قلعے مین ہو رہے۔ اور پھاٹک کھلا چھوڑ گئے۔ اہل عرب تعاقب کرتے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ دم بھر مین سارا اسلامی لشکر قلعے کے اندر تھا۔ عربی سپاہی اندر داخل ہوتے ہی قلعہ کے برجون اور فصیل پر چڑھ گئے۔

قلعہ برہمن آباد فتح ہوا

جب فصیل پر ہر چہار طرف عربی لشکر پھیل گیا تو عرب سپاہی شہر کی سڑکون کی طرف بڑھے۔ ابھی تک اہل قلعہ کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی کہ یکایک مسلمانون نے چارون طرف سے یک زبان ہو کر زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا۔ اور مسلح لوگون پر ہر طرف تلوار بلند کر دی۔ قلعہ کے لوگ عموماً گھر چھوڑ چھوڑ کے مشرقی پھاٹک کی طرف چلے اور تمام سندھی فوج کے لوگ نہایت بے

بدحواس ہو کے اُس پھاٹک سے نکل کے بھاگنے لگے اور شہر کے کل زن و مرد کی قسمت فاتحون کے ہاتھ مین تھی۔

اہل شہر سے فاتحون کا برتاؤ

الغرض اس طریقے سے برہمن آباد محمد بن قاسم کے ہاتھ پر فتح ہوا محمد بن قاسم نے تاکیدی حکم دے دیا کہ سوا اُن لوگون کے جو لڑنے پر تیار ہون اور مقابلے کو ہتھیار اُٹھائین اور کوئی قتل نہ کیا جائے۔ عربون نے قریب قریب لڑکر اُن لوگون کو گرفتار کر لیا جو لڑائی پر آمادہ ہوئے اور جن کی طرف سے اظہار جنگ ہوا۔ صرف وہی نہین اُن کے ساتھ اُن کا مال و اسباب۔ اسلحہ۔ اُن کے ملازمین اور بال بچے سب گرفتار کر لیے گئے تھوڑی ہی دیر مین قیدیون کا گروہ محمد بن قاسم کے سامنے لاکے کھڑا کر دیا گیا اُن مین سے ہر شخص جس نے سامنے آکے سر جھکایا اور امان طلب کی فوراً چھوڑ دیا گیا۔ اور اُسے اجازت دی گئی کہ اپنے گھر پر قبضہ رکھے۔

رانی لاڈی

برہمن آباد ہی مین راے داہر کی رانی لاڈی تھی۔ یہ رانی داہر کے مارے جانے کے بعد یہین ترکش ہو گئی۔ اور اُس نے کسی اور شہر مین جانا پسند نہ کیا۔ جس زمانے مین عربون نے شہر کا محاصرہ کیا تو اُس نے دل مین کہا مین اپنے اعزا و اقربا کو کیونکر چھوڑ دون۔ جہان تک ممکن ہوگا یہین رہون گی۔ اور دشمنون کو مغلوب کر کے اپنے گھر بار کی حفاظت کرون گی۔ ہان اگر عرب فتحیاب ہوئے تو کسی اور طرف چلی جاؤن گی۔ یہ خیال کر کے اُس نے اپنے مال و دولت کو نکالا۔ خزانے کے دروازے کھولے۔ سپاہیون پر روپیہ تقسیم کر کے ایک چھوٹی سی فوج مرتب کی اور خوب فیاضیان کر کے فوج والون مین جرأت و جوش کا مادہ پیدا کیا۔ چنانچہ شہر کے ایک پھاٹک کی حراست اُسی کے سپاہیون نے کی اور آخر تک بڑی جوان مردی سے لڑے۔ آخر مین رانی نے ارادہ کر لیا تھا کہ اگر اب قلعہ پر مسلمانون کا قبضہ ہو جائے گا تو مین ایک چتا بنوا کے اپنے بال بچون سمیت ستی ہو جاؤن گی۔ وہ یہ ارادہ کیے ہوئے بیٹھی تھی کہ ناگہان قلعہ پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا۔ عربی سردار فوراً داہر کے

محل پر آپہونچے۔ اور جو ملا اُسے گرفتار کر لیا جن مین لاڈی بھی تھی۔

قیدیون کے ساتھ عربون کا طرز عمل

مال غنیمت اور قیدی جب محمد بن قاسم کے سامنے پیش کیے گئے اور ہر ایک قیدی کے متعلق تحقیقات ہونے لگی تو معلوم ہوا کہ داہر کی رانی لاڈی اپنی دو بیٹیون اور داہر کی دیگر رانیون کے ساتھ قلعہ مین موجود تھی جو تمام قیدیون کے ساتھ اس مجمع مین موجود ہے تو اُس نے حکم دیا کہ اُن کی عزت کی جائے اور یون بے نقاب و بے چادر نہ رکھی جائین۔ چنانچہ اُن سب کے چہرون پر نقابین ڈال دی گئین۔ اور ایک معتمد ملازم کے سپرد کر دی گئین کہ اُن کو سب سے علٰحدہ حراست مین رکھے۔ اس کے بعد عام قیدیون مین سے پانچوان حصہ علٰحدہ کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ صرف اُن قیدیون کا شمار جو بیت المال کے لیے علٰحدہ رکھے گئے بیس ہزار تھا۔ ان کے علاوہ باقی ماندہ قیدی اہل فوج پر تقسیم کر دیے گئے۔ دستکارون سوداگرون اور عام لوگون کو پناہ دی گئی۔ اُن مین سے جو لوگ غلطی سے ماخوذ کر لیے گئے تھے بعد تحقیقات وہ بھی چھوڑ دیے گئے۔ ان کارروائیون کے بعد محمد بن قاسم اُن لوگون کی طرف متوجہ ہوا جو سپاہی تھے۔ اور مقابلہ کرتے ہوئے گرفتار کیے گئے تھے۔ اُس نے حکم دیا کہ وہ سب لوگ قتل کر ڈالے جائین چنانچہ اس طرح چھ ہزار[۵] آدمی تہ تیغ ہوئے جن مین سے کچھ معاف بھی کر دیے گئے تھے۔

شاہی قیدیون کی نسبت ایک دوسری روایت۔

لیکن اکثر راویون کا یہ بیان ہے کہ قیدیون مین ابتدا ًٔ داہر کا کوئی عزیز نہ تھا حالانکہ محمد بن قاسم کو اُن لوگون کے پانے کی نہایت آرزو تھی۔ اُس نے شہر کے لوگون سے دریافت کرایا کہ راے داہر کا کوئی عزیز یہان ہے لیکن اب بھی کچھ پتہ نہ چلا۔ وہ اپنی اس ناکامی پر مایوس ہو چلا تھا کہ فتح کے دوسرے روز تقریباً ایک ہزار برہمن جنھون نے سر اور داڑھی مونچھین منڈوا کے حاجب ابرو کا صفایا کر دیا تھا اُس کے سامنے لا کے پیش کیے گئے۔ سپہ سالار عرب کو ان لوگون کی وضع پر نہایت ہی حیرت تھی اُس نے تعجب کے لہجے

---

[۵] بلاذری آٹھ ہزار لکھتا ہے۔

مین پوچھا، تم کون لوگ ہو؟ اور یہ وضع تم نے کیون بنائی ہے۔ کیا تمھین کسی فوج سے تعلق ہے؟" برہمنون نے دست بستہ عرض کیا " اے دیانت دار سردار۔ ہمارا راجہ برہمن تھا۔ اور ہم وہ لوگ ہین جنھون نے اُس سے عہد وفاداری کیا تھا ہم مین سے اکثر تو آپ کے ہاتھ سے مارے گئے ہان بدقسمتی نے ہم کو زندہ چھوڑ دیا ہے لہذا ہم سب نے ارادہ کر لیا کہ جب ہمارا راجہ ہی نہین ہے تو ہم بھی دُنیا کو چھوڑ کے نقیر ہو جائین۔ بس اسی خیال سے ہم نے گیروی کفنیان پہن لین اور چار ابرو کا صفایا کر دیا۔ اب خدا نے آپ کو فتحیاب کر کے اس سرزمین کا مالک بنایا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ آپ کی فرمان برداری کرین۔ بس اسی غرض سے دربار مین حاضر ہو گئے دریافت کرتے ہین کہ ہمین کیا حکم دیا جاتا ہے"۔ ان لوگون کی تقریر سُن کے محمد بن قاسم نے ذرا تامل کیا۔ اور پھر سر اُٹھا کے کہا " مین اپنی جان اور سر کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ یہ لوگ اچھے اور وفادار ہین مین انھین امان دون گا۔ مگر اس شرط پر کہ داہر کے متعلقین کو جہان ملین یہ لا کے میرے سامنے حاضر کرین۔" یہ تقریر سُن کے وہ لوگ سِدھارے اور رانی لاڈی کو لا کے محمد بن قاسم کے سامنے کھڑا کر دیا۔

اس امر مین اختلاف ہے کہ رانی لاڈی محمد بن قاسم کے قبضے مین کیونکر آئی۔ یعقوبی نے غلطی سے اس واقعہ یعنے داہر کی رانی کے محمد بن قاسم کے قبضے مین آنے کو رانی بائی کی طرف منسوب کر دیا ہے جو داہر کی بہن سے رانی بنی تھی اور جو راور مین ستی ہو گئی تھی یعقوبی کو یقیناً غلط خبر پہونچی اس لیے کہ بائی نہین لاڈی مسلمانون کے ہاتھ مین پڑ گئی جو راے داہر کی دوسری رانی تھی۔ رہا یہ کہ وہ مسلمانون کو کیونکر ملی اس بارے مین کوئی فیصلہ نہین کیا جا سکتا یہ تفصیلی حالات صرف چچ نامہ مین نظر آ سکتے ہین۔ اور یہ دونون بیانات خود اُس نے مختلف روایتون سے نقل کیے ہین۔ باقی دیگر مورخین مجملاً صرف اتنا ہی بیان کرتے ہین کہ برہمن آباد کی فتح کے بعد داہر کی رانی بھی مسلمانون کے قبضے مین آ گئی۔

برہمن آباد ایک ایسا مقام تھا کہ اس قلعہ کے فتح کر لینے کے بعد کامل

محمد بن قاسم کا نظم و نسق مملکت کی طرف متوجہ ہونا۔

توجہ کے ساتھ محمد بن قاسم کو نظم و نسق مملکت مین مشغول ہونا پڑا۔ اُس نے یہان ٹھہر کے کافی انتظام کر لیا تو آگے بڑھا۔ اول تو نئے مفتوحہ شہر اور اُس کے گرد و نواح کے واسطے وہی عام قاعدہ جاری رکھا جس کو مسلمانون نے اپنے تمام مفتوحہ بلاد مین ہر جگہ جاری کیا تھا۔ جن لوگون نے دین اسلام قبول کیا وہ غلامی۔ جزیہ اور خراج تمام چیزون سے معاف کیے گئے۔ جن لوگون نے تبدیل مذہب کو ناپسند کیا اُن پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ جزیہ کے تین مدارج تھے۔ پہلے درجہ والون پر فی نفر ۴۸ درہم سالانہ۔ دوسرے درجہ والون پر ۲۴ درہم۔ اور سب سے کم درجہ والون پر ۱۲ درہم سالانہ معین کر دیے گئے۔ حکم عام دیدیا گیا کہ جو لوگ دین اسلام قبول کرین اداے جزیہ سے مستثنے ہین۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے قدیم مذہب کے گرویدہ ہین اُن کو لازمی طور پر خراج و جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ اس اشتہار کا یہ نتیجہ ہوا کہ بعض لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور بعض اپنے آبا و اجداد کے دین پر قائم رہے۔ اور جزیہ وغیرہ ادا کرنا گوارا کر لیا۔ لیکن ایسا برتاو کسی سے نہین کیا گیا کہ اُسکی اراضی و جائداد دین چھینی گئی ہون۔

برہمنون کا قدیم بار جو سلطنت پر تھا بدستور باقی رکھا گیا

قدیم عام ہندو سلطنتون کی طرح سندھ مین بھی برہمنون کے کچھ حقوق تھے جو بتغیر سلطنت کے بعد موقوف ہوئے جاتے تھے اور برہمنون پر سخت مصیبت آپڑی تھی۔ محمد بن قاسم نے ان لوگون کے حال پر بھی مہربانی کی۔ اُس نے ہر برہمن کے لیے اُس کی حیثیت اور اُس کے دعوون کے مطابق خاص سرکاری مالگزاری مین سے ایک سالانہ رقم معین کر دی۔

برہمنون کی عزت اور انکے حال پر فیاضی۔

اُس نے قلعہ کے ہر پھاٹک پر ایک فوج مقرر کی اور اُن سب فوجون کی سرداری خاص پنڈتون کے ہاتھ مین رکھی۔ اُس نے صرف اتنی ہی قدر افزائی نہین کی بلکہ اُن پر جس قسم کا اعتبار و اعتماد اُس نے کیا تھا اُس کے ثبوت کے لیے ہر پنڈت کو ایک ایک گھوڑا مع ساز و یراق مرحمت کیا۔ اور حسب رسم ہند بطریق خلعت اُن کے ہاتھون پاؤن مین کڑے پہنا دیے۔ اور تمام دربار مین اُن کے ہم وطنون کے سامنے اُن کو کرسی پر بیٹھنے کی عزت دی۔

تمام لوگ سوداگر۔ دست کار۔ زراعت پیشہ جزیہ ادا کرنے کے لیے

عام اہل شہر سے جزیہ وصول کیا اور حسب حیثیت جزیہ

سب اپنے مناسب درجون مین تقسیم کیے گئے۔ سب ملا کے (جن مین معزز و ونے سب شامل تھے) دس ہزار آدمی شمار کیے گئے۔ ان لوگون کا شمار کرا کے محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ اُن مین سے ہر ایک کو سرکار کی طرف سے بارہ بارہ درہم عطا کیے جائین۔ اس لیے کہ تاخت و تاراج مین اُن کی دولت لٹ گئی تھی۔

دیہات والون پر جزیہ

خاص شہر والون کو اپنی رحم دلی کا ثبوت دے کے وہ اضلاع اور دیہات کے لوگون کی طرف متوجہ ہوا۔ اُن سے جزیہ وصول کرنے کے لیے اُس نے خود اُنھین مین سے ایک شخص کو منتخب کر کے مقرر کر دیا تاکہ اُن کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مسلمان اپنی قوت پر کس قدر مطمئن ہین اور نیز اُن کے دل مین یہ خیال پیدا ہو کہ عرب فاتح ہر طرح اُن کی حمایت کو تیار رہین۔

برہمنون کے ساتھ خاص رعایت اور اُنکی قدر افزائی

برہمنون نے محمد بن قاسم کا ایسا فیاضانہ طرز عمل دیکھا تو اپنے معاملات اُس کے سامنے لا کے پیش کیے اور بتایا کہ گزشتہ راج مین اُن کے کیا مرتبے تھے اور اُن کی کیسی عزت تھی۔ شہر کے مخصوص و معزز لوگون نے اُن کی عظمت و وقعت پر گواہی دی۔ ان گواہیون سے اطمینان حاصل کر کے عربی سردار نے اُن پر مہربانی کی۔ اُن کے تمام گزشتہ مراتب قائم رکھے۔ اور احکام جاری کر دیے کہ برہمنون کے جو حقوق اور جو مرتبے ہمیشہ سے چلے آتے تھے بدستور باقی رہین۔ اُن سے وعدہ کیا کہ اگر کوئی شخص تم پر کسی قسم کا ظلم و جور یا زیادتی کرے گا تو سلطنت تمھاری حمایت کرے گی۔ اور تمھارے حقوق نہ مٹنے پائین گے۔

علاوہ برین وہ لوگ معزز عہدون پر ممتاز کیے گئے۔ اور محمد بن قاسم نے بالکل اپنی کارروائی سے دکھا دیا کہ اُسے برہمنون پر پورا اعتماد ہے۔ اور اُن سے بے وفائی کا بالکل اندیشہ نہین۔ اُس نے برہمنون کو اپنے سامنے بلوا کے اپنی زبان سے کہا "راے داہر کے عہد مین تم لوگ بڑے بڑے معزز و ممتاز عہدون کے لیے مخصوص تھے۔ لہذا شہر اور گرد و نواح کے حالات سے تم بخوبی واقف ہو۔ اگر تم کوئی ایسی کارروائی بتاؤ گے جس سے رعایا خوش ہو اور رفاہ ملک کی اُمید ہو تو مین غور کر کے اُس پر عملدرآمد کرون گا۔ تم سے

مہربانی پیش آؤن گا۔ اور مجھے لطف و مدارات کرنے اور انعام و اکرام سے سرفراز کرنے کا موقع ملے گا۔ یہ کہہ کے تمام ملکی انتظامات اُس نے انھین لوگون کے ہاتھ مین دے دیے۔ اور یہ خدمتین اُن کو اس عدہ کے ساتھ دین کہ صرف اُن کی زندگی کے ساتھ نہین تمام ہوجائینگی بلکہ ہمیشہ نسلاً بعد نسلٍ انھین کے خاندان مین رہین گی۔

ان فیاضانہ کارروائیون کا نتیجہ۔

اس فیاضانہ کارروائی کا یہ عمدہ نتیجہ حاصل ہوا کہ برہمن جو دولت اسلام کی طرف سے سرکاری عہدہ دار مقرر کیے گئے تھے اضلاع اور قرب و جوار مین گئے۔ اور جا بجا لوگون سے جا کے بیان کیا کہ "یہ تو تم سُن چکے ہو کہ راسے داہر مارا گیا۔ اور ہمارے مذہب کی جو کچھ قوت تھی تمام ہو گئی۔ اب کل اضلاع سندھ پر عربون کی حکومت خوب مضبوطی سے قائم ہے۔ اور اس سرزمین کے باشندے کیا چھوٹے کیا بڑے سب کے سب آج ایک ہی حیثیت رکھتے ہین۔ یہی حال شہرون مین ہے اور یہی گاؤن مین۔ دراصل ہم مفتوح اور ذلیل ہو گئے تھے مگر عظیم الشان سلطان نے ہم سے اظہار لطف کیا۔ ہماری عزتین اُسی طرح قائم رکھین۔ اور سنو اُسی نے ہم کو تمھارے پاس بھیجا ہے کہ تم کو اُس کی اطاعت کی رغبت دلائین۔ خوب یقین کر لو کہ اگر ہم عربون کی اطاعت سے سرتابی کرتے تو نہ ہمارے پاس جائداد رہتی اور نہ زندگی بسر کرنے کے ذریعہ ہمارے ہاتھ مین باقی رہتے بلکہ ہم نے اس وجہ سے اطاعت قبول کر لی کہ ہمارے نئے فیاض آقاؤن کی لطف و مہربانی ہمارے حال پر زیادہ ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ابھی تک ہم اپنے گھر بار سے نہین نکالے گئے ہین۔ ہماری جائدادین اور عزتین ہمارے پاس ہین۔ لیکن اگر تمھاری راے مین یہ جزیہ کا بوجھ نہین اُٹھایا جا سکتا تو آؤ مناسب موقع ہم پہونچا کے ہم اور تم اس ملک کو چھوڑ دین اور ہندوستان کے کسی اور مقام مین جا بسین۔ اور اپنے جورو بچون کو بھی لے چل کے وہان امن و امان سے اقامت پذیر ہون۔ اس لیے کہ دُنیا مین جان سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہین۔ جہان تک ہو سکے اسے بچانا چاہیے۔ مگر ہمارے خیال مین یہ ہے کہ اگر بالفرض ہم

بال بچون کو لے گئے تو ہماری جائداد تو ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ اب تمھاری جو رائے ہو بتاؤ ہم اُس پر عمل کرنے کو موجود ہین۔" سب نے جزیہ ادا کرنا منظور کر لیا۔

حاکمانہ ہدایات۔

ان باتون کا یہ اثر ہوا کہ کل رعایا کی طرف سے لوگ خود محمد بن قاسم کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور جزیہ ادا کرنے پر عموماً رضامندی ظاہر کی۔ انھون نے دریافت کیا کہ ہم پر کس قدر رقم واجب الادا کی گئی ہے۔ محمد بن قاسم نے سب کو بتا دیا کہ اس قدر رقم ادا کرنا ہوگی۔ پھر اُس نے اُن برہمنون کی طرف توجہ کی جو سرکاری رقوم وصول کرنے پر مامور ہوئے تھے اور کہا "دیکھو تمھارا فرض ہے کہ رعایا اور سلطنت مین دیانت داری پیدا کرو۔ اگر کوئی جھگڑا یا فساد پیدا ہو تو انصاف سے کام لو۔ مالگزاری وصول کرنے وقت اس امر کا ہمیشہ لحاظ رکھو کہ رعایا کو کس قدر روپیہ ادا کرنے کی استطاعت ہے۔ کسی پر خبردار اُس کی حیثیت و استطاعت سے زیادہ رقم نہ معین کر دینا۔ آپس مین ہمیشہ اتحاد و اتفاق قائم رکھو۔ اس لیے کہ تمھاری نااتفاقی سے ملک پر طرح طرح کی آفتین نازل ہو جائین گی۔"

محمد بن قاسم نے رعایا مین سے الگ الگ بلا کے ہر شخص کی تسلی و تشفی کی

جوان مرد عرب نے اُس کے بعد رعایا مین سے ایک ایک کو الگ بلا کے سمجھایا۔ اس کی تشفی و دلجمعی کی۔ اور یہ شفقت آمیز کلمات زبان پر لایا "تم ہر حال مین خوش رہو۔ پریشان نہ ہو۔ تم پر ہماری طرف سے کسی بات کا الزام نہ لگایا جائے گا۔ مین تم سے نہ اقرار نامہ لیتا ہون اور نہ کفیل طلب کرتا ہون بس اتنا کرو کہ جو رقم معین کر دی گئی ہے اور جو مالگزاری ہماری طرف سے مشخص کر دی گئی ہے اُس کو برابر ادا کر دیا کرو۔ اس کے علاوہ ہمیشہ سلطنت کی طرف سے ہر معاملے مین تمھاری خبرگیری کی جائے گی۔ اور رحمدلی ہی کے احکام جاری ہون گے۔ تمھاری جو خواہش ہو اُس کو میرے سامنے بیان کرو۔ مین سنون گا اور منصفانہ اور شافی جواب دون گا۔ مین وعدہ کرتا ہون کہ ہر شخص کی خواہش پوری کر کے اسکی خاطر جمعی کر دون گا۔"

محمد بن قاسم کی رحمدلی در اصل حیرت کے قابل تھی۔ مذہبی جہاد مین شاید

کسی حاکم سے ایسی رحمدلی کا ظہور نہ ہوا ہو گا جیسی کہ اُس نے سرزمین سندھ میں دکھا دی۔ اسلام میں ہر امر کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ کسی طرح رسوم شرک اور بُت پرستی کی اجازت دی جا سکے۔ لیکن محمد بن قاسم اپنی رحمدلی میں اس حد سے بھی گزر گیا۔ سندھ جب فتح ہو گیا تو وہ بڑا مندر جو برہمن آباد میں تھا وہ بھی پرستش سے روک دیا گیا۔ برہمن جو وہاں کے پوجاری تھے اور نیز بُت خانے کے تمام خدام افلاس میں مبتلا ہو گئے اور روٹیوں کو ترسنے لگے۔ اُن کے ہاتھ میں اب کوئی ذریعہ معاش نہ تھا۔ مندروں میں جو کچھ چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے اُن کا سلسلہ قطعاً منقطع ہو گیا اور رعایا نے بھی اُن کی کچھ خبر گیری نہ کی۔ آخر مجبور ہو کے وہ سب اُس مکان کے پھاٹک پر آ کے جمع ہوئے جس میں نوعمر سپہ سالار عرب فروکش تھا اور ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے اُسے دعائیں دینے لگے۔ محمد بن قاسم نے اس کا سبب پوچھا تو اُن سب نے عرض کیا "اے انصاف پرور مالک۔ آپ کی عمر بڑی ہو۔ ہم کو زندگی بسر کرنے کے لیے جو کچھ ملتا تھا یہاں کے مندر سے ملا کرتا تھا۔ لوگ نقد اور سب طرح کی چیزیں یہاں لا کے چڑھاتے تھے۔ اور اُنھیں پر ہماری زندگی بسر ہوتی تھی۔ سرکار نے سوداگروں اور عام ہندوؤں پر رحم کیا۔ اُن کی جائدادیں اُنھیں کے قبضے میں رکھیں۔ اور ہر شخص کے ذرائع معاش آپ کے رحم و انصاف سے بدستور باقی ہیں۔ ہم آپ کے غلام جو صرف آپ کی فیاضی ہی پہ بسر کرنے والے ہیں کیا کریں۔ اُمیدوار ہیں کہ سب لوگوں کو اپنے دیوتاؤں کی پوجا کرنے کی اجازت دی جائے۔ اور مندر چھوڑ دیا جائے تاکہ ہم اُسے پہلے کی طرح آباد کریں" محمد بن قاسم کے دریافت کرنے پر تمام ہندوؤں نے عرض کیا کہ "یہاں کا مندر خاص برہمنوں کے اصول پہ قائم ہے اور یہی لوگ در اصل ہمارے مذہبی پیشوا اور مقتدا ہیں۔ ہمارے مرنے جینے کی رسمیں اُنھیں لوگوں کے ہاتھ سے اجرا پاتی ہیں۔ اور در اصل ہم جزیہ دینے پر اسی خیال سے آمادہ ہوئے کہ ہم میں سے ہر شخص کو اپنے مذہب کی پابندی کی اجازت دی جائے گی۔ ہمارا یہ مندر تباہ و برباد

بت پرستی کا موقوفی پر پوجاریوں کی فریاد۔

بٹھا جاتا ہے۔ ویران پڑا ہے اور ہم اُس کی پرستش سے روک دیے گئے ہین۔ اگر انصاف پرور سردار ہمین اجازت دین تو ہم اُسے پھر آباد کرین۔ اور ہمارے دیوتاؤن کی پرستش جاری ہو جاے۔ بس اسی طریقے سے ان برہمنون اور پوجاریون کو بھی اطمینان ہو جاے گا۔ اور ہمارے ذریعہ سے انھین اپنے ذرائع معیشت ہاتھ آجائین گے۔"

یہ ایک ایسا نازک مسئلہ تھا کہ محمد بن قاسم متردد ہو گیا۔ اُسے کسی طرح جُرأت نہ ہوئی کہ خود اپنی راے سے اس امر کا فیصلہ کر دے۔ آخر مجبور ہو کے اُس نے صورت مسئلہ حجاج بن یوسف کو عراق مین لکھی۔ چند ہی روز بعد عراق سے یہ جواب آگیا "میرے عزیز ابن عم محمد بن قاسم کا خط مجھے مِلا۔ مضامین مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ برہمن آباد کے باشندے عرض گزار ہین کہ انھین وہان کے مندر کے آباد رکھنے اور اپنے مذہب قدیم پر عمل درآمد کرنے کی اجازت دی جاے۔ جب وہ ہماری اطاعت قبول کر چکے اور خلیفۂ اسلام کو جزیہ دینا منظور کرتے ہین تو اب اس کے بعد حسب قاعدہ اُن سے کسی امر کے بابت بازپرس نہین کی جا سکتی۔ اُن کو ہم نے اپنی حمایت مین لیا ہے۔ لہٰذا اب کسی طریقہ سے ہم اُن کے جان و مال پر دست درازی نہین کر سکتے۔ اُنھین اپنے دیوتاؤن کی پرستش کی اجازت دی جاے۔ اور کوئی شخص اپنے مذہب کی پیروی سے نہ روکا جاے اور نہ اُسے کسی بات کی ممانعت کی جاے۔ وہ جس طرح چاہین اپنے گھرون مین رہین"

حجاج کا یہ حکم محمد بن قاسم کو اُس وقت مِلا جب وہ برہمن آباد سے کوچ کر کے ایک منزل جا چکا تھا۔ یہ خط پاتے ہی اُسے بڑی خوشی ہوئی۔ اس لیے کہ اُس کی راے مین غریب ہندو رعایا ہر طرح ہمدردی اور لطف کی مستحق تھی اُس نے فوراً وہین قیام کر دیا۔ اور برہمن آباد کے شرفا معززین اور برہمنون کو اپنے سامنے بُلوا کے حکم دے دیا کہ "اپنے مندر کو جا کے شوق سے آباد کرو۔ بے خوف و خطر آزادی سے رہو۔ اور اپنی ترقی و رفاہ کی کوشش سے باز نہ آؤ۔ اُس نے یہ بھی ہدایت کی کہ اب تم کو مسلمان رعایا کے ساتھ

حجاج کی اجازت کہ مندر چھوڑ دیا جاے۔

محمد بن قاسم نے ہندوؤن کو بُلا کے بت پرستی کی اجازت دی۔

ہل جُل کے بے تعصبی سے رہنا چاہیے تاکہ کسی قسم کا فساد نہ پیدا ہو۔"

برہمنون کی نسبت محض کا ہمدردانہ خیال اور اُن کے ساتھ بے انتہا رعایتین

پھر وہ عام رؤساے شہر کی طرف متوجہ ہوا اور یہ جملے کہے جو اُسکی انتہا درجے کی بے تعصبی پر دلالت کرتے ہین: "افلاس زدہ برہمنون سے بہ لطف و محبت پیش آؤ۔ ہمیشہ اُن کا خیال رکھو۔ اپنے آبا و اجداد کی رسمون کی نگہداشت کرو اور قدیم رواج کے مطابق برہمنون کو ہمیشہ خیرات اور انعام دیتے رہو" پھر اُن لوگون کو جو سرکاری روپیہ کے وصول کرنے پر مامور تھے حکم دیا کہ "دیکھو اس امر کا خیال رکھو کہ ہر سال سرکاری روپیہ مین سے فی سیکڑا تین درہم علٰحدہ کر لیا کرو۔ اُس مین سے برہمنون کو اُس قدر رقم دو جس قدر کہ اُن کی حیثیت و ضرورت کے مناسب ہو۔ بعد اختتام سال اگر اُس رقم مین سے کچھ باقی رہے تو اُسے سرکاری خزانے مین داخل کر دیا کرو۔" ان لوگون کو اس بات کی بھی ہدایت کی گئی کہ عہدہ دارون اور معززین کے لیے بھی بطور مدد خرچ سرکاری خزانے مین سے تنخواہ مقرر کر دین۔ ان تمام باتون پر اُن سب لوگون نے تمیم بن زید القینی اور حکم بن عوانہ کلبی کے سامنے اظہار رضامندی کیا۔

برہمنون کا ایک اور حق

اس کے علاوہ اسی زمانے سے محمد بن قاسم نے برہمنون کے لیے ایک اور حق بھی مقرر کر دیا جو سندھ مین مدت دراز تک جاری رہا۔ وہ یہ کہ برہمنون کو حق دیا گیا کہ فقیرون کی طرح اپنی تھالیان لے کے لوگون کے دروازون اور ڈیوڑھیون پر جائین۔ اور مکان والون کا فرض تھا کہ غلہ وغیرہ جو کچھ اُن کو توفیق ہو تھالی مین ڈال دین۔ یہ طریقہ محض اس غرض سے جاری کیا گیا کہ برہمنون مین اگر کوئی بالکل بے دست و پا ہو تو وہ بھی بے معاش نہ رہ سکے۔

اہل برہمن آباد کی طرف سے ایک اور درخواست محمد بن قاسم کے سامنے پیش ہوئی جس کی رُو سے اُن لوگون نے خواہش کی تھی کہ اُن کی حکومت کا اختیار قطعاً انھین کے ہاتھ مین دیدیا جاے۔ عربی سپہ سالار نے یہ درخواست بھی منظور کی۔ اُس نے اُن کو اجازت دیدی کہ یہودیون۔ عیسائیون اور عراق و شام کے زرتشتیون کی طرح اپنے سلب شدہ اختیارات پر وہ پھر قبضہ کر لین۔ اس طور پر اُس نے برہمن آباد مین خود اختیاری انتظام

مقرر کرکے اُس کی باگ اُنھین لوگون کے ہاتھ مین دیدی۔ یہ انتظام کرکے اُس نے اُن لوگون کو موقوف کر دیا جو پہلے انتظام حکمرانی کی رو سے عہدہ دار سرکاری مقرر کیے گئے تھے اور اس طور پر ملک کو خود ملک والون کے ہاتھ مین بانٹ کے اُس نے دیسی سرگروہون اور حکام کو "رانا" کے خطاب سے ممتاز کیا۔

لوہانہ جاٹون کے ساتھ گزشتہ حکومت کا برتاؤ۔

یہ انتظامات کرکے محمد بن قاسم نے وزیر سی ساکر اور مُنوّ کا بسایا کو بلا کے دریافت کیا کہ راے چچ اور راے داہر کے زمانے مین لوہانہ جاٹون کے ساتھ کیا عملدرآمد کیا جاتا تھا۔ لوہانہ جاٹون کی دو قومین تھین ایک لاکھہ اور ایک سمّہ۔ یہ دونون جنگلی اور وحشی قومین تھین۔ ڈاکہ زنی اور لوٹ مار ان کا پیشہ تھا۔ اور ہمیشہ سلطنت کی فرمان برداری سے دور رہا کرتی تھین گزشتہ برہمن فرمان رواؤن نے ان لوگون کو دبا کے زبردستی ان کی گردن پر حکومت کا جُوا رکھ دیا تھا۔ لیکن اب تک یہ لوگ اُسی طرح حکومت اور تمدن سے غیر مانوس تھے۔ محمد بن قاسم کو وہ مظالم ناپسند ہوئے۔ جو قدیم سے ان پر مطیع بنانے کے لیے جاری تھے۔ اسی وجہ سے اُس نے ان لوگون کا حال دریافت کیا۔ سی ساکر نے عرض کیا کہ "یہ وحشی اور جنگلی قومین ہین ہمیشہ اطاعت سے بھاگتی ہین۔ اور ذرا بھی موقع مل جاتا ہے یا سلطنت کی طرف سے نرمی ہوتی ہے تو لوٹ مار اور ڈکیتی شروع کر دیتی ہین۔ اسی وجہ سے گزشتہ قوانین کے مطابق ان کو نہ نرم کپڑے پہننے کی اجازت تھی اور نہ سر پر مخمل کی ٹوپی پہننے کی اور ننگے پاؤن رہنے پر مجبور تھے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ ایک سیاہ موٹا کپڑا نیچے پہنتے تھے۔ اور موٹے گندے کپڑے کی ایک چادر کندھے پر ڈال لیا کرتے تھے۔ اگر کبھی نرم کپڑے پہن لیتے تو فوراً جرمانہ کر دیا جاتا تھا۔ ایک یہ بھی حکم تھا کہ جب گھر سے باہر نکلین اپنے کتون کو اپنے ساتھ لے لیا کرین تاکہ جو دیکھے فوراً پہچان جائے۔ ان کے سردارون کو بھی گھوڑے پر زین ڈال کے سوار ہونے کی اجازت نہ تھی۔ جب کبھی ان کا کوئی سردار گھوڑے پر سوار ہو کے نکلتا تو گھوڑے کی پیٹھ پر زین نہ ہوتی تھی۔ بلکہ صرف ایک موٹا نمدا پڑا ہوتا تھا۔ اور اسی پر یہ لوگ سوار ہوتے تھے۔

راجاؤن کو رہبرون کی جب کبھی ضرورت ہوتی تو ان کا فرض تھا کہ اپنے مین سے راہبر مہیا کر دین۔ ان دونون قومون مین خدمتگارون کی ضرورت ہوتی تو یہ دونون آپس مین ایک دوسرے کو خدمتگار دیتین۔ مجال نہ تھی کہ کسی غیر قوم کے آدمی کو اپنی خدمتگاری مین لین۔ نہ استون مین اگر کسی شخص پہ آفت آ جاتی تو اُس کے باعث انھین قومون کو جواب دہ ہونا پڑتا تھا۔ اگر ان مین سے کسی شخص کے ذمہ چوری ثابت ہو جاتی تو ان کے سرگروہون کا فرض تھا کہ اُسکو مع جورو بچون کے آگ مین زندہ جلا دین۔ انھین لوگون کی رہبری سے شب روز قافلے چلا کرتے تھے۔ چھوٹے بڑے کا ان مین کوئی امتیاز نہین تھا۔ یہ حکمرانون کی بغاوت پر ہر وقت آمادہ رہتے ہین۔ لوٹ مار سے کبھی ہاتھ نہین روکتے اور علاقہ دیبل کے تمام لوگ لوٹ مار اور رہزنی مین در پردہ ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہین۔ قدیم حکومت نے یہ باتین ان کے ذمہ فرض کر دی تھین کہ راجہ کے باورچی خانے کے لیے لکڑیان فراہم کیا کرین۔ اور بہ حیثیت ذلیل خدمتگارون اور پہرے چوکی والون کے شاہی خدمت کو سرانجام دیا کرین۔" یہ سُن کے محمد بن قاسم حیرت کرنے لگا۔ اور تعجب کے لہجے مین بولا "یہ لوگ کس قدر وحشی اور قابل نفرت ہین۔ بالکل ایران کے جنگلیون اور وہان کے پہاڑی لوگون کے مثل ہین۔" نوعمر جوان مرد عرب نے مصلحۃً ان لوگون کے متعلق یہی احکام جاری رہنے دیے جو قدیم زمانے سے مروج چلے آتے تھے۔

بلاد سندھ مین مہمانداری کا قاعدہ جاری کیا گیا۔

محمد بن قاسم نے ایک نیا اسلامی قاعدہ برہمن آباد اور تمام بلاد مفتوحہ مین جاری کیا جس کی ابتدا جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی عنہ کے عہد معدلت مہد مین ہوئی تھی۔ وہ یہ کہ ہر شہر اور آبادی مین جب کوئی نیا مہمان وارد ہو تو ایک دن اور رات تک سلطنت کا مہمان تصور کیا جائے۔ اور ذمہ دار حکام بلاد کا فرض ہے کہ اُس کی میزبانی کرین۔ لیکن اگر وہ مہمان بیمار ہو جائے تو تین دن تک حکومت کا مہمان خیال کیا جائے گا۔

سرزمین برہمن آباد اور لوہانہ کا انتظام کر کے اور جاٹون پر خراج مقرر

کر کے محمد بن قاسم نے ان تمام معاملات کی ایک مکمل رپورٹ حجاج کی خدمت
مین روانہ کی۔ یہ رپورٹ محمد بن قاسم نے برہمن آباد سے ایک منزل کوچ کر کے
اور جل والی ندی کے کنارے خیمہ انداز ہو کے لکھی۔ جبکہ وہ حجاج کی وہ
تحریر پا چکا تھا جس کی رو سے مندر کے واگذاشت کیے جانے کی صریح
اجازت دی گئی تھی۔ یہ خط جب عراق مین حجاج کو پہونچا تو اُس نے بڑی
مسرت کے ساتھ حسب ذیل جواب لکھا:۔

حجاج کا خط

"میرے ابن عم محمد بن قاسم۔ اپنے جوانمردانہ طرز عمل سے اور لوگون کی
حمایت مین اُن کی حالت کی اصلاح کرنے اور اُن پر حکمرانی کا انتظام باندھنے
مین تم نے جو مشقت اُٹھائی اُس کے اعتبار سے تم سزاوار تحسین و آفرین
ہو۔ ہر گاؤن پر خراج مشخص کر کے اور ہر طبقہ کے لوگون کو پابندی قوانین کی
جرأت دلا کے۔ اور اُن سے معاہدہ کر کے تم نے سلطنت کو مضبوط کر دیا۔
اور ملک مین نہایت عمدہ طریقۂ حکمرانی جاری ہو گیا۔ اب تم کو اس شہر مین نہ
ٹھہرنا چاہیے۔ ممالک ہند و سندھ کے ستون دو شہر ہین۔ ملتان اور آرور
یہ دار السلطنت ہین۔ اور شاہی خاندان کے مرکز ہین۔ ضرور ہے کہ ان
شہرون مین بڑی بڑی دولتین اور گزشتہ راجاؤن کے خزانے چھپے ہوئے
ہون۔ تم کو چاہیے کہ اپنے خیمہ گاہ کے لیے ہمیشہ عمدہ اور مشہور مقام
منتخب کیا کرو۔ اس طرح تمھاری عظمت سارے ملک سندھ و ہند مین لوگون
کے دلون پر قائم ہو جائے گی۔ جو کوئی شخص اسلامی قوت کی اطاعت سے
سرتابی کرے تو اُسے بلا تامل قتل کر ڈالو۔ مین درگاہ خداوندی مین دست بدعا
رہتا ہون کہ فتح و فیروزی تمھارے ہمراہ رکاب رہے تاکہ تم ممالک ہند
کو حدود چین تک اپنے علم اقبال کے سایہ مین کر لو۔ مین یہان سے امیر
قتیبہ بن مسلمۃ القرشی کو تمھارے پاس روانہ کرتا ہون جتنے کفیل تمھارے
پاس ہون اُن سب کو تم اس لائق امیر کے سپرد کر دو۔ اس کی ماتحتی مین ایک
فوج بھی روانہ کی جاتی ہے۔ اے میرے چچا کے بیٹے تم کو ایسے کارنمایان
کرنا چاہیے کہ قاسم کا نام تمھارے ہاتھون سے روشن ہو اور تمھارے

دشمن تمھارے آگے ذلیل و خوار رہیں۔ اے محمد۔ تم اپنے خطوط کے ذریعہ سے ہر امر میں مجھ سے برابر مشورہ لیتے رہا کرو۔ اس لیے کہ دانائی کے یہی معنے ہیں مجھ میں تم میں بے انتہا بُعد و مسافت ہو جانا ایک مشکل امر ہے۔ مگر یہ عام قاعدہ یاد رکھو کہ تمھیں عام رعایا کے ساتھ مہربانی پیش آنا چاہیے۔ اسلیے کہ اس طرح تمھارے دشمن بھی اطاعت کیش ہونے کے خواہشمند ہو جائینگے لہذا اُن کو ہر وقت تسلی دیتے رہو۔ والسلام"

برہمن آباد و اُس کے گرد و نواح اور دیگر مفتوحہ بلاد کا انتظام حکومت۔

محمد بن قاسم نے یہ خط پڑھتے ہی آگے بڑھنے کی تیاریاں کر دیں چلتے چلاتے اُس نے خاص شہر برہمن آباد کے لیے حسب ذیل انتظامات کیے۔ وداع بن حمید النجدی کو شہر کے انتظامات قائم رکھنے کے لیے مامور کیا۔ اور اپنی طرف سے نگہبان اور چوکیدار مقرر کیے۔ تمام اُن اُمور کے متعلق جن کو جائداد سے تعلق ہو اُن کے انصرام کے لیے شہر کے نامور تاجروں میں سے چار صاحب اثر ہندؤں کو معین کیا۔ اور اُن لوگوں کو تاکید کر دی کہ یہ خاص تمھارا فرض ہے کہ وقتاً فوقتاً کل معاملات سے مجھے مطلع کرتے رہو۔ اور خبردار کوئی امر بے میرے مشورے اور میری اطلاع کے نہ فیصل ہو۔ پھر ذاکس کے بیٹے نوبا کو بُلا کے اپنی طرف سے رادر کا قلعہ دار اور والی مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ فوراً وہان پہونچ کے اس عہدے کا انتظام اپنے ہاتھ میں لو۔ اور تمھارے ذمہ یہ کام بھی کیا جاتا ہے کہ کشتیان فراہم کر کے اپنے پاس تیار رکھو تاکہ ضرورت کے اوقات میں لشکر اسلام کو اُن سے مدد مل سکے۔ اُسے اس بات کی عام اجازت دے دی گئی کہ اُس کے قلعہ کے سامنے سے جو ایسی کشتی گزرے جس پر جنگی آدمی ہوں یا جس میں اسلحہ جنگ موجود ہوں اُس کو بلا تامل گرفتار کرے اور قلعہ دار میں اپنے پاس حراست میں رکھے۔ نوبا نے اس امر کا انصرام اپنی طرف سے زنبیل عبدی کے بیٹے کے ہاتھ میں دیا۔ اور نہر کے بالائی حصے میں ایسی کشتیوں کے رکھے جانے کی جگہ مقرر کی۔ انھیں انتظامات کے ضمن میں محمد بن قاسم نے حنظلہ بن سلیمان ازدی کو اُن اضلاع پر مامور کیا جو علاقہ

کیرج مین تھے۔ اس کے بعد حنظلہ بن ابی بنانہ کلبی دیبلیلا کا والی مقرر کیا گیا اور ان سب مذکورہ معزز عہدہ دارون کو حکم دیا گیا کہ گرد و نواح کے معاملات کی خوب اچھی طرح پوری سرگرمی و توجہ کے ساتھ تحقیق و تنقیح کرتے رہین۔ اور ہر مہینے مین جو کچھ تحقیقات کرین اور جن معاملات مین اُن کو دخل دہی کا موقع ملے اُن کی ماہوار رپورٹ کرتے رہین۔ محمد بن قاسم نے یہ انتظامات کرتے وقت ان سب لوگون کو حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ تم سب ایک دوسرے کے ممد و معاون رہنا۔ تاکہ دشمن کے حملون اور باغیانہ فتنون سے تم کو ضرر نہ پہونچ سکے۔ اور اس کا بھی خیال رکھو کہ جو لوگ امن و امان مین خلل اندازی کرین اُن کو فوراً سزا دی جاے۔ پھر اُس نے قیس بن عبدالملک بن قیس الامنی اور خالد انصاری کو دو ہزار پیدل فوج پر سردار مقرر کر کے سیوستان پر متعین کیا۔ تاکہ وہان کے معاملات اور ملکی انتظامات کو عمدگی سے چلاتے رہین۔ اس کے بعد اُس نے مسعود تمیمی۔ ابن شیبہ حدودی۔ فراستی عتکی۔ صابر لشکری۔ عبدالملک بن عبداللہ خزاعی۔ محرم بن عکہ۔ اور علوفہ بن عبدالرحمن کے ایسے نامور اور مدبر شجاعان عرب کو دیبل اور نیرون کی طرف روانہ کیا تاکہ اُن بلاد کو اپنے قبضے مین رکھین اور عمدہ شائستگی سے سلطنت اسلامیہ کے قوانین جاری کرین۔ محمد بن قاسم کی یادگار زمانہ مہمات مین مُلیاک نام ایک جوان مرد نے بھی جانبازی کے ثبوت دیے تھے۔ یہ شخص دراصل ایک غلام تھا۔ محمد بن قاسم نے اس کی بڑی قدردانی کی اور اُسے والی کرواکل مقرر کیا۔ علوان بکری اور قیس بن ثعلبہ جو آزمودہ کار جوان مردان عرب مین تھے وہ بھی تین سو آدمیون کی جمعیت کے ساتھ وہین کرواکل مین متعین کیے گئے تاکہ کسی کو سرتابی کی جرأت نہ ہو۔ علوان بکری اور قیس بن ثعلبہ کے اہل عیال بھی ہمراہ تھے جو اُن کے ساتھ اُن کے مستقر مین رہے۔ غرض ان انتظامات کے ذریعہ سے جاٹون کی ساری زمین جہان فتنہ و فساد کا زیادہ احتمال تھا فاتحون کے قبضے مین رکھی گئی۔

# گیارہوان باب

## محمد بن قاسم کی بے نظیر کامیابیان

عرب سپہ سالار کا ڈنڈا جھیل کے کنارے ورود اور وہان کا نظم و نسق

محمد بن قاسم جب علاقۂ برہمن آباد اور ملک سندھ کے مغربی اور مشرقی حصون کا قابل اطمینان انتظام کر چکا تو ۳- محرم ۹۴ھ کو جمعرات کے دن کوچ کر کے روانہ ہوا۔ برہمن آباد سے کوچ کر کے کئی منازل کے بعد اُس نے ایک گاؤن مین پڑاؤ ڈالا جو سنہل کے نام سے مشہور تھا اور ساوندری کے علاقے مین تھا۔ یہان ایک نظر فریب جھیل تھی جس کے کنارے سرسبز و شاداب مرغزار سامنے کے دلچسپ منظر مین ایک نہایت ہی لطف اور کیفیت پیدا کر رہا تھا۔ سندھی اس جھیل کو ڈنڈا اور اُس کے مرغزار کو کرھا کہتے تھے۔ ڈنڈا کے کنارے نو عمر سپہ سالار عرب نے اپنا خیمہ ڈال دیا۔ ان اضلاع کے رہنے والے سمانی مذہب رکھتے تھے جن کے سردارون اور سوداگرون نے حاضر ہو کے اظہار اطاعت کیا۔ محمد بن قاسم نے حجاج کے حکم کے مطابق ان لوگون کو پناہ دی اور بطور تسلی و تشفی کہا "تم لوگ اپنے ملک مین خوشی اور خاطر جمعی سے رہو۔ بس اتنا خیال رکھو کہ سرکاری روپیہ ٹھیک وقت پر وصول ہو جایا کرے۔" اس کے بعد سردار عرب نے اُن لوگون پر مالگذاری مشخص کی۔ اور اُس حلقے مین جتنی قومین تھین سب مین سے ایک ایک شخص کو منتخب کر کے اُن پر چودھری مقرر کر دیا۔ ان چودھریون مین سے ایک شخص سمانی مذہب کا تھا جس کا نوادہ نام تھا۔ اور باقی چودھریون کے نام یہ تھے۔ بدھی۔ تمی۔ دیاول۔ زراعت یہان عموماً جاٹ لوگون کے ہاتھون مین تھی۔ جاٹون نے بھی حاضر ہو کے اطاعت کی اور اُن کو بھی امان دی گئی۔

حجاج نے محمد بن قاسم کو اپنی عام پالیسی سے مطلع کیا۔

گزشتہ تمام انتظامات کی اطلاع جب حجاج کو کی گئی تو اُس نے محمد بن قاسم کو اپنے جوابی خط مین یہ عام اصول عملدرآمد لکھ کے "جو لوگ برسر پرخاش نظر آئین چاہیے کہ وہ ضرور بالضرور تباہ کر دیے جائین۔ یا کم سے کم اتنی کارروائی لازمی طور پر کی جاسے کہ اُن کے بیٹے بیٹیان کفیل کے طور پر اپنے قبضے مین

کر لیے جائین۔ ہان وہ لوگ جو اطاعت منظور کرین۔ اور جن کے گلے مین خلوص و وفاداری کا گھونٹ اُترے اُن کے ساتھ بے شک رحم کرنا چاہیے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اُنکی جائداد اُنھین کے قبضے مین دیدین۔ دستکارون اور تجارت پیشہ لوگون پر سخت جزیہ نہ مقرر کیا جائے۔ اُن مین سے جس کسی پر ایسی مصیبت آپڑی ہو کہ اپنے پیشہ یا اپنی زراعت کے چلانے اور جاری رکھنے مین سخت دشواریون اور تنگدستیون سے دوچار ہوتا ہو اُسے ہمت دلائی جائے اور اگر ضرورت ہو تو اُس کی مدد کی جائے۔ جن لوگون نے شرف اسلام حاصل کیا ہے اُن سے صرف عُشر لیا جائے مگر جو اپنے ہی مذہب کے پابند ہون تو وہ اپنے پیشہ یا اپنی زراعت کی پیداوار سے وہی مقررہ خراج ادا کرین جو مناسب طور پر تشخیص کر کے اُن پر واجب الادا کر دیا گیا ہو۔ اور اُن کا فرض ہے کہ اس سرکاری رقم کو سالانہ لا کے ہمارے مامور کیے ہوئے عاملون کے پاس جمع کر دیا کرین۔"

محمد بن قاسم اور حجاج کی پالیسی کا فرق اور حجاج کے سخت گیر ہونے کا سبب۔

فاتح سندھ اتنا رحم دل تھا اور اپنے رحم کے اظہار کے لیے اُسے ایسی غریب اور اطاعت کیش رعایا ملی تھی کہ اُس کے ہاتھ سے سوا رحم و مہربانی کے کبھی جبر و تشدد کے ظاہر ہونے کی نوبت ہی نہ آئی تھی۔ یہی امر تھا جس پر حجاج کو رہ رہ کے حیرت ہوتی تھی۔ اور محمد بن قاسم کو اپنے خیال مین ضرورت سے زیادہ نرم سمجھ کے بار بار لکھتا تھا کہ سرکشون پر زیادتی کرنی چاہیے۔ اور وہ نیست و نابود کر دیے جائین۔ لیکن محمد بن قاسم کیا کرتا جب اُس کی نظر کے سامنے ایسے لوگ آتے ہی نہ تھے جو جبر و سختی کے سزاوار ہون۔ اس لیے کہ ہندوستان کی رعایا اول تو فطرتی طور پر خود ہی وفادار اور اطاعت کیش تھی۔ اگر چند لوگ ملک و ملت کا جوش رکھتے بھی تھے تو اُن کو محمد بن قاسم کے عمدہ اخلاق نے ایسا گرویدہ بنا لیا کہ اپنے ہم مذہب حکمران سے زیادہ وہ اُس کا دم بھرنے لگے۔ بہ خلاف اس کے حجاج کے سامنے عرب کے غیر اطاعت پذیر سرکش اور کوفہ کے فتنہ انگیز اسٹریگیڈ (جعل ساز) تھے۔ جو بغیر سختی سے کام لیا جائے کسی طرح سیدھے ہی نہ ہوتے تھے۔ حجاج جو دنیا مین

سب سے بڑا ظالم حکمران مشہور ہے اگر اس کی اصلیت تحقیق کے ساتھ ڈھونڈھی
جائے تو صرف اتنی نکلے گی کہ کچھ تو اُس کے مزاج میں سخت گیری کا مادہ تھا بھی
مگر زیادہ تر ظالم اُسے خود عراق و عرب کی رعایا نے بنایا۔ سندھ کی رعایا کی نسبت
حجاج کا وہی خیال قائم ہوتا تھا جو اپنے سامنے کی رعایا کی نسبت قائم تھا
اُسے کیا خبر تھی کہ دُنیا میں ہندوستان کی ایسی نرم اور اطاعت گزار رعایا بھی
ہوتی ہے۔ بس اسی غلط فہمی سے وہ باربار محمد بن قاسم کو نرمی کا الزام دیتا تھا
تھا۔ محمد بن قاسم نے جب اس گاؤں سے خیمے اُکھاڑے تو مقام بہرادر
میں پہونچ کے فروکش ہوا۔ یہاں مقام کرکے اُس نے سلیمان بن بنہان
اور ابوفضّہ القشیری کو بلایا اور اُن کو حلف دے کے تاکید کی کہ اپنی ذمہ داری
کا کام نیک نیتی اور دیانت داری سے سرانجام دینے کا وعدہ کریں اُن سے
مضبوط وعدے لے کے تھوڑی فوج اُن کے ساتھ کی جو حیدر بن عمرو اور
بنی تمیم سے تعلق رکھتی تھی اور علاقۂ بھرج کی طرف روانہ کیا کہ وہاں کے معاملات
کا انتظام کریں۔ یہ لوگ وہاں جاکے فروکش ہوئے۔ اور عمر بن حجاز العکبری حنفی
کو اُن پر بھی سردار اور بالادست مقرر کیا۔ جس کے زیر فرمان مشہور جوان مردان
عرب کا ایک مختصر گروہ تھا۔

بہرادر میں ٹھہر کے محمد بن قاسم نے بھرج کا انتظام کیا

اس پڑاؤ میں یہ کارروائیاں کرکے محمد بن قاسم نے آگے حرکت کی اور
قوم سمہ کے شہر لوہانہ کی طرف روانہ ہوا۔ عرب سپہ سالار جیسے ہی اُن کی پہلی
آبادی کے قریب پہونچا تو وہ لوگ اُس کی آمد سُن کے استقبال کو نکلے۔
لیکن وہ ایک ایسے عجیب و غریب ٹھاٹھ سے تھے کہ عربی سادہ مزاج سپاہی
مع اپنے افسروں اور سپہ سالار کے اُنھیں حیرت سے دیکھنے لگے۔ اُن کے
ساتھ گھنٹے بج رہے تھے۔ نقاروں پر چوب پڑ رہی تھی۔ اور ناچ ہوتا جاتا
تھا۔ محمد بن قاسم یہ نیا تماشا دیکھ کے مستفسر ہوا کہ "یہ شور و ہنگامہ کیوں ہے؟"
لوگوں نے بڑھ کے عرض کیا "ان لوگوں کا یہ قدیم معمول ہے کہ جب کوئی
نیا بادشاہ ان کے شہر میں آتا ہے تو بڑی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور
کھیل تماشوں اور خوش فعلیوں کے ساتھ اُس کے استقبال کو شہر سے

باہر آتے ہین۔" یہ سُنتے ہی عربی جوان مرد جذیم بن عمر نے آگے بڑھ کے محمد بن قاسم سے کہا "اب تو ہم پر فرض ہے کہ خداوند جل و علا کی حمد و ثنا کرین اور اُس کی رحمتون کے شکر گذار ہون۔ اس لیے کہ اُس نے ان لوگون کے دل مین ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا جوش اور شوق پیدا کر دیا" جذیم در اصل ایک دانا اور ذہین آدمی تھا۔ اس کے علاوہ اُس مین دیانت داری اور دین داری دونون اوصاف جمع تھے۔ اس وقت اُس نے محمد بن قاسم کے سامنے آکے سادہ لوحی سے یہ جملہ کہا تو اُسے ہنسی آگئی اور کہنے لگا "تو مناسب ہوگا کہ تمھین ان لوگون کے سردار مقرر کیے جاؤ۔" یہ کہہ کے محمد بن قاسم نے اُن لوگون کو حکم دیا کہ "جذیم کے سامنے ناچین اور اُسے اپنے کھیل تماشے دکھائین۔ جذیم نے اُن لوگون کو بطریق انعام بیس دینار طلائی دیے اور کہا بے شک سلطنت پر ان کا حق ہے۔ اس لیے کہ بادشاہ کے آنے پر ان کی طرف سے اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ ان کی اس اطاعت کیشی پر ہمین خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اور خدا کرے یہ برکت و نعمت ان لوگون مین بہت دنون تک باقی رہے۔"

قاسم کا طبیعت کیرکٹر

اس واقعہ سے محمد بن قاسم کے مزاج اور اُس کے کیرکٹر کا پتا چلتا ہے۔ اُس کی کم عمری اور اُس کا عنفوان شباب دونون باتین اُس کی نسبت یہ رائے قائم کرنے کا موقع دیتے ہین کہ دُنیاوی دلچسپیون اور مذاق و تمسخر کی صحبتون سے اُسے زیادہ اُنس ہوگا۔ جیسا کہ عموماً اس سن مین ہوا کرتا ہے۔ لیکن در اصل ایسا نہ تھا۔ بلکہ فاتح سندھ اور عربی نوعمر ہیرو اپنی عمر کے پندرھوین سولھوین سال مین ویسا ہی سنجیدہ اور متین تھا جیسے سن رسیدہ اور زمانے کے گرم و سرد آزمائے ہوئے سردار ہوا کرتے ہین۔ اہل سمہ کے ناچ کود کو اُس نے جس متانت سے دیکھا اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس نے کس قدر زیادہ عمر کی سنجیدگی اپنی نوعمری اور بچپن مین پیدا کر لی تھی۔ کچھ اسی امر پر منحصر نہین محمد بن قاسم اپنے سن اور اپنے اخلاق و عادات کے اعتبار سے ہر بات مین متفرد نظر آتا ہے اور

پوری طرح معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے مزاج مین جتنی باتین تھین سب اُس کی عمر سے بہت زیادہ سن مین ہونے کی تھین۔ جوانانہ گرم مزاجی اُس مین چھو نہین گئی تھی۔ باغیون اور سرکشون کے حرکات پر بھی اُسے غصہ نہین آتا تھا۔ اگرچہ حجاج برابر تاکید کرتا رہتا تھا کہ ہر شہر کو فتح کرتے ہی وہ آگے بڑھ جایا کرے۔ مگر وہ اس حکم کے ساتھ اپنی عنفوان شباب کی تیزیون کو بھی علٰحدہ رکھتا تھا۔ اور جب تک مفتوح شہر کا پورا انتظام نہ کر لیتا اُس وقت تک کبھی قدم آگے نہ بڑھاتا تھا۔ نوجوانون کا سب سے سخت امتحان عیش و طرب اور عیش پرستی مین ہوتا ہے۔ سرزمین سندھ کا اگرچہ وہ پورا فرمان روا تھا اور ہر طرح کا سامان عیش اُس کے قبضۂ اقتدار مین تھا لیکن اُس کی ہندوستان کی زندگی مین ایک شب بھی ایسی نہین بتائی جا سکتی جو اُس نے اپنے مہمات نوجکشی سے غافل ہو کے عیش و عشرت مین بسر کی ہو۔ اُس نے داہر کی رانی لاڈی کو اپنے عقد نکاح مین لے لیا۔ لیکن ہرگز نہین پتہ چل سکتا کہ اس نکاح پر اُس کو رانی کی خوب صورتی یا اُس کی کسی ولربایانہ ادا نے آمادہ کیا تھا اس لیے کہ رانی کی عمر زیادہ تھی۔ اُس کی متعدد اولادین موجود تھین۔ محمد بن قاسم کا جوش جوانی لاڈی کو نازپروردہ شاہزادیون اور اُمراے سندھ کی دیگر نازنین دوشیزہ لڑکیون پر ہرگز نہین ترجیح دے سکتا تھا۔ صرف دو باتون کے خیال سے محمد بن قاسم نے لاڈی کو اپنی بیوی بنایا۔ ایک تو اس امر پر افسوس کر کے کہ کل یہ سندھ کی ملکہ تھی اور اگر آج مین نے اسے اپنا کفو نہ بنایا تو کل ایک ستم زدہ لونڈی ہو جائے گی۔ اور دوسرے اس مذہبی ہمدردی سے کہ اُس نے دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور پھر آخر مین سخت مظلومی کے ساتھ جان دیتے وقت جس استقلال سے اُس نے مصائب زمانہ کا مقابلہ کیا وہ بھی اُس کی کم عمری کے درجہ سے بہت بڑھا ہوا وصف ہے۔

لوہانہ سے کوچ

اہل لوہانہ کا انتظام کر کے محمد بن قاسم اور آگے بڑھا اور شہر سیستا

مین جا کے فروکش ہوا۔ یہان کے سردار اور کل زراعت پیشہ اُس کے آنے کی خبر سُنتے ہی ننگے سر اور ننگے پاؤن دوڑے آئے۔ اور رحم و لطف کی درخواست کی۔ عربی سپہ سالار نے ان لوگون کو اپنی طرف سے پورا اطمینان دلایا۔ اُن کی درخواست منظور کی۔ اور حسب حیثیت خراج مشخص کر کے اُن کو بتا دیا کہ اتنا روپیہ سالانہ تم پر واجب الادا ہے۔ وصول خراج کی ضمانت مین اُن سے کفیل لیے۔ اور اُن سے کہا کہ شہر ارور تک جتنے منازل ہین اُن مین تم لوگون کو ہماری رہبری کرنا پڑے گی۔ ان لوگون نے منظور کیا اور محمد بن قاسم کے حکم کے بموجب کچھ راہبر ارور کی طرف آگے روانہ کر دیے گئے۔

سالار عرب سہتا مین آیا اور وہان سے رہبر لیے

سندھ مین اُن دنون سب سے بڑا شہر ارور تھا۔ یہی شہر دار السلطنت تھا۔ اور سمندر سے لے کے کوہسار کشمیر کے دامن تک تمام شہرون کے سر اسی شہر ارور کے جھنڈے کے سامنے جھکے ہوئے تھے۔ محمد بن قاسم اب اس شہر کے قریب پہونچا ہے۔ اور بادی النظر مین یہی بہت بڑا مرحلہ ہے جس کا سر انجام دینا اُسے باقی ہے۔ شہر کے باشندے عموماً سوداگر۔ اہل حرفہ اور زراعت پیشہ تھے۔ فی الحال یہان کا حکمران راے داہر کا بیٹا گوپی تھا۔ معلوم ہوتا ہے[ع] کہ گوپی نے شہر والون کا دل مضبوط کرنے کے لیے تمام لوگون مین یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ راے داہر مارا نہین گیا بلکہ زندہ موجود ہے۔ وہ عربون کی یورش دیکھ کے ہندوستان گیا ہوا ہے جہان سے بڑی بھاری فوج لا کے حملہ آورون سے مقابلہ کرے گا اور اُنھین اپنی قلمرو سے

---

ع اس مین شک نہین کہ شہر ارور کے لوگون کو داہر کے مارے جانے کا بالکل یقین نہین تھا۔ لیکن یہ ممکن نہین کہ خود گوپی کو بھی خبر نہ ہو اس لیے کہ برہمن آباد سے جے سنگھ اُسے لکھ چکا تھا کہ داہر مارا گیا۔ غالباً اس روایت مین غلطی ہو گئی ہے۔ چچ نامہ کے اس بیان کا کسی طرح یقین نہین کیا جا سکتا کہ خود گوپی کو اپنے باپ کے مارے جانے کی اتنی مدت گزرنے پر بھی اطلاع نہین ہوئی تھی۔ اصل یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُسے خبر تھی مگر اُس نے پولٹیکل مصلحت سے چھپایا۔ اور شہر والون مین راجہ کی زندگی کی کہانیان پھیلا دیا۔

نکال باہر کرے گا۔ شہر والے اِن دنوں اس خیالی اُمید میں مطمئن بیٹھے تھے کہ راے آدام کی فوج لے کے آجاے تو مسلمانوں کے مقابلے کو نکلیں۔

شہر اور کا محاصرہ اور اہل شہر کی لاپروائی

اہل آرور اسی جنون میں تھے کہ محمد بن قاسم سہتا سے منازل قطع کرتا ہوا اُن کے سر پر جا پہونچا۔ اور چاروں طرف شہر اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا داہر کے آنے کے خیال میں اہل شہر اس قدر محو تھے کہ محمد بن قاسم مہینہ بھر تک گھیرے پڑا رہا اور وہ خبر تک نہ ہوئے۔ مسلمان سپہ سالار نے اپنا خیمہ گاہ فصیل قلعہ سے ایک میل کے فاصلے پر قائم کیا۔ اور یونہیں اتنے ہی فاصلے پر شہر کے چاروں طرف مسلمان فوجیں خیمہ زن تھیں۔ لیکن اہل آرور کی بے پروائی دیکھ کے محمد بن قاسم نے اپنے آپ کو بھی بالکل بے پروا بنا دیا۔ گویا جس طرح آرور والوں کو راجہ کے آنے اور لڑنے کا یقین تھا۔ اُسی طرح اُسے شہر کے فتح کر لینے کا یقین تھا۔ اُس نے شہر کے باہر اپنی فرودگاہ کے قریب ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اُس میں ممبر قائم کیا۔ ہر جمعے کو تمام مسلمان اُس میں جمع ہوتے تھے اور اُن کا نوعمر اور جوان دل سپہ سالار ممبر پر کھڑے ہو کے فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا کرتا تھا۔

شہر والوں کی دہمکی

جب اہل آرور نے مسلمانوں کا یہ رنگ اور استقلال دیکھا اور راجہ کے انتظار کی اُنھیں کوئی انتہا نہ نظر آئی تو حد سے زیادہ پریشان ہوئے اور مسلمانوں سے لڑنے اور مقابلہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس لیے کہ اگر ایسی ہی حالت چند روز اور رہتی تو شہر کے سب لوگ بھوکوں مرنے لگتے تاہم اُن لوگوں نے مسلمانوں پر اپنا رعب ڈالنے اور اُن کے حوصلے پست کرنے کے لیے یہ کارروائی کی کہ اُن کے بعض سردار فصیل پر چڑھ گئے اور چلا کے عربوں سے کہا "اب تم لوگ اپنی زندگی سے سیر ہو جاؤ۔ تمہارے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ ہمارے مہاراج راے داہر بڑی بھاری فوج لیے آتے ہیں جو عن قریب تمھیں اپنی پشت کی طرف نظر آئیں گے۔ اُن کے ساتھ بے شمار ہاتھی گھوڑے اور پیدل ہیں۔ بس اُدھر سے مہاراج آئیں گے۔ اور اِدھر سے ہم قلعہ کے پھاٹکوں سے ریلا کر کے نکل پڑیں گے

آناً فاناً تمھارا سارا لشکر فنا ہو جاے گا۔ اور تمھارے خیمہ و خرگاہ کو ہم دم بھر مین تہس نہس کر ڈالین گے۔ اب تم کو بھی مناسب ہے کہ یہ دولت جو تم لوٹ مار کے لائے ہو۔ اور یہ اپنا بوریا بدھنا یہین چھوڑو اور اپنی جانون کی فکر کرو ہم تم کو نصیحت کرتے ہین کہ بس اب جس قدر جلد بن پڑے بھاگو۔ ورنہ سب کے سب مار ڈالے جاؤ گے۔"

محمد بن قاسم کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ راے داہر کے آنے کے امیدوار ہین تو اُسے تعجب ہوا۔ اور یقین آیا کہ ان لوگون کی بے پروائی اور لڑائی مین اِن کا استقلال اسی وجہ سے ہے کہ ان کو راجہ کی زندگی کے خیال سے بڑی تقویت ہے۔ تب اُس نے غور کرکے محض اس اُمید پر کہ خلق اللہ کا خون نہ ہوگا۔ داہر کی رانی لاڈی کو جواب خود اُس کی بی بی تھی) اُس بھورے اونٹ پر بٹھلایا جس پر وہ داہر کے زمانے مین اکثر سوار ہوا کرتی تھی اور اپنے معتمد علیہ لوگون کے جھرمٹ مین کرکے اُسے قلعہ کی دیوار کے نیچے بھیجا۔ رانی لاڈی نے فصیل قلعہ کے نیچے پہونچ کے بہ آواز بلند کہا "قلعہ والو! مین کچھ ضروری باتین کہنا چاہتی ہون۔ پاس آکے سنو تو کہون۔" یہ آواز سنتے ہی مخصوصین شہر کا ایک چھوٹا گروہ شہرپناہ پر چڑھ آیا۔ ان لوگون کو دیکھ کے رانی نے اپنے چہرے پر سے نقاب اُلٹی اور کہا "مجھے پہچانو۔ مین لاڈی ہون۔ راے داہر کی رانی۔ راجہ مارے گئے۔ اُن کا سر عراق بھیجدیا گیا۔ بادشاہی جھنڈا اور راجہ کا چھتر بھی خلیفہ کے تخت گاہ مین گئے۔ جب یہان تک نوبت پہونچی اور رجوع ہونا تھا ہو گیا تو تم اب کیون مصیبت مین پڑتے ہو؟ اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ خدا کا حکم ہے "ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ" خود اپنے ہاتھون سے ہلاکت مین نہ پڑو" اتنا کہہ کے رانی نے ایک چیخ ماری۔ پھوٹ پھوٹ کے روئی۔ اور ایک حسرت ناک مرثیہ پڑھا۔ رانی کی صورت دیکھ کے اور اُس کی باتین سُن کے قلعہ والے سمجھ گئے کہ وہ مسلمان ہو گئی ہے۔ اور اُس کی طرف سے بدگمان ہو کے بولے "تم جھوٹی ہو۔

رانی داہر کی موت کا یقین دلاتی ہے۔

اور معلوم ہوتا ہے ان چنڈالون اور گئو کھانے والون مین مل گئی ہو تمھارا کچہ اعتبار نہین۔ انھین ملکشون مین کی ایک تم بھی ہو۔ ہمارا راجہ زندہ ہے۔ وہ جنگی ہاتھی اور بہادر فوجین لیے ہوئے عربون کے پامال کرنے کو آتا ہوگا۔ تم نے اِن عربون مین مل کے اپنے آپ کو چھوت کر دیا اور شاید اُن کی حکومت کو ہماری حکومت سے اچھا سمجھتی ہو۔ اسی لیے یہ کوشش کرنے دوڑی آئی ہو۔" اہل شہر نے لاڈی پر اسی قدر لعنت ملامت نہین کی بلکہ اس سے بھی زیادہ بُرا بھلا کہا۔ اور عام مجمع کے سامنے اُس کی سخت توہین کرنے لگے۔ محمد بن قاسم نے جب یہ رنگ دیکھا تو اُسے بہت ناگوار ہوا۔ اس لیے کہ اُس نے مصلحةً رانی کو بھیجا تھا۔ جو اُس کی وجہ سے اس قدر ذلیل کی گئی۔ اپنے کیے پر نادم ہو کے مسلمان سپہ سالار نے رانی کو واپس بُلا لیا۔ اور ایک افسوس آمیز غصے کے لہجے مین یہ جملہ زبان سے نکالا "قسمت ہی نے سلائج کے خاندان کی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔" اور حکم دیدیا کہ مسلمان خوب جانبازی و شجاعت سے لڑائی شروع کر دین۔

اروڑ کی ایک غیب دان جوگن

بعض مورخین کا بیان ہے کہ شہر اروڑ مین ایک جادوگرنی تھی جسے وہان کی اصطلاح مین اُن دنون "جوگنی" کہتے تھے۔ جب مسلمانون نے لڑائی اور محاصرے مین سختی کی تو اہل شہر اُس کے پاس گئے۔ اور اُس سے کہا "تم سے اگر ممکن ہو تو اپنے علم کے زور سے دریافت کر کے بتاؤ کہ راجہ داہر کہان ہے۔" اُس جوگنی نے کہا "اچھا مین اپنا عمل کر کے جواب دون گی۔ لیکن اس کے لیے مجھے ایک دن کی اجازت ملنا چاہیے۔" لوگون نے اُس کو مہلت دی۔ اور وہ اُن کو رخصت کر کے گھر مین چلی گئی۔

ع۵ چچ نامہ مین جس سے یہ واقعہ نقل کیا جاتا ہے اہل شہر کی جگہ خود گوپی کا نام لکھا ہے۔ لیکن کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے کہ اُسے داہر کے مارے جانے کی خبر نہ تھی ٹھیک یہی معلوم ہوتا ہے کہ گوپی نے عام لوگون مین اس خیال کو پیدا کر دیا تھا اور شہری لوگ جوگنی کے پاس گئے تھے۔ اور اگر وہ خود بھی گیا تو لوگون کے دکھانے اور اپنی لاعلمی کا یقین دلانے کو گیا ہو

لیکن ہنوز تین ہی پھر دن گزرا تھا کہ وہ ایک شاخ سیاہ مرچ کے درخت کی اور ایک شاخ جاجے پھل کی لیے ہوئے اپنے حجرے سے نکلی۔ یہ درخت سراندیپ مین ہوتے ہین۔ اور جوگنی کے ہاتھ مین جو ٹہنیان تھین وہ اسقدر تروتازہ تھین کہ اُن مین پھول اور پھل لگے ہوئے تھے۔ اُس نے باہر آتے ہی لوگون کو بلوایا اور یہ ٹہنیان دکھا کے کہا ”قاف سے قاف تک ساری دنیا مین ڈھونڈھ آئی۔ ہر جگہہ چھان مارا۔ مگر راے داہر کا کہین پتہ نہین۔ نہ وہ سندھ مین ہے اور نہ ہندوستان مین۔ کہین مین سنے اُس کا ذکر نہین سُنا۔ مین اپنے سفر کے ثبوت کے لیے سنگلدیپ کے درختون کی یہ ٹہنیان توڑتی لائی ہون۔ میری راے مین تم اب اپنا بندوبست کرو۔ اس لیے کہ راجہ اگر زندہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ میری نظر سے چھپا رہتا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ تمھارا راجہ اب دُنیا کے پردے پر نہین ہے“ یہ خبر مشہور ہوئی۔ لوگون مین ہر طرف اس کا چرچا ہوا۔ اور لوگ عام طور پر اس قدر ضعیف الاعتقاد تھے کہ سب کو یقین آ گیا۔

اہل شہر اطاعت پر آمادہ ہوئے

اس مایوسی کے بعد شہر کے لوگون نے آپس مین مل کے کہا ”ہم نے محمد بن قاسم کی دیانت داری۔ دانائی۔ معدلت پروری۔ انصاف۔ اور فیاضی کا تذکرہ سُنا ہے۔ اور یہ آواز بھی بارہا ہمارے کان مین پڑی ہے کہ وہ اپنے عہد و پیمان پر بڑی مضبوطی سے قائم رہتا ہے۔ اور اُس نے جو رحمدلی سندھ کے دیگر شہرون مین ظاہر کی اُس کا حال بھی ہمین معلوم ہو چکا ہے اب اس صورت مین یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب مل کے چند معتبر اور لائق لوگون کے ذریعہ سے اس کے پاس سفارت بھیجین۔ قلعہ اُس کے سپرد کر دین اور اُس سے رحم و کرم کی التجا کرین۔ سب کا اتفاق ہوا۔ اور کوشش کی جانے لگی کہ اس راے پر عملدرآمد کیا جائے“

جب گوپی کو معلوم ہو گیا کہ راے داہر کے مرنے کی خبر طشت از بام ہو گئی۔ اور سب لوگ عربون کی اطاعت پر آمادہ ہین تو اُس سے سوا اس کے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ رات کو جبکہ سارے عالم پر تاریکی

گوپی بھاگ گیا

کی کملی پڑی ہوئی تھی اپنے تمام عزیز دن اور متعلقین کو ہمراہ لے کے نہایت خموشی کے ساتھ قلعہ سے نکلا۔ اور جے پور کی طرف بھاگا۔ اس لیے کہ جے سنگھ اب تک وہین تھا۔ لیکن چونکہ پورے طور پر اتنا بڑا سفر نہین کر سکتا تھا لہذا آرور کے پھاٹک سے نکل کے ایک منزل پر کسی گاؤن مین جا کے ٹھہر گیا۔ اور سفر کا سامان درست کرنے لگا۔

شہر پر حملہ

قلعۂ آرور مین قبیلۂ علافی کا ایک عربی نژاد شخص بھی تھا۔ جس کو گوپی کے دربار اور مزاج مین بہت رسوخ حاصل تھا۔ اُس نے جب دیکھا کہ گوپی مجھے چھوڑ کے بھاگا جاتا ہے تو یہ تمام کیفیت ایک کاغذ مین لکھی اور اُسے ایک تیر مین باندھا۔ اور اس تیر کو موقع پا کے فصیل قلعہ پر سے اسلامی لشکرگاہ مین پھینک دیا۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ تیر مسلمانون کے ہاتھ مین پڑے گوپی قلعہ چھوڑ کے روانہ ہو چکا تھا۔ محمد بن قاسم کو جیسے ہی گوپی کے جانے کا حال معلوم ہوا اُس نے اپنے بہادر جوانون کو حملہ کا حکم دیدیا۔ عربون نے بڑے استقلال اور بڑی جوان مردی سے قلعہ پر یورش کی۔ اور اس مردانگی سے لڑے کہ شہر والون پر دُنیا تنگ ہو گئی۔

درخواست اطاعت

شہر پر جب یکایک یون آفت نازل ہو گئی تو تمام سوداگرون۔ اہل حرفہ اور زراعت پیشہ لوگون کے وکلا پیغام سفارت لے کے محمد بن قاسم کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا "ہم نے اپنے تعلقات برہمنون سے قطع کر لیے۔ ہمارا حکمران داہر ہمارے ہاتھ سے گیا۔ اُس کا بیٹا گوپی تھا اُس نے بھی ہمین بیکسی کے سپرد کیا۔ اور آج ہی ہمارا شہر چھوڑ کے گیا ہے۔ داہر کے مرنے کا اطمینان آج سے پہلے ہمین کسی طرح نہین ہو سکا تھا۔ افسوس۔ خدا کی مرضی مین تو یہ تھا کہ یہ سب معاملات پیش آئین گے۔ اور ہم پر یون مصیبت ٹوٹ پڑے گی۔ کوئی مخلوق خدا کی مرضی اور طاقت کا مقابلہ نہین کر سکتا۔ مکر اور چالاکی سے کوئی کارروائی اُس کی مرضی کے خلاف نہین کی جا سکتی اس دُنیا کی بادشاہی کسی کی ملکیت مین نہین ہے۔ جب مشیت ایزدی

کی نوبت راز کا پردہ اُلٹ کے آ پہونچی ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ کسی بادشاہ کو وہ تخت و تاج سے جُدا کر دیتی ہے اور کسی کے ہاتھ میں تخت و تاج اور لوگوں کی جانیں دیدیتی ہے۔ نہ قدیم سلطنت کا اعتبار رہتا ہے اور نہ اُس جدید عظمت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے جو قبضہ حاصل کر رہی ہے۔ آپ کی معدلت پروری اور رحم پر بھروسہ کر کے ہم اطاعت و فرمان برداری کے ساتھ آپ کے سامنے حاضر ہوئے ہیں۔ اور اپنی گردنیں آپ کے جوے کے نیچے دیے دیتے ہیں۔ یہ قلعہ اب انصاف پرور امیر کے قبضۂ اختیار میں دیا جاتا ہے۔ ہم کو امان دیجیے۔ اور حکم فرمائیے کہ آپ کی زبردست فوج کی وحشت ہمارے دل سے نکلے۔ اس کی قدیم سلطنت اور وسیع مملکت راے داہر کے ہاتھوں سے ہمارے سپرد کی گئی تھی۔ اور جب تک وہ زندہ رہا ہم نے ہمیشہ اُسی کی اطاعت کا دم بھرا۔ اب وہ مارا گیا اور اُس کا بیٹا گوپی بھاگ گیا تو اب یہی بہتر ہے کہ ہم آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھریں۔ اور آپ کے ہو کے رہیں۔"

محمد بن قاسم کا جواب۔ محمد بن قاسم نے اُن لوگوں کی یہ باتیں سُن کے کہا "میں نے تمھارے پاس اپنی طرف سے نہ کوئی قاصد بھیجا اور نہ کوئی ایلچی۔ خود اپنی غرض کے لیے تم لوگ امان مانگتے ہو اور سب طرح کے وعدے کرتے ہو۔ میں تم سے صاف صاف کہے دیتا ہوں کہ اگر در اصل تمھاری یہ خواہش ہے کہ میری اطاعت و فرمان برداری کرو تو لڑائی سے ہاتھ اُٹھاؤ۔ اور خلوص دل سے ہم پر اطمینان کر کے نیچے اُتر آؤ۔ لیکن اب اگر تمھاری طرف سے ذرا بھی عذر ہوا تو اس کے بعد پھر تمھاری کوئی درخواست نہ منظور کی جائے گی۔ پھر میں معافی کے متعلق تمھاری زبان سے ایک لفظ بھی نہ سنوں گا اور نہ تم بچ سکو گے۔ یہ یاد رکھو کہ میری فوج سے تم کو جان بچانے کا بہت کم موقع مل سکے گا۔"

یہ سُن کے وہ لوگ شہر پناہ سے اُترے اور باہم متفق ہو گئے کہ امان پانے کی شرط پر ہم پھاٹک کھول دیں گے۔ اور محمد بن قاسم کے یہاں

شہر مسلمانو کے سپرد کر دیا گیا۔

آنے تک پھاٹک ہی پر ٹھہرے ہین۔ اگر وہ اپنے بیان کے مطابق عمل کریگا اور ہمارے ساتھ فیاضانہ برتاؤ کرے گا تو بے شک ہم بھی اُس کی اطاعت و فرمان برداری کرین گے۔ اور اُس کا ہر حکم بے عذر بجا لائین گے۔" یہ کہہ کے اُن لوگون نے کنجیان اپنے ہاتھ مین لین۔ اور پھاٹک کے سامنے آ کے کھڑے ہو گئے۔ وہ انتظار ہی مین تھے کہ محمد بن قاسم کی طرف سے دربار حجاج کے منتخب اور معزز سردار آئے جن کے ہاتھ مین اُنھون نے کنجیان دین اور اطاعت کو سر جھکا دیا۔

محمد بن قاسم مندر مین

اب سپہ سالار عرب اپنے جوان مردون اور ساری فوج کے ساتھ دارالسلطنت سندھ کے پھاٹک مین داخل ہوا۔ اور بڑی سڑک پر سے ہو کے بازارون مین گزرا۔ رعایا کے لیے دل مین یہ نہایت ہی خوف کا وقت تھا۔ اُن کے دل سہمے ہوئے تھے کہ فاتح لوگ دیکھیے شہر مین داخل ہو کے کیا کارروائی کرتے ہین۔ لیکن جوان مردان عرب اپنی تلوارون کو میان مین کیے ہوئے خلقت کی بدحواسی اور اضطراب کا تماشا دیکھتے چلے جاتے تھے۔ جاتے جاتے محمد بن قاسم نودھار کے مندر کے سامنے سے گزرا۔ تمام باشندگان شہر اس مندر کے سامنے جمع تھے۔ اور مورت کے سامنے سجدے مین پڑے ہوئے تھے۔ اور بڑی رقت قلب سے دعائین مانگ رہے تھے۔ محمد بن قاسم نے دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہے کہ شہر کے سب لوگ اس کے سامنے گرے پڑے ہین۔ بتایا گیا کہ یہ نودہار کا مندر ہے۔ نوعمر فاتح نے مندر کا دروازہ کھلوایا۔ بُت خانے کا دروازہ کھلتے ہی ہمارے سردار عرب کو باہر ہی سے ایک مورت نظر آئی جو گھوڑے پر سوار تھی۔ محمد بن قاسم مع اپنے بہادرون کے مندر کے اندر داخل ہوا۔ مورت کے قریب گیا تو معلوم ہوا کہ گھوڑے اور سوار کی مورت سنگ خارا سے تراش کے بنائی گئی ہے۔ اور سونے کے جڑاؤ کنگن اُس کے ہاتھ مین ہین۔ عربی جوان مرد نے اپنی جوانانہ شوخ مزاجی سے ایک کنگن اُس کے ہاتھ سے اُتار لیا۔

اور مندر کے بڑے پنڈت کی طرف دیکھ کے کہا "یہ تمھارا بُت ہے؟" اُس نے عرض کیا "جی ہان" مگر اُس کے دونون ہاتھون مین کنگن تھے اب ایک ہی ہاتھ مین رہ گیا۔ محمد بن قاسم نے کہا "تم تو کہتے ہو مگر تمھارے دیوتا کو نہین خبر کہ اُس کا کنگن کس نے اُتار لیا۔" یہ جملہ سُن کے برہمن نے سر جھکا لیا۔ اس پر محمد بن قاسم ہنسا اور کنگن اُسے واپس کر کے باہر نکل آیا۔ اور کنگن پھر مورت کے ہاتھ مین ڈال دیا گیا۔

مندر سے نکل کے محمد بن قاسم فوجی انتظام کی طرف متوجہ ہوا اُس نے عام حکم دیدیا کہ فوجی لوگون نے اگر اطاعت و فرمان برداری کے لیے سر جھکا دیا ہو تو نہ مارے جائین۔ محمد بن قاسم کو یہ حکم دیتے ہوئے رانی لاڈی نے سُنا تو کہنے لگی "اس علاقے کے تو تمام آدمی دستکار ہین یا چند آدمی تجارت کرتے ہین۔ سارا شہر انھین لوگون سے آباد ہے۔ انھین مین سے بعض کاشتکاری بھی کرتے ہین۔ اگر سب پر جزیہ مقرر کیا جائے گا تو اُس کے محاصل اور زراعت کی مالگزاری سے سرکاری آمدنی بہت زیادہ ہو گی۔" اس جملے سے محمد بن قاسم کو خیال ہوا کہ رانی نہین چاہتی ہے کہ اُس کے ہم وطن قتل کیے جائین۔ اُس نے رانی کی بات رکھ لینے کے لیے فوراً عام طور پر مشہور کر دیا کہ "رانی لاڈی نے سب لوگون کے حال پر رحم کھا کے عام شہر والون کو پناہ دی۔"

رانی لاڈی کی خاطر سے شہر کو پناہ دی گئی۔

تاہم چند ایسے بدنصیب باقی تھے جن کو رانی کی عام فیاضی اور ہمدردی سے بھی فائدہ نہ پہونچ سکا۔ جو گرفتار کر کے لائے گئے اور جلاد اُن کی زندگی ختم کرنے کے لیے اپنی تلوار تول کے کھڑا ہوا۔ کہتے ہین کہ جو لوگ قتل ہونے کے لیے جلادون کے سپرد ہوئے تھے اُن مین سے ایک شخص نے آگے بڑھ کے کہا "مین ایک عجیب امر ظاہر کرنا چاہتا ہون" قاتل نے پوچھا "وہ کیا؟" اُس نے کہا "نہین مین اُسے تمھارے سامنے نہین ظاہر کرون گا۔ سپہ سالار اور سردار آئین تو اُن کے سامنے البتہ ممکن ہے۔" اس امر کی اطلاع محمد بن قاسم کو ہوئی تو اُس نے اُس شخص کو

اپنے سامنے بُلوایا اور پوچھا "کون سی عجیب چیز تم دکھانا چاہتے ہو؟"
اُس نے کہا "وہ ایسی چیز ہے کہ اس وقت تک کسی کی نظر سے نہ گزری ہوگی"
محمد بن قاسم نے کہا "آخر بتاؤ تو وہ کیا ہے؟" تب اُس شخص نے جو ذات
کا برہمن تھا عرض کیا "اس شرط پر بتاؤں گا کہ میری۔ میرے عزیزون۔ میرے
بال بچّون اور تمام میرے اہل وعیال کی جان بخشی کی جاے۔" محمد بن قاسم
نے کہا "مین نے معاف کیا" برہمن بولا "تو اپنے وعدے کو لکھ کے دستخط
کردیجیے" اُس شخص نے ابتدا سے انتہا تک ایسی متانت و سنجیدگی سے گفتگو
کی تھی کہ سب کا خیال یہی قائم ہوا کہ کوئی قیمتی جواہر یا زیور پیش کرے گا
اسی بنا پر اُس کی سب درخواستین منظور کرلی گئین۔ جب اس طرح عہد و
پیمان ہوچکا اور دستاویز لکھ کے اُس کے ہاتھ مین دیدی گئی تو اُس نے
اپنے بال کھول دیے۔ ڈاڑھی اور مونچھون کو کھینچ کے لمبا کیا۔ اور قلا کرکے
پاؤن کے دونون انگوٹھے گُدّی پر رکھ لیے۔ اور اسی وضع سے ناچنے
لگا۔ ناچتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا "یہ میری عجیب بات کسی نے نہین دیکھی
اور دیکھو اس طرح خم ہونے مین میری ڈاڑھی کے بال کیسی مدد دیتے ہین"
اُس کی یہ حرکتین دیکھ کے سب لوگ متحیر ہوگئے۔ اکثر حاضرین نے کہا "یہ
کوئی تعجب کی بات نہین اور اس نے ہم کو فریب دیا" محمد بن قاسم نے
کہا "یہ سب صحیح ہے مگر اس کا کیا علاج کہ حسب ضابطہ اُس نے ہم سے
اقرار کرالیا۔ ایک شخص کو جھٹلا دینا بڑا کام نہین اور یاد رکھو کہ جو کوئی
اپنے قول سے پھر جاے وہ بڑا بیہودہ آدمی ہے۔ مین اسے قتل
نہین کرسکتا۔ سردست اسے قید رکھتا ہون۔ اور اس کے معاملے کی
اطلاع عراق مین کرتا ہون۔ وہان سے جو حکم آئے گا اُس پر عملدرآمد
کیا جاے گا۔ چنانچہ وہ شخص مع اپنے ۲۲ عزیزون اور متعلقین کے
حراست مین کرلیا گیا۔ اور صورت معاملہ حجاج کو لکھی گئی۔ حجاج نے کوفہ و
بصرہ کے علما کو بُلا کے فتوے طلب کیا۔ اور نیز خلیفہ ولید بن عبدالملک
کو لکھا۔ علما نے اس امر پر اتفاق کیا کہ "ایسا ہی معاملہ صحابۂ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بھی پیش آچکا ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے "وہ سچا آدمی ہے جو خدا کے نام پر اپنے عہد کو پورا کرتا ہے۔ لہذا وہ شخص رہا کیا جائے۔ اور عہد شکنی ہرگز نہ ہونے پائے" یہی جواب دربار خلافت سے بھی آیا۔ محمد بن قاسم کو اس کی اطلاع کی گئی۔ اور اُس شخص کو مع اُس کے اعزا واقربا کے رہائی دی گئی۔

**گوپی کا سفر راے دوہر کے دربار مین پہونچا**

داہر کا بیٹا گوپی جو شہر ارور کو چھوڑ گیا تھا۔ اُس نے دور دور از مقامات کو طے کر کے جے پور کی راہ لی۔ سات سو بہادر دل اور جان نثارون کا گروہ اُس کے ساتھ تھا۔ جن مین سوار بھی تھے اور پیدل بھی تھے۔ اس چھوٹی سی فوج کو لیے ہوئے وہ مقام کورج مین پہونچا۔ یہان راے دوہر کی حکومت تھی۔ جو نہایت امن و امان اور اطمینان اور فارغ البالی سے اپنی زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ اور جس پر کسی خارجی حملہ کرنے والے گروہ کی آفت نہین نازل ہوئی تھی۔ راے دوہر گوپی کے آنے کی خبر سُن کے اُس کے استقبال کو شہر سے باہر نکلا۔ کورج کے فرمان روا نے اس ستم زدہ شاہزادے کے حال پر ایسی توجہ کی اور اُسے اپنے اخلاق کا اس قدر گرویدہ کر لیا کہ گوپی کی اُمیدین دل ہی دل مین خود بخود زندہ ہو گئین۔ اس کے بعد راے دوہر نے اُس سے صاف صاف کہہ دیا کہ تم کسی بات کی پروا نہ کرو مسلمانون کے مقابلے مین مین تمھاری مدد کرون گا۔ اس طرح آفت نصیب اور دل شکستہ شاہزادے کے آنسو پونچھ گئے اور اپنے وعدون پر بھروسا

ع۵ اس واقعہ کو چچ نامہ نے داہر کے بیٹے جے سنگھ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن قرینہ اس امر کا مقتضی ہے کہ یہ واقعہ گوپی کا ہے اسلیے کہ اول تو جے سنگھ کا حال پورا ہو چکا اور اُسکی داستان اپنے موقع پر انتہا تک پہونچا دی گئی اور اس موقع پر اُسکا تذکرہ بیان کیے جانے کی کوئی ضرورت بھی نہین۔ اس لیے کہ گوپی کے حالات کے ضمن مین یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ افسوس کہ کسی اور تاریخ مین یہ حال نہین لکھا ہے کہ اُسکی تائید پر فیصلہ کیا جاتا لیکن ہمنے محض قیاس پر فیصلہ کر کے اور اس مجبوری سے کہ جے سنگھ سے اُسکو متعلق ہونا دشوار ہے اسے گوپی ہی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

ولا کے اُسے قدر و منزلت کے ساتھ اپنا مہمان بنایا۔ اور حق میزبانی بھی بڑی مستعدی اور توجہ سے پورا کیا۔

راے دوہر کا جشن طرب

راے دوہر کا دستور تھا کہ ہمیشہ چھ مہینے کے بعد ایک شاہانہ جشن کیا کرتا تھا۔ دلفریب اور حور وش نازک اداؤن کو صحبت مین مجمع کرتا تھا۔ شراب گلگون کا دور چلتا تھا۔ رقص و سرود ہر وقت جاری رہتا تھا اور بڑی بے فکری اور مسرت مین گزرتی تھی۔ کوئی اجنبی شخص اس صحبت عیش مین شریک ہونے کا مجاز نہ تھا۔ اتفاقاً جس روز گوپی کورج مین وارد ہوا ہے اُسی دن رات کو یہ صحبت گرم ہونے والی تھی۔ جب سب سامان عیش پورا ہو گیا اور ناچ رنگ شروع ہو چکا تو راے دوہر نے محض مزید الطاف اور حق میزبانی پورا کرنے کے لیے گوپی کو آدمی بھیج کے بلوایا۔ اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ آج رات کو مین خلوت مین ہون۔ اور گو اس صحبت مین کسی غیر کو آنے کی اجازت نہین مگر تم ایسے عزیز مہمان ہو کہ تمھین مین بالکل اپنا فرزند خیال کرتا ہون۔ لہذا تم کو اجازت ہے فوراً آؤ کہ تمھارا بھی غم غلط ہو اور تمھاری صحبت سے میری بھی دلچسپی ہو۔" گوپی راجہ کے حکم کے مطابق جانے کو تو چلا گیا۔ مگر وفور ادب سے سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اُس جشن مین جا کے بیٹھتے ہی اُس نے جو نظر زمین مین گڑوئی تو پھر نہ اُٹھائی اور تمام پری وشون مین سے ایک کی طرف بھی نگاہ اُٹھا کے نہین دیکھا۔ دوہر نے نوعمر مہمان سے ایسی شرم اور ایسے ادب کو دیکھ کے کہا "گوپی تم آنکھ اُٹھا کے کیون نہین دیکھتے؟ اس صحبت مین کوئی غیر نہین۔ اور یہ جتنی عورتین ہین یہ سب تو میرے رشتے سے تمھاری مان بہنین ہین۔ پھر ان کے دیکھنے مین کیا مضائقہ ہے؟" گوپی نے دست بستہ عرض کیا "مہاراج مین بھگت ہو گیا ہون اور کسی غیر عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کے نہین دیکھتا" یہ جواب پا کے راے دوہر نے پھر اصرار نہین کیا۔ اور اُس کے اتقا و نفس کشی کی بڑی تعریف کی۔

جانکی اور گوپی پر اس کا عشق۔

اس صحبت مین جن زاہد فریب دلرباؤن کا جھرمٹ گوپی کے گرد جمع تھا اُن مین راجہ سے دوہر کی نازپروردہ اور آفت روزگار بہن جانکی بھی تھی۔ اُس کا حسن وجمال قیامت کا تھا۔ اُس کی نازک بدنی اور دلربائی دُور دُور تک مشہور تھی۔ اور پھر اس حسن وجمال کے ساتھ ایسی شوخ طبع تھی کہ صرف باتین ہی انسان کے مجنون بنا دینے کے لیے کافی تھین۔ باتین کرتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ پھول جھڑ رہے مین یا موتی پرو رہی ہے۔ آنکھین خوب صورت اور رسیلی تھین۔ اور رخسارے گویا لالہ کے پھول یا لعل بے بہا تھے۔ جانکی گوپی سے اس قدر قریب بیٹھی تھی کہ سادہ دل شاہزادہ اگرچہ کسی طرف نظر اُٹھا کے نہین دیکھتا تھا مگر جانکی کی صورت دو ایک دفعہ کن انکھیون سے اُس نے دیکھ ہی لی۔ اِس دزدیدہ نگاہی کا اثر خود گوپی پر تو کچھ نہین ہوا مگر جانکی کے دل مین یہ نیچی نظرین بالکل تیر کی طرح پیوست ہی ہو گئین۔ نازپروردہ شاہزادی جو ناکامی کے مزے سے ہنوز ناآشنا تھی قریب تھا کہ اُس کا دامن عصمت بالکل چاک ہو جائے مگر اُس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور گو نہایت بے مزگی تھی مگر جیسی بیٹھی تھی بیٹھی رہی۔ لیکن بیٹھتی تو کیونکر۔ گوپی کی دزدیدہ نگاہیون کے تیر کلیجے مین کھٹک رہے تھے۔ اور بے صبر فرشتۂ عشق رہ رہ کے دل مین چٹکیان لے رہا تھا۔ غریب جانکی کو سارا عیش وطرب بھول گیا بار بار گوپی کو جو اُس کے سامنے آنکھین نیچی کیے بیٹھا تھا دیکھتی تھی اور چپکے ہی چپکے دل مین آہ کر کے رہ جاتی تھی۔

جانکی گوپی کی خوابگاہ مین پہونچی۔

جانکی اسی وضع سے اُس وقت تک جب تک کہ گوپی نظر کے سامنے تھا ایک بے خودی کے عالم مین بیٹھی رہی۔ مگر جیسے ہی گوپی راجہ سے رخصت ہو کے اپنے فرودگاہ مین آیا جانکی بھی کچھ بہانہ کر کے اُٹھ آئی۔ مگر دل کی بیتابی کہان دم لینے دیتی تھی۔ بالکل نہ رہا گیا اور غریب دل از دست دادہ لڑکی نے اپنا دامن عصمت چاک ہی کر ڈالا۔ راجہ کے جشن سے آتے ہی اپنی سکھپال مین سوار ہوئی۔ اور کہارون سے کہا "مجھے وہان لے چلو

جہان سندھ کا شاہزادہ گوپی ٹھہرا ہوا ہے"۔ کہاریون نے سکھپال لے جا کے گوپی کے دروازے پر رکھدی۔ وہان پہونچتے پہونچتے جانکی اس قدر بے خبر ہو چکی تھی کہ نہ تو شرم سے کام لے سکی اور نہ تہذیب سے بلکہ سکھپال کے زمین پر رکھے جاتے ہی اُتر ہی اور مکان کے اندر چلی گئی۔ گوپی کے ہمراہی شاہزادی اور راجہ کی بہن کی مزاحمت کرنا بے ادبی سمجھے اور جانکی بلا تامل اُس کمرے مین جا پہونچی جہان گوپی کی خوابگاہ تھی۔ گوپی غافل سو رہا تھا شاہزادی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اُسے جگا دے۔ آہستہ سے اُس کے برابر پلنگ پر بیٹھ گئی اور گوپی کے بے خبر سونے کی ادا کو غور سے دیکھنے لگی۔

جانکی گوپی پر اپنا عشق ظاہر کرتی ہے۔

راجہ کی صحبت عیش مین جانکی شراب پیتی رہی تھی نشہ اُس کے دلی جذبات کو ساعت بساعت زیادہ اُبھارتا جاتا تھا۔ برخلاف اس کے گوپی شراب پینے سے بالکل محترز تھا۔ جانکی کے مُنہ سے شراب کے جو بھپکے آرہے تھے اُنھون نے گوپی پر ایک ایسا سخت اثر کیا کہ بدمزگی سے چونک کے آنکھ کھولدی۔ کیا دیکھتا ہے کہ شاہزادی جانکی پلنگ پر بیٹھی ہوئی ہے گھبرا کے اُٹھ بیٹھا۔ اور نہایت ہی حیرت سے پوچھنے لگا "شاہزادی۔ تم یہان کہان؟ یہ کوئی آنے کا وقت ہے؟" جانکی نے اٹھلا کے جواب دیا "مورکھ! کتنے انجان ہو۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ مجھ سی حسین و نازنین جس کا حُسن و شباب اُبلا پڑتا ہو۔ رات کے گُھپ اندھیرے مین تم سے شاہزادے کے پاس ملنے کو آئے۔ اُسے اُس کے خواب ناز سے جگائے۔ اور اُس کے پہلو مین سونے کی آرزومند ہو۔ اِن باتون کے معنے سوا کسی خاص بات کے اور بھی کچھ ہو سکتے ہین؟ اور وہ حسین بھی کون مجھ سی زاہد فریب دلربا۔ جس نے اپنے ناز و ادا سے ایک عالم کا دامن اتقا چاک کر ڈالا۔ اور اپنی آرزو مین بہت سے شاہزادون تک کو دیوانہ بنا دیا۔ یہ حماقت نہین کہ میرا مطلب تم سمجھ نہ گئے ہو۔ نہین تم خوب اچھی طرح جانتے ہو۔ مگر آہ۔ جان بوجھ کے بنتے ہو۔ اور مجھے بناتے ہو ایسی لطف زندگی کی باتین بھلا تم سے مخفی رہ سکتی ہین! لو آؤ۔ اور

صبح تک اس خوش نصیبی کی رات مین مزے اُڑاوٗ" گوپی نے تامل کر کے جواب دیا" شاہزادی! مین مجبور ہون۔ اپنی بیاہتا بیوی کے سوا اور کسی عورت کے ساتھ صحبت عیش نہین گرم کر سکتا۔ اور نہ کسی طرح یہ مناسب ہے کہ مجھ سے ایسی حرکت ظہور مین آئے۔ اس لیے کہ مین ایک برہمن بھگت اور پرہیزگار آدمی ہون۔ ایسے کام کسی عالی درجہ عالم و فاضل اور متقی و پرہیزگار شخص کے شایان نہین ہین۔ بس اب شاہزادی مجھ سے ہٹ کے بیٹھو۔ کہین ایسا نہ ہو کہ تمھاری وجہ سے مین اتنے بڑے سخت گناہ مین مبتلا ہو جاوٗن" جانکی نے ہزار ورغلانا اور لاکھ بہکانے کی کوشش کی مگر گوپی نے اُس کی درخواست کسی طرح نہ منظور کی۔ اور انکار کا ہاتھ اس سختی و سنگدلی سے جانکی کے کلیجے پر مارا کہ وہ بالکل نا اُمید ہو گئی۔

جانکی گوپی کو قتل کی دھمکی دے کے چلی گئی۔

آخر دل از دست دادہ شاہزادی نے مایوس ہو کے کہا" گوپی جن مسرتون اور بے خود کردینے والی عشرتون کا خیال کر کے مین نے دامن شرم کو چاک کیا اور یون بیباکی کے ساتھ تمھارے پاس چلی آئی اُن سب سے تم نے مجھے محروم رکھا۔ افسوس مین کسی کام کی نہین رہی۔ خیر اب سنو مین نے دل مین ٹھان لیا ہے کہ اس ناکامی کے جوش مین تم کو بھی ہلاک کردون گی اور خود بھی تمھارے بعد زندہ جل کے خاک ہو جاوٗن گی" اتنا کہا اور اُٹھ کے چلی گئی۔

جانکی کی بدمزگی اور غمزدگی۔

گھر پہونچتے ہی اپنے کمرے کے دروازے چارون طرف سے بند کر لیے اور مُنہ لپیٹ کے پڑ رہی۔ نیند کسے آتی تھی۔ رات بھر کروٹین بدلین۔ اور بار بار چونک کے کہتی تھی" عشق کی آگ سے تن بدن مین شعلے اُٹھ رہے ہین۔ ہاے کوئی انصاف کرے۔ اور نہین تو پھر مین چیخ چیخ کے رونے لگون گی" خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ رات کی چادر ظلمت چاک ہو گئی۔ آفتاب نکل آیا۔ مگر جانکی اُسی طرح تڑپ رہی ہے۔ اور کروٹین بدل رہی ہے۔ فراق کے صدمے کے ساتھ اب شب دوشین کا خمار بھی شریک ہو گیا۔ دل دھڑک رہا ہے۔ اور ہاتھ پاوٗن ٹوٹ رہے ہے

ہین۔ دن چڑھ آیا۔ اور اب تک اسی طرح کمرہ بند ہے۔ اور بیتابی کے عالم مین کسی پہلو پر قرار نہین لیتی۔ راے روہر کا قاعدہ ہے کہ جب تک اپنی لاڈلی اور نازنین بہن جانکی کی صورت نہین دیکھ لیتا نہ کھانا کھاتا ہے اور نہ شراب پیتا ہے۔ لیکن آج جانکی کہان۔ آج تو وہ ایک خوشنما اور آزاد چڑیا کی طرح نئی نئی عشق کے جال مین پھنسی ہے اور پھڑپھڑا رہی ہے۔ دیر ہوئی تو روہر نے جانکی کی خیریت دریافت کی۔ خواصون نے عرض کیا "ابھی تک خواب نازنین ہین۔ کمرے کا دروازہ بند ہے۔ اور خدا جانے کیا ہے کہ ابھی تک برآمد نہین ہوئین۔"

اتنا سنتے ہی راے روہر گھبرا کے خود دوڑ گیا۔ جاکے آواز دی تو جانکی نے اُٹھ کے دروازہ کھولا۔ راجہ نے اس وقت اپنی بہن کی صورت دیکھی تو عجب نقشہ نظر آیا۔ بال بکھرے ہین۔ زیور اُترا پڑا ہے۔ پپوٹے بھربھرائے ہوئے ہین۔ اور چہرہ زرد ہے۔ گھبرا کے پوچھا "ہائین یہ کیا حال ہو رہا ہے؟ کیون خیریت تو ہے؟ آخر کیا صدمہ پہونچا۔ یہ لالہ گون رُخسارے زرد کیون پڑ گئے؟ تیوریون پر بل کیون ہے؟ بتاؤ تو سہی" جانکی کو اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا اس سے عمدہ کون موقع مل سکتا تھا۔ بولی "راجہ۔ تمھارے راج مین مین بے عزت ہو گئی۔ کیا خاک بتاؤن۔ بتانے کے قابل ہی کب رہی۔ رات کو اپنے جشن مین آپ نے سندھ کے شاہزادے کو بلایا تھا۔ افسوس اُس وقت وہ کیسا بھولا اور نادان بنا بیٹھا تھا کہ معلوم ہوتا تھا دُنیا کی باتون سے واقف ہی نہین۔ شاید اُس نے کن انکھیون سے میری صورت دیکھ لی تھی کہ آپ کے جشن سے اُٹھتے ہی میرے گھر مین آیا مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور خواہش کرنے لگا کہ میرے چہرے کی عصمت پر بےعصمتی کا داغ لگا دے جس پر آج تک کبھی بدکاری کا دھبہ نہین لگا ہے چاہتا تھا کہ میرے پاکباز دل اور میرے اچھوتے جسم کو اپنی بدمعاشون کے ناپاکی سے آلودہ کر دے اور میری دوشیزگی کی ملامت کو دُنیا مین

شرمناک بنا دے۔ مہاراج! اُس سے میرا انصاف کیجیے اور ایسی سزا دیجیے کہ پھر کسی کم بخت کو ایسی نمک حرامی اور بدمعاشی کی جُرأت نہ ہو"

اس بیان پر راجہ مارے غصے کے کانپنے لگا۔ طیش و غضب میں اُسے کچھ سمجھائی ہی نہین دیتا تھا۔ مگر فوراً اس امر کا اظہار خلاف مصلحت دیکھ کے اپنی بہن سے کہنے لگا "جانکی۔ مین اس کا بدلہ ضرور لون گا۔ مگر اس کو کیا کرون کہ اول تو یہ معاملہ زیادہ اُبھارا نہین جا سکتا اس لیے کہ میری اور تمھاری اور زیادہ رسوائی ہو گی۔ دوسرے اُس کے ساتھ قریب قریب ایک ہزار جوان ہین جو بے کٹے مرے اُس پر آفت نہ آنے دین گے۔ اور سب سے زیادہ مشکل یہ بات ہے کہ وہ بھگت ہے اور برہمن ہے۔ یہان کے سب آدمی بھی اُس کا ساتھ دین گے اور مجھ پر برہمن کی ہتیا کا الزام لگائین گے۔ اور خرابی یہ کہ اگر یہ جرم نبھا بھی دیا جائے تو بے فائدہ ہو گا۔ اس لیے کہ صرف ارادہ کیا تھا کوئی جرم اُس سے وقوع مین نہین آیا۔ افسوس دُنیا یہی کہے گی کہ مہمان تھا اور مدد مانگنے آیا تھا۔ یون علانیہ طور پر تو ہم اسے نہین مار سکتے۔ اُس کی جان لینا آسان کام نہین ہے۔ مگر اُس کے قتل کی مین ایک اور تدبیر کرتا ہون۔ جانکی تم پریشان نہ ہو مین تمھارا کہنا ضرور پورا کرون گا۔ لو اب اُٹھو۔ مُنہ دھوؤ۔ اور کھانا کھاؤ"

جانکی کو سمجھا بجھا کے اور اُس کے آنسو پونچھ کے راے درو سرائے محل مین آیا۔ دو سیاہ فام مسلح آدمیون کو بُلوایا۔ جن مین سے ایک کا نام کبیر بھدر اور دوسرے کا بھیو تھا۔ اور حکم دیا کہ آج صبح کھانے کے وقت مین دعوت کے نام سے گوپی کو بُلواتا ہون۔ کھانے کے بعد مین اُسے لے کے خلوت کے کمرے مین جاؤن گا۔ اور شراب پی کے اُس کے ساتھ بیٹھ کے شطرنج کھیلون گا۔ تم دونون کسی پوشیدہ مقام مین مسلح اور ننگی تلوار ہاتھ مین لیے کھڑے رہنا۔ اور میری طرف کان لگائے رہنا جیسے ہی میری زبان سے نکلے "مات" بس تم بلا تامل جھپٹ کے اُسے قتل کر ڈالنا۔

راجہ نے گوپی کے قتل کا وعدہ کر کے جانکی کی دلدہی کی

قتل کی سازش

گوپی کو معلوم ہو گیا۔

اتفاقاً یہان ایک سندھی شخص تھا جو گوپی کے بڑے خیر خواہون مین تھا۔ یہ شخص اُن دونون جوانون مین سے ایک کا دوست تھا جو گوپی کے قتل پر مامور کیے گئے تھے۔ اُس جوان کی زبانی اس امر کی اطلاع پاتے ہی دوڑا ہوا گوپی کے پاس آیا۔ اور اُسے اطلاع کر دی کہ آج ایسا ارادہ کیا گیا ہے۔ آپ ہوشیار رہیے گا۔ کھانے کے وقت راے درّوہر کا آدمی جب گوپی کو بلانے آیا تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ اُسی خفیہ تجویز کے لیے مین بُلایا گیا ہون لیکن یہ خیال اُس نے اپنے کسی ہمراہی اور رازدار پر نہین ظاہر کیا۔ صرف اتنا کیا کہ اپنی ہمراہی فوج کے دو افسرون گورسنگھ اور سورسنگھ کو بُلا کے کہا "مین راے درّوہر کے پاس کھانا کھانے جاتا ہون۔ مگر ایک مصلحت سے ضرورت ہے کہ اپنے ہتھیار لگا کے تم بھی میرے ساتھ چلو۔ کھانے کے بعد جب مین راجہ سے شطرنج کھیلون تو تم میرے پیچھے قریب ہی کھڑے رہنا۔ اور ہوشیاری سے دیکھتے رہنا کہ کسی کی بُری نظر مجھ پر نہ پڑے یا میرے ساتھ کسی قسم کی دغا بازی نہ کی جا سکے۔" یہ انتظام کر کے اُن جوانون کو ساتھ لیے ہوئے گوپی راے درّوہر کے پاس پہونچا۔

راے درّوہر نے پہلے تو نہایت ہی محبت و عزت کے ساتھ گوپی کو کھانا کھلایا۔ کھانے سے فراغت ہونے کے بعد اُسے لے کے خلوت کے کمرے کی طرف چلا اور حکم دیا کہ اور کوئی وہان نہ آنے پائے۔ لیکن درّوہر کی آنکھ بچا کے وہ دونون جوان کمرے مین چلے ہی گئے۔ اور چونکہ گوپی کے پیچھے کھڑے ہونے مین راے درّوہر کا سامنا ہوتا تھا اس وجہ سے نہایت خموشی کے ساتھ خود درّوہر ہی کے پیچھے کھڑے ہو رہے۔ بازی تمام ہوئی۔ اور درّوہر نے سر اُٹھایا کہ وہ لفظ زبان سے نکالے کہ کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ گھبرا کے اُس نے پیچھے پھر کے دیکھا تو گوپی کے جوان نظر آئے۔ اپنی ناکامی اور مایوسی درکنار اُس کے دل مین یہ خوف پیدا ہوا کہ کہین یہ لوگ مجھ ہی پر حملہ نہ کر دین۔ اور گھبراہٹ مین ایکبارگی چلا اُٹھا "نہین نہین مات نہین" گوپی اُس کے چہرے اور اس جملہ سے

سمجھ گیا کہ حکم قتل کی یہی علامت مقرر کی گئی تھی۔ فوراً اُٹھ کے گھر چلا آیا۔ اور حکم دیدیا کہ گھوڑے تیار کیے جائیں۔ اور سب لوگ سفر کے لیے مستعد ہو جائیں یہ حکم دے کے وہ نہایا کپڑے پہن کے ہتھیار لگائے۔ اور باہر نکل کے سب کو سوار ہونے کا حکم دیدیا۔

درو ہر کا اضطراب

درو ہر کو دل مین گوپی کے اس بدفرگی سے اُٹھ آنے کا اس درجہ خوف ہوا کہ اُس کے آتے ہی اپنا ایک آدمی دوڑایا کہ دیکھو گوپی یہان سے جا کے کیا کر رہا ہے۔ وہ شخص گوپی کے لشکرگاہ مین آ کے اور لوگون سے پوچھ پاچھ کے واپس گیا۔ اور اپنے راجہ کو اطلاع دی کہ "گوپی نہایت شریف منش شہزادہ ہے۔ اور اُس سے کوئی ایسا کام نہین ہو سکتا جو آپ کو ناگوار ہو۔ اُس کا مزاج اعتدال کے زیور سے آراستہ ہے اور ہمیشہ اسی کوشش مین رہتا ہے کہ خدا کے خوف سے اپنی پاکبازی اور تقدس کو قائم رکھے۔

گوپی جب اپنے ہمراہیون کے ساتھ تیار ہو گیا تو اُس نے اپنا اسباب اونٹون پر لدوا لیا اور کوچ کر دیا۔ مگر جاتے وقت درو ہر کے محل کی طرف سے ہوتا ہوا گیا۔ ایک آدمی کے ذریعہ سے اُسے پیام رخصت دیا۔ اور بے ملے چلا گیا۔ گوپی یہان سے روانہ ہوا تو برابر چلا گیا یہان تک کہ علاقۂ قصہ مین داخل ہوا جو حدود جالندھر مین واقع تھا۔ اور یہان کا راجہ تلہرا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ بس اس سے زیادہ گوپی کا حال نہین معلوم ہو سکتا۔ غالباً وہ قصہ ہی مین قیام پذیر ہو گیا۔ اور اُسی سرزمین مین اُس کی زندگی کی داستان تمام ہوئی۔

ارور کے انتظامات

ارور کے مغرور و سرکش لوگون کو جب محمد بن قاسم نے مغلوب کر کے مطیع و منقاد بنا لیا اور دارالسلطنت سندھ کا ہر شخص جب اُس کے احکام کے آگے سر اطاعت جھکا چکا تو اُس نے عروہ بن کسد کو جو احنف بن قیس کے نواسون مین تھا وہان کا والی مقرر کیا اور کل ملکی انتظامات کی باگ اس کے ہاتھ مین دیدی۔ لیکن وہ تمام معاملات جن کا تعلق قانو[illegible]

نسب سے تھا موسیٰ بن یعقوب بن محمد بن شیبان بن عثمان ثقفی کے سپرد کیے گئے۔ جن کو آخر مین مشرقی بلند پروانہ پبلک کے دربار سے سند جیسا ذیل خطاب دیا گیا "صدر الامام الاجل العالم بدر الملۃ والدین سیف السنۃ ونجم الشریعۃ ابن عثمان الثقفی"۔ یہ سندھ مین آخر عہد تک انھین خطابات سے یاد کیے جاتے تھے۔ محمد بن قاسم نے ان دونون بزرگون کو مقرر کر کے حکم دیا کہ رعایا کی ہمیشہ دلدہی کرنا اور خیال رکھنا کہ الفاظ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" مردہ الفاظ نہ ہو جائین۔ اس امر کے متعلق اکثر باتین کین کہ سلطنت کا رعایا کے ساتھ کیسا برتاؤ ہونا چاہیے۔ پھر اُن کے پاس کافی فوج چھوڑی تاکہ کسی کو سرتابی و مخالفت کی جرأت نہ ہو[۱]۔

شہر ارور اور اُس کا قلعہ ایک بلند پہاڑ پر واقع تھا۔ اور اس قدر مضبوط تھا کہ مسلمانون کو اُس کے مغلوب کرنے مین بہت زیادہ دشوارین لاحق ہوئین۔ محمد بن قاسم نے فتح کے بعد یہان بھی ہندؤن کو اپنے مندر آباد کرنے کی اجازت دی۔ اور جزیہ مشخص کر دیا۔ اُس نے اس شہر مین چونکہ سندھ کا عظیم الشان مرکز اور گزشتہ شاہی خاندان کا دار السلطنت تھا خاص اپنے حکم سے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی۔ اور کوچ کر کے آگے روانہ ہوا[۲]۔

نوعمر سپہ سالار یہان سے روانہ ہو کے قلعہ بابیہ پر پہونچا۔ یہ قلعہ دریائے بیاس کے جنوبی[۳] کنارے پر واقع تھا۔ اور نہایت ہی پرانا قلعہ تھا۔ سندھ کے شاہی خاندان کا ایک معزز رکن جس کا نام کسکا تھا اس قلعہ اور گرد و نواح کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ کسکا راجہ داہر کا چچازاد بھائی چندر کا بیٹا اور سلائج کا پوتا تھا۔ یہ اُس یادگار لڑائی مین موجود تھا جس کے

قلعہ بابیہ فتح ہو گیا

---

[۱] چچ نامہ۔ [۲] بلاذری۔

[۳] یہ واقعہ چچ نامہ سے لیا گیا ہے۔ مگر اس مقام اور قلعہ کے نام مین اختلاف ہے۔ خود چچ نامہ کے دوسرے نسخے مین باتیہ لکھا ہے۔

[۴] بلاذری مشرقی کنارے پر بتاتا ہے۔

آخر یہین داہر پار آگیا جب اُس لڑائی مین داہر کے ہمراہی بے سروپائی سے
بھاگے تو یہ بھی اپنی جان لے کے بھاگا - اور بڑی مصیبتین اُٹھا کے اس
قلعہ مین پہونچا تھا - اور یہین سکونت پذیر ہوگیا تھا - اب مسلمانون کی فوج
اس کے علاقے مین بھی آپہونچی تو راور کے میدان کا نقشہ اُس کی آنکھون کے
سامنے پھر گیا - اُسے مقابلے کی بالکل جُرأت نہ ہوئی لیکن اس کے ساتھ
حمیت اور شاہی خون نے اس امر کو بھی نہ گوارا کیا کہ مسلمانون کے سامنے
گردن جھکا کے کھڑا ہو جاے - لہذا اُس نے تمام سپاہیون اور اہل شہر کو
اختیار دیدیا کہ جو چاہین کرین اور خود تخت سے علٰحدہ ہو کے اپنے گھر مین بیٹھ رہا
اہل قلعہ نے اپنے حاکم کی یہ حالت دیکھی تو سوا اس کے اور کوئی بات نہ بنی
کہ محمد بن قاسم کی اطاعت کرین - کچھ روپیہ جمع کر کے بطور نذرانہ بھیجا - اپنی طرف
سے کفیل بھیجے - اور معززین و عمائد شہر نے حاضر ہو کے اظہار اطاعت کیا
محمد بن قاسم نے ان لوگون کے حال پر بڑی مہربانی کی - اپنے دربار مین
عزت کے ساتھ جگہ دے کے سب کو حسب حیثیت خلعت دیے -
اور ہمدردی کا وعدہ کیا -

محمد بن قاسم نے کسکا کی بڑی عزت کی

محمد بن قاسم نے ان شرفاے قلعہ کی عزت افزائی کر کے پوچھا تمھارے
حکمران کسکا کی نسبت مین نے سُنا ہے کہ وہ یہان کے شاہی خاندان سے
ہے - کیا یہ صحیح ہے؟ اگر سچ ہے تو مجھے اُس کی قدر کرنی چاہیے - اس لیے کہ
میرے خیال مین آرو کے شاہزادے عقلمند - شائستہ - قابل اعتبار -
اور دیانت دار ہوتے ہین - اُن کی راستبازی اور دیانت داری مشہور
ہے - مین کسکا کو پناہ دیتا ہون - اور اگر وہ چاہے تو اطمینان اور دلجمعی
سے میرے پاس آسکتا ہے - اور مین اُس سے مل کے خوش ہون گا - اگر
وہ یہان آئے تو مجھے اپنے حال پر نہایت مہربان پائے گا - مین اُس کی
مدد کرون گا - تمام مہمات و معاملات مین اُسے اپنا مشیر بناؤن گا - اور فرائض
سلطنت و مہمات حکومت مین اُس پر پورا اعتماد کرون گا" در اصل کسکا صرف شاہزادہ
ہی نہ تھا بلکہ ایک عالم شخص تھا - اور عالی دماغی و علم و فضل کے اعتبار سے

اُس کا شمار ہندوستان کے نامی گرامی فیلسوفون مین تھا۔ اُس نے جب سُنا کہ محمد بن قاسم میرے حال پر اس قدر مہربان ہے تو فوراً اطلاع کر کے اُس کے دربار مین حاضر ہوا۔ محمد بن قاسم نے اُس کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور وزارت کے عہدے پر سرفراز کر کے اُس کو اپنا مشیر بنا لیا۔ برخلاف تمام دیگر اہل دربار کے اُس کی اس قدر عزت کرتا تھا کہ خاص محمد بن قاسم کے تخت کے سامنے صرف اُسی کو بیٹھنے کی اجازت تھی "مبارک مشیر" اُس کا خطاب ہو گیا۔ تمام افسرون اور سپہ سالارون پر اُسے حکومت دی گئی۔ اور کل معاملات و انتظامات ملکی اُسی کے قبضۂ اقتدار مین دیدیے گئے۔ خاصتۃً خزانہ بلا واسطہ اُسی کے ہاتھ مین تھا۔ نہ بے اُس کی منظوری کے کوئی رقم داخل ہو سکتی تھی اور نہ دی جا سکتی تھی۔ محاصل ملک کا جمع کرنا اور اُس کے متعلق تمام اُمور بھی کسکا ہی کے ہاتھ مین دیے گئے۔ اس طور پر محمد بن قاسم نے کسکا کو اپنے بعد تمام معاملات مین مختار کل بنا کے اُسے ہمراہ لیا اور خود آگے کی راہ لی۔

دریاے بیاس اُتر کے عربون نے قلعہ اسکندہ پر حملہ کیا۔

محمد بن قاسم کو یہان سے بڑھتے ہی دریاے بیاس[ع] ملا۔ جس سے پار اُترے بغیر وہ ملتان پر حملہ آور نہ ہو سکتا تھا۔ حالانکہ ملتان اُسی زمانے مین سلطنت سندھ کا سب سے زبردست شمالی مستقر تھا۔ اور اُس پر قبضہ کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ اب اس مقام پر کس کو جرأت ہو سکتی تھی کہ نوعمر اور بلند حوصلہ فاتح عرب کی مزاحمت کرتا۔ محمد بن قاسم اطمینان اور فارغ البالی سے پار اُتر گیا اور دریاے بیاس سے پار ہوتے ہی اُس مقام کے مشہور قلعہ اسکندہ کے

ع آجکل کے نقشہ دیکھنے والے اور موجودہ جغرافیہ دان اس مقام پر دریاے بیاس کا نام سن کے تعجب کرینگے اسلیے کہ حال کے نقشون کی رو سے بیاس یہان سے بہت دور شمال مین آ کے دریاے ستلج سے مل گیا ہے۔ لیکن کوئی تعجب کی بات نہین اگر غور کیا جاے تو یہ وقت بہت آسانی سے دفع ہو سکتی ہے جس مقام پر محمد بن قاسم اترا ہے وہان موجود دریا ہے اسکو دراصل کسی نام سے تعبیر نہین کیا جا سکتا اسلیے کہ اس موقع پر پنجاب کے پانچون دریا ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب اور جہلم سب ملکے ایک ہو گئے ہین اور تھوڑی دور آگے بڑھ کے مٹھن کوٹ کے قریب دریاے سندھ مین ملگئے ہین۔ لہذا یہان پر محمد بن قاسم اترا ہے وہان کے دریا کو پنجاب کے جس دریا کے نام سے تعبیر کرین جائز ہے اور کوئی تعجب نہین کہ اُس زمانے مین اسی بیاس ہم کہتے ہون

سامنے جا پہونچا۔ اہل اسکندرہ کو جب معلوم ہوا کہ عرب حملہ آور دریا سے اتر کے اُن کے قریب آ پہونچے تو قلعہ سے باہر نکلے اور اپنی فوج کی صفین درست کر کے مقابلے کو بڑھے۔

اسلامی فوج کے مقدمتہ الجیش کی سرداری دو نامور بہادرون کے ہاتھ مین تھی۔ رعوۃ بن عمیرۃ الطائی اور کسکا جواب محمد بن قاسم کے ساتھ جان نثاری کرنے کو تیار تھا۔ ان لوگون نے جب دیکھا کہ دشمن کی فوج سامنے آگئی تو بغیر اس کے کہ محمد بن قاسم کے پہونچنے کا بھی انتظار کرین بلا تامل حملہ کر دیا۔ ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور دونون طرف سے خون کے دریا بہہ نکلے ظہر کا وقت آگیا اور لڑائی اُسی طرح شدت پر تھی۔ اس وقت عربی فوج کے جوان مردون نے دل مضبوط کر کے ارادہ کیا کہ جس طرح بنے اُسی وقت فیصلہ کر لین۔ فوراً ایک تھوڑی دیر کے لیے زور سے نعرۂ "اللہ اکبر" بلند کیا۔ اور اُسی جوش و خروش سے جس سے کہ ابتدائے صبح کو حملہ آور ہوئے تھے پھر ایک زبردست حملہ کر دیا۔ اس حملے کی تاب لانا غنیم پر بہت دشوار تھا۔ اہل اسکلندہ کے جی چھوٹ گئے۔ اُن کے افسرون نے ہزار سنبھالنے کی کوشش کی کہ سپاہیون کے ہر طرف قدم اُکھڑ گئے اور آخر سب نے بھاگ کے اپنے قلعہ مین پناہ لی۔

اسکلندہ کا محاصرہ۔

مسلمانون نے فوراً بڑھ کے قلعۂ اسکلندہ کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ والون نے پھاٹک خوب مضبوطی سے بند کیے۔ اور فصیل پر چڑھ کے تیر برسانا شروع کر دیے۔ اور نیز جا بجا منجنیقین قائم کر دین جن سے پتھر پھینکتے تھے اس قلعہ کی حکومت صوبہ دار ملتان کے بھتیجے کے ہاتھ مین تھی۔ جو راجہ داہر کی حکومت کے درہم و برہم ہونے کے بعد خود سر ہو گیا تھا۔ والی ملتان کے بھتیجے نے بڑی مضبوطی اور جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ اور قلعہ کو مضبوط کیا اور عربون کے پریشان کرنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا لیکن اسنے عربون کے مستقلانہ حملون اور محاصرون کا پورا تجربہ نہین ہوا تھا اوس نے اپنے ساتھیون کو لگاتار سات دن تک لڑایا۔ اور

مسلمانون پر شب و روز تیر اور پتھر برساتا رہا۔ مگر ساتھ ہی ابن ثانی مین عربون کی طرف سے ایسی سخت یورشین ہوئین کہ اُس کے ہوش جاتے رہے۔ ایک ہفتہ کی لڑائی کے بعد اُسے جس کارروائی مین اپنی جان بچنے اور جانبر ہونے کی کچھ اُمید نظر آئی وہ یہ تھی کہ آٹھوین روز رات کے سناٹے مین اسکلندہ سے نکل کے قریب کے ایک دوسرے قلعہ مین ہو رہا۔ جو سکہ کے نام سے مشہور تھا۔

اسکلندہ کی فتح اور وہان کے انتظامات۔

اسکلندہ کا حاکم جب چھپ کے نکل گیا تو شہر کے عام لوگون نے ابن کے محمد بن قاسم کے پاس پیام بھیجا کہ ہم آپ کی رعایا ہین۔ اور اب جبکہ ہمارا سردار ہمین چھوڑ کے بھاگ گیا تو نہایت عاجزی کے ساتھ آپ سے پناہ مانگتے ہین۔ اور آپ کی فیاضانہ رحم دلیون سے اُمید ہے کہ ہماری یہ درخواست قبول کی جائے گی۔ رحم دل فاتح عرب نے حجاج کی اجازت کے مطابق تمام تاجرون اہل حرفہ زراعت پیشہ لوگون کو پناہ دی۔ اور قلعہ مین داخل ہو کے چار ہزار لشکری لوگون کو تہ تیغ کیا اُن کے اہل و عیال لونڈی غلام بنا کے عراق روانہ کیے گئے۔ یہ فوجی کارروائی کر کے محمد بن قاسم نے انتظامی معاملات کی طرف توجہ کی خراج و جزیہ مشخص کیا۔ اور اپنی طرف سے عتبہ بن سلمہ تمیمی کو اس قلعہ کا حکمران مقرر کیا۔ اور خود فوج لے کے سکہ کی طرف روانہ ہوا جو ملتان سے بالکل متصل تھا۔ اور گویا ملتان ہی کے متعلق ایک زبردست گڑھی کی حیثیت رکھتا تھا۔

شہر سکہ کے باہر سخت لڑائی۔

شہر سکہ پر بجہرا کا نواسہ حکمران تھا۔ یہ بڑا بہادر شخص تھا۔ اُس کے دل مین اپنے خاندان کی سلطنت کی تباہی کا اتنا صدمہ تھا کہ جیسا جوش انتقام اس موقع پر اُس نے دکھایا خاندان چچ مین سے کسی شاہزادے نے نہین دکھایا تھا۔ جیسے ہی اُس نے سُنا کہ عربی فوجین سکہ کے قریب آیا چاہتی ہین۔ اپنی فوج لے کے خود ہی مقابلے کو نکلا۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوئی اور کسی کے حق مین فیصلہ نہ ہو سکا۔ پہلی لڑائی مین

ایسی شجاعت دکھا کے یہ شاہزادہ قلعہ مین واپس گیا تھا کہ فوجی ہمت بڑھ گئی۔ اور اُسنے ارادہ کرلیا کہ جب تک تقدیر تصفیہ نہ کرے ہر روز یونہین نکل کے عربون کو اُن کی دست درازیون پر سزا دون گا۔ مورخین کہتے ہین کہ اس سندھی شاہزادے نے برابر سترہ دن تک عرصہ کارزار گرم کیا۔ ان لڑائیون مین اہل سکہ کی طرح مسلمانون مین بھی بہت سے لائق اور بہادر سپاہیون نے جام فنا پیا۔ کہا جاتا ہے کہ محمد بن قاسم کے ہمراہیون مین سے دوسو پندرہ بہادران اسلام اور پچیس ممتاز افسران فوج یہان شہید ہوئے۔

شہر سکہ فتح ہوا۔

ان لڑائیون نے آخرکار بجیرا کے نواسے کے حوصلے بھی پست کردیے۔ اور اُس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوگیا کہ ہزار بہادری و شجاعت سے کام لیا جائے مگر حقیقت یہ ہے کہ عربون سے لڑنا تقدیر سے لڑنا ہے۔ مجبور ہو کے اُس نے بھی اپنے قلعہ کو فاتحون کے رحم پر چھوڑا۔ اور خود دریاے راوی سے اُتر کے ملتان مین ہو رہا۔ اُس کے جاتے ہی مسلمانون نے قلعہ سکہ پر قبضہ کرلیا۔ اور لوگون کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو عموماً شہرون کے فتح کے بعد رعایا کے ساتھ کیا گیا تھا۔ عربی سالار فوج کو اپنے بہت سے بہادر اور قیمتی جانبازون اور افسرون کے مارے جانے کا نہایت ہی صدمہ تھا۔ صدمہ کیا معنے اُس کے دل مین غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اور ساری مہم سندھ مین شاید یہی ایک میدان تھا جہان اُس کی پیشانی پر شکن نظر آئی یا جہان وہ غصے کی شدت سے از خود رفتہ ہوگیا۔ اور اُس کے ہاتھون ایک ایسی سخت کارروائی وقوع مین آئی جو درحقیقت اُس کی نیک نامی پر دھبہ لگانے والی تھی۔ شہداے اسلام کے انتقام کے جوش مین اُس نے بلا تامل حکم دیا کہ شہر سکہ برباد اور مسمار کردیا جائے۔ یہ شہر اس طرح مسمار کردیا گیا کہ اب اُس کے کھنڈرون کے موجود ہونے کی بھی بہت کم اُمید کی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ بلاذری کے بیان کے موافق اُس کے عہد مین اُس ویران شہر کے کچھ آثار باقی تھے۔ جن کا ایک ہزار سال تک زمانے کے دست برد سے محفوظ رہ جانا اور آج تک موجود ہونا بالکل خلاف قیاس ہے۔

بہادران عرب کے مارے جانے پر محمد بن قاسم کا غصہ

محمد بن قاسم اور سکندر اعظم کا مقابلہ۔

محمد بن قاسم کا یہ غصہ بادی النظر مین بالکل سکندر کے اُس غصے سے ملتا ہوا ہے جس کی بدولت یونانی سپاہیون کے ہاتھون ایران کا نامی گرامی دار السلطنت پرسی پولس اور وہان کا خوب صورت قصر قیا و جو اُن دنون اعجوبۂ روزگار خیال کیا جاتا تھا جلا کے تودۂ خاک بنا دیا گیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ محمد بن قاسم کی اِس زیادتی کو اسکندر اعظم کی اُس یادگار زمانہ وحشیانہ حرکت سے کوئی نسبت نہین۔ محمد بن قاسم کا غصہ اُن دوستون پر تھا جو اُسی وقت مارے گئے تھے۔ اور سکندر کا غصہ ان ہزارہا سال پیشتر کے تاریخی بیانون پر تھا کہ ایرانیون نے کبھی یونان پر ظلم کیا تھا۔ علاوہ برین محمد بن قاسم سے یہ جبر خود اپنے ذاتی غصے کے جوش مین ظاہر ہوا۔ اور اسکندر کے دل مین کوئی جوش نہ تھا بلکہ اتیھنز دار السلطنت یونان کی ایک فاحشہ رنڈی کے نغمہ نے وہ جوش پیدا کر دیا تھا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ شہر سکہ جو حوالی ملتان کے ایک قصبے سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا ایران کا دار السلطنت پرسی پولس نہ تھا جس مین قدیم علوم و فنون کے ہزارہا ذخیرے موجود تھے۔

راوی سے اتر کے ملتان کے حملہ اور پہلی لڑائی۔

اب محمد بن قاسم دریائے راوی سے اُترا[عہ] جو ملتان اور سکہ کے درمیان مین بہتا تھا۔ اور سکہ کے شمالی جانب واقع ہوا تھا۔ نو عمر سپہ سالار عرب عین اُس گھاٹ پر جا کے اُترا جو خاص شہر ملتان کے نیچے واقع ہوا تھا اور زمین پر قدم رکھتے ہی اپنی فوج کی صفین درست کرنا شروع کر دین۔ ملتان والون کی طرف سے جو پہلا سردار مسلمانون کے مقابلے کو آیا وہ بجہرا کا نواسہ تھا جو نا اُمید ہو کے سکہ سے ملتان مین چلا گیا تھا۔ گو عون

عہ جو شک دریائے بیاس کی نسبت واقع ہوا تھا وہی اس موقع پر دریائے راوی کی نسبت وارد ہوتا ہے۔ اس لیے کہ موجودہ نقشون کی رو سے اس مقام پر جو دریا بہتا ہے اُس کا نام چناب لکھا گیا ہے۔ حالانکہ وہ صرف چناب ہی نہین بلکہ اوپر چڑھ کے اُس کی تین شاخین ہین۔ راوی۔ چناب اور جھیلم۔ ملتان کے نیچے جہان تینون دریا مل گئے ہین جس نام سے کہا جائے جائز ہے۔ اور گو آج اُسے چناب کہتے ہین مگر ممکن ہے کہ اُن دنون راوی ہی کہتے ہون۔

کی شجاعت اور بے روک حملہ آوری کا اُسے امتحان ہو چکا تھا۔ مگر اُس نے اپنا دل مضبوط کیا اور سب سے پہلے مُلتان والون کو لے کے افواج عرب کے سامنے صف آرا ہوا۔ اس دن شام تک برابر عرصۂ کارزار گرم رہا۔ حامیان وطن اور حملہ آورون مین سے کسی نے بھی لڑائی سے مُنہ نہ پھیرا۔ یہان تک کہ شام نے دونون فریقون کے درمیان مین اپنا سیاہ پردہ ڈال دیا۔ اور دونون فوجین بے نیل مرام اپنے اپنے فرودگاہ کو واپس گئین۔ دوسرے دن پو پھٹتے ہی پھر لڑائی شروع ہوئی۔ اور برابر شام تک دونون طرف کے بہادرون نے داد شجاعت دی۔ مسلمانون اور سندھیون دونون طرف کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر فیصلہ آج بھی نہ ہو سکا۔ اور دونون حریف فتح کی اُمید دل مین لیے واپس گئے۔[۱]

اس لڑائی مین مسلمانون کا ایک نامی گرامی افسر زائدۃ بن عمیرۃ الطائی جو محمد بن قاسم کی فوج طلیعہ کے نامور سردار زعوۃ بن عمیرۃ الطائی کا بھائی تھا نذر اجل ہوا۔ لیکن یہ ایک قیمتی جان دے کے مسلمانون نے ایسی بہادری اور جوش سے کام لیا کہ ملتان والون کو پھر شہر سے نکل کے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اب اُنھون نے اپنے شہر کے پھاٹک بند کر لیے۔ اور فصیل قلعہ پر چڑھ کے لڑنا شروع کیا۔ حملہ آورون نے جب یہ رنگ دیکھا تو اپنی فوج چارون طرف پھیلا دی اور سارے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور لڑائی کا وہی رنگ ہو گیا جو ایسے موقعون پر ہوا کرتا ہے۔ اہل قلعہ برابر بان۔ تیر۔ اور پتھر برسا رہے تھے اور محاصرہ کرنے والے جہان تک اُن سے بنتا تھا روغن نفت اور تیرون سے جواب دیتے تھے۔ ملتان کا محاصرہ۔

یہ محاصرہ نہایت سخت تھا۔ اگرچہ محمد بن قاسم بعض قلعون کا

---

[۱] چچ نامہ مگر فتوح البلدان جو بمقابلہ چچ نامہ کے بہت زیادہ قابل اعتبار ہے اُس کا بیان ہے کہ ملتان کے باہر ایک ہی لڑائی ہوئی اور اُس مین اہل ملتان کو فاش شکست ہوئی۔ اگرچہ مسلمانون نے بہت زیادہ نقصان اُٹھایا۔

محاصرے مین رسد کی کمی اور مجبوریان

محاصرہ چھ چھ مہینے سے زیادہ زمانہ تک کرچکا تھا۔ لیکن یہان یہ دشواری تھی کہ عرب لوگ بہت دور تک بڑھ آئے تھے اور ایسے مقام پر پہونچ گئے تھے جہان کے راستے بہت کم معلوم تھے اور چونکہ چارون طرف غیر مفتوح بلاد تھے اس وجہ سے رسد اور دانے چارے کے بہم پہونچنے مین بڑی دشواریان ہوتی تھین دو ہی مہینون کے محاصرے مین کھانے کی چیزون کا قحط ہوگیا۔ عـه کھانے کی تنگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ باوجودیکہ گدہون کا گوشت شریعت اسلامیہ مین حرام ہے اور فتح خیبر کے دن جناب سرور کائنات نے عام اہل اسلام مین علانیہ منادی کروا دیا تھا کہ "الا ان لحوم الحمر الاہلیۃ قد حرمت"۔ مگر یارون نے حلال کرلیا۔ باربرداری کے گدہے کثرت سے موجود تھے لشکریون کے ہاتھ فروخت کیے جانے لگے اور آخر یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ گدہون کی قیمت گھوڑون سے بھی زیادہ ہوگئی۔ گدہا فی راس پندرہ درہم سے زیادہ پر بھی بہ مشکل دستیاب ہوتا تھا

ملتان کا حاکم چھپ کر بھاگ گیا

شہر ملتان کی حکومت بھی ایک ہندی شاہزادے کے ہاتھ مین تھی جو داہر کے بھائی چندر کا بیٹا تھا۔ اور گور سنگھ کے نام سے مشہور تھا۔ گور سنگھ نے جب دیکھا کہ عربون کے استقلال مین کسی طرح فرق ہی نہین آتا تو بہت ہی پریشان ہوا۔ اُسے کسی طرف سے کمک کی بھی اُمید نہ تھی۔ آخر اس نے مجبور ہو کے ارادہ کیا کہ مہاراجہ کشمیر سے جاکے خود کمک اور فوج کا طالب ہو۔ اسلیے کہ ملتان کی موجودہ فوج عربون کو کسی طرح ہٹا نہین سکتی تھی۔ بس اسی امید پر

---

عـه بلاذری کا بیان ہے کہ مسلمانون کو کھانے ہی کی نہین بلکہ پانی کی بھی تکلیف تھی آخر ایک پناہ گزین سندھی نے آکے ایک چشمے کا گھاٹ بتا دیا جس سے شہر ملتان کے لوگ بھی پانی لیا کرتے تھے۔ یہ بسی ندی کا پانی تھا جو بہکے ایک جھیل مین جمع ہوتا تھا اور اہل ملتان کی اصطلاح مین تلاح (نالہ) کہلاتا تھا۔ مگر یہ امر سمجھ مین نہین آتا کہ دریاے راوی موجود ہی تھا جس سے مسلمان خاص شہر ملتان کے نیچے اُترے تھے۔ اور ایسے ایک دریا کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ لشکر اسلام مین لوگ پیاسے ہوئے۔

عـه بلاذری۔

اُس نے مُلتان کو خیرباد کہی۔ رات کے وقت لوگون کی آنکھ بچا کے نکل بھاگا اور سرزمین کشمیر کی راہ لی۔

دوسرے روز جب عربون نے خیمون سے نکل کے لڑائی شروع کی تو اہل شہر نے باوجودیکہ اُن کا حاکم شہر چھوڑ کے چلا گیا تھا لڑائی سے مُنہ نہین موڑا۔ بلکہ جس طرح ہمیشہ لڑا کرتے تھے فصیل قلعہ پر سے تیر برسانے لگے۔ محاصرے کو اس قدر طول ہو چکا تھا کہ عرب لوگ بڑی سرگرمی سے قلعہ کی دیوار کو ہر طرف جا جا کے دیکھتے تھے کہ کسی مقام سے کمزور ہو تو نقب زنی کر کے توڑ دی جائے مگر کوئی ایسا مقام نہین ملتا تھا۔ گور سنگھ کے چلے جانے کے بعد اتفاقاً ایک شخص قلعہ سے باہر نکلا اور مسلمانون سے پناہ مانگنے لگا۔ محمد بن قاسم نے اُسے پناہ دی اور اُس سے دریافت کیا کہ تم یہان کے حالات سے خوب واقف ہوگے بتاؤ کہ قلعہ کی دیوار کس طرف کمزور اور اس قابل ہے کہ منہدم کی جا سکے۔ اُس شخص نے شمال کی طرف لے جا کے بتا دیا کہ یہان پر اگر کوشش کی گئی تو دیوار باسانی ٹوٹ سکے گی۔ اتنا معلوم ہوتے ہی اُس طرف منجنیقین لگا دی گئین۔ اور ہر طرح کی محنت سے کام لیا گیا۔ دو یا تین روز کی جانفشانی مین دیوار توڑ کے گرا دی گئی۔ اور لوراراستہ بنا لیا گیا۔[1]

ایک پناہ گزین شخص کے بتانے سے دیوار شہر پناہ توڑ کر راستہ کر لیا گیا

اس طریقے سے کوشش کر کے مسلمان ملتان مین داخل ہوئے اور اہل شہر پر تلوار بلند کر دی گئی۔ دم بھر مین قلعہ کی قسمت فاتحون کے ہاتھ مین تھی چھ ہزار سپاہی لقمۂ نہنگ اجل ہوئے۔ جن کے اہل و عیال کی قسمت مین غلامی تھی

---

عـ ۱ چچ نامہ۔

عـ ۲ بلاذری کا بیان اس کے بھی خلاف ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ملتان کی دیوار نہین گرائی گئی بلکہ آخر مین اہل ملتان لڑنے کو قلعہ سے باہر نکلے۔ مسلمانون نے شکست دے کے بھگا دیا۔ اور سندھی لوگ اس بے سروپائی سے بھاگے کہ جاتے وقت قلعہ کے پھاٹک کے بند کرنے کا بھی ہوش نہ رہا۔ مسلمان تعاقب کرتے ہوئے قلعہ مین داخل ہو گئے۔ ان دونون مختلف بیانون کا فیصلہ ہم نہین کر سکتے۔ سوا اس کے کہ بلاذری کی زیادہ وقعت کا خیال کیا جائے اور کوئی وجہ ترجیح نہین نظر آتی۔

غلامی لکھی تھی۔ سوداگرون۔ اہل حرفہ اور زراعت پیشہ لوگون کو حسب معمول پناہ دی گئی۔ مال غنیمت لا کے جمع کیا گیا تو اُس کی مقدار اس قدر زیادہ تھی کہ تمام فوج کا ہر سپاہی مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا۔ محمد بن قاسم کو اگرچہ فی الحال خزانۂ خلافت مین بہت کچھ سرمایہ داخل کرنا تھا مگر اس کی راے قرار پائی کہ جنھین سپاہیون نے بڑی جان بازی اور محنت و مشقت سے کام لیا ہے اُن کے حقوق فوراً تقسیم کر دینے چاہیے۔ اُس نے تمام اہل فوج کو بلوایا اور غنیمت کا روپیہ تقسیم کر دیا۔ اس غنیمت سے سپاہیون نے جس قدر فائدہ اُٹھایا اُس کا اندازہ اس بیان سے ہو سکتا ہے کہ ہر سوار کو فی نفر چار سو درہم ملے تھے۔ جس کے مقابلے مین پیدل لوگون کو صرف اس کا ثلث ملا ہوگا۔

ایک برہمن نے
...پجاری
خزانہ کا پتہ

یہ روپیہ تقسیم کرنے کے بعد محمد بن قاسم اس فکر مین تھا کہ دار الخلافت مین کہان سے روپیہ بھیجا جاے۔ وہ اسی فکر مین تھا کہ ناگہان ایک برہمن حاضر ہوا۔ اور نوعمر فاتح کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا "بت پرستی کا اب آپ کی آرزو کے موافق خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔ مندر اور شوالے ویران اور سنسان پڑے ہین۔ اور اسلام غالب ہوتا جاتا ہے۔ بت خانون کی جگہ مسجدین تعمیر ہوئین۔ اور ہو رہی ہین۔ لہذا جب خدا ہی اقبال مند سردار کی مدد کر رہا ہے تو میرا بھی فرض ہے کہ آپ کو اپنا ولی نعمت تسلیم کر لون اور جہان تک میرے امکان مین ہو آپ کی مدد کرون۔ مین نے سنا ہے کہ اگلے دنون اس پُرانے اور نامور شہر مین ایک سردار تھا جو جبادین کے نام سے مشہور تھا۔ اُس کو سندھ کے راجاؤن سے کوئی تعلق نہ تھا اس لیے کہ وہ در اصل کشمیر کے شاہی خاندان کی نسل سے تھا۔ ذات کا وہ برہمن تھا۔ اور آخر عمر مین دنیا سے اُسے کچھ ایسی نفرت ہو گئی تھی کہ ساری دولت و حشمت چھوڑ کے جوگی ہو گیا۔ اپنے مذہبی عقائد و احکام کا نہایت مضبوطی سے پابند تھا۔ اور شب و روز مین اُس کی زندگی کا زیادہ تر حصہ عبادت گزاری اور مورتون کی پوجا ہی مین صرف ہوا کرتا تھا

اب اُس مین دُنیاوی اور دینی دونون قوتین تھین۔ اور کسی راجہ کو اُس پر حملہ کرنے کی جُراَت نہ ہوئی۔

اُس کی سلطنت امن وامان اور فارغ البالی سے جب ایک مُدّت تک قائم رہی تو خدا نے اُس کے خزانے مین برکت دی۔ اور اتنی دولت اُس کے پاس جمع ہوگئی کہ ہندوستان کے اور کسی فرمان روا کے قبضے مین نہ تھی۔ اُس راجہ نے جب دیکھا کہ اب خزانہ بہت زیادہ ہوگیا ہے تو اُس نے شہر کے مشرق طرف ایک حوض بنوایا۔ جس کا دور سو گز کا تھا۔ پھر اُس حوض کے اندر ایک خوب صورت مندر تعمیر کردیا جو پچاس گز کے دور مین تھا۔ اس مندر مین اُس نے ایک کمرہ بنوایا اور اُس مین سُونے کی خاک کے چالیس مسی مٹکے رکھ دیے۔ اور اُن کے علاوہ دو سو تیس من سُونا رکھ کے اوپر سے پٹوا دیا۔ اُس خزانہ پر ایک مندر ہے اور اُس مین ایک سُونے کی مورت رکھی ہے۔ اور حوض کے گرداگرد اُس راجہ نے درخت لگوا دیے تھے جو اس وقت تک بدستور قائم ہین۔

برہمن کی زبانی یہ الفاظ سُنتے ہی محمد بن قاسم کی ساری فکر دور ہوگئی۔ وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور برہمن سے کہا "اچھا تو وہ مقام چل کے بتا دو۔ برہمن نے رہبری کی اور محمد بن قاسم مع اپنے مشیرون۔ جلوسی سوارون اور خدام کے برہمن کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ سپہ سالارِ عرب نے بُت خانے کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سُونے کی مُورت دیکھی جس کا ذکر برہمن پہلے ہی کر چکا تھا۔ اس مورت مین آنکھون کی جگہ لعل آبدار جڑے تھے۔ اور اُس تاریک مقام مین خوب چمکتے نظر آتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ محمد بن قاسم کو تاریکی مین اُس مورت پر کسی زندہ انسان کا دھوکا ہوا۔ چنانچہ اُس نے تلوار میان سے کھینچ لی۔ اور وار کرنے ہی کو تھا کہ برہمن نے لپک کے روکا اور عرض کیا "حضور۔ یہی وہ بُت ہے جسے مُلتان کے راجہ جے بادین نے بنوا کے اپنے خزانے کی چھت پر نصب کرایا تھا اور خود دُنیا سے کوچ کر گیا۔ محمد بن قاسم نے برہمن کی زبانی

بے انتہا دولت مسلمانون کے ہاتھ لگی

یہ سُن کے حکم دیا کہ مورت اپنی جگہ سے ہٹائی جائے۔ فوراً اس حکم کی تعمیل ہو ئی
مورت کے ہٹاتے ہی لوگون کو خزانہ کا دروازہ نظر آیا۔ کل خزانہ نکلوا لیا گیا
دوسو تیس من تولہ سونا اور جو خاک تانبے کے مٹکون سے برآمد ہوئی اُس کا
اندازہ کیا گیا تو تیرہ ہزار دو سو من سونا ہاتھ آیا۔ وہ سونے کی مورت بھی لے
لی گئی جو خزانے کے اوپر مندر مین رکھی تھی۔ غرض یہ سب دولت اور وہ
تمام جواہرات اور موتی جو ملتان کی لوٹ مار مین ہاتھ لگے تھے اور فوج کے
حقوق تقسیم کرتے وقت خزانۂ خلافت کے لیے علیٰحدہ کر لیے گئے تھے سب کو
یکجا کر کے محمد بن قاسم نے ارادہ کیا کہ فوراً بارگاہ خلافت مین روانہ کر دے۔

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ مہم سندھ کی تیاریان کرتے وقت حجاج نے
خلیفہ ولید بن عبد الملک سے اقرار کیا تھا کہ جتنا روپیہ خزانے سے لیکے — سرکاری رقم کی ادائی
اس مہم مین صرف کیا جائے گا اُس کا دُونا مین داخل کر دون گا۔ اور اس کام
کو مین اپنی ذمہ داری پر شروع کرتا ہون۔ لہذا حجاج کو اور نیز محمد بن قاسم کو
اُس رقم کے خزانے مین داخل کر دینے کی ہر وقت فکر رہتی تھی۔ اور اسی وجہ
سے حجاج اُس روپیہ کا حساب بھی محمد بن قاسم کو لکھتا رہتا تھا جو یہان سے
جا کے خزانے مین داخل کیا جاتا تھا۔ اور اسی خیال سے مال غنیمت تقسیم
کرتے وقت محمد بن قاسم کو فکر تھی کہ خزانۂ خلافت مین کوئی رقم نہین بھیجی جا سکی
جب یہ خزانہ مسلمانون کے ہاتھ لگا تو محمد قاسم کو امید ہوئی کہ یہ نقد روپیہ
داخل کر کے حجاج کو سبکدوشی حاصل ہو جائے گی۔ لیکن ہنوز یہ خزانہ یہان سے
روانہ نہین ہونے پایا تھا کہ نوعمر سردار عرب کے نام حجاج بن یوسف کا یہ خط
آیا۔ "میرے ابن عم۔ تمھین یاد ہوگا کہ تمھاری روانگی سے پہلے مین نے
خلیفہ ولید بن عبد الملک سے اقرار کیا تھا اور اپنے آپ کو ذمہ دار بنایا
تھا کہ بیت المال سے جتنا روپیہ لیکے اس مہم مین لگاؤن گا اُس کا دُونا[۵] اسی مہم سے

ع ۵ تمام مورخین یہی لکھتے ہین کہ حجاج نے دونی رقم داخل کرنے کا وعدہ کیا تھا
صرف چچ نامہ کا مصنف اس امر مین متفرد ہے اور کہتا ہے کہ نہین صرف اُتنی ہی رقم کی
ذمہ داری کی تھی جتنی کہ صرف ہو۔ ہم نے جمہور کی رائے کو ترجیح دی۔

وصول کر کے پھر داخل کر دون گا۔ اس عہد کا پورا کرنا مجھ پر فرض ہے"۔ اس کے علاوہ حجاج نے محمد بن قاسم کو اور آگے بڑھنے اور اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ اور دینی ترقی کی بابت بھی خاص طور پر تاکید کی تھی کہ عے جہان کوئی قدیم مقام یا مشہور شہر ہو تو وہان مسجد اور منبر ضرور قائم کیے جائین۔ چاہیے کہ خلیفۂ وقت کا خطبہ پڑھا جاے۔ اور سلطنت اسلامی کا سکہ بھی جاری ہو۔"

خزانہ عراق روانہ کیا گیا

یہ خط پاتے ہی محمد بن قاسم نے وہ خزانہ اور جواہرات عراق میں روانہ کر دیے۔ اس رقم کے پہونچنے کے بعد حجاج بہت خوش ہوا اس لیے کہ پوری دونی رقم خزانے مین داخل ہو گئی۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ حساب سے معلوم ہوا کہ اس فوج کشی کی بابت محمد بن قاسم کو کل چھ کرور درہم (ڈیڑھ کرور روپیہ کلدار) دیے گئے تھے۔ اور محمد بن قاسم کی طرف سے خزانے میں جو رقم داخل ہوئی وہ پوری بارہ کرور درہم (تین کرور روپیہ کلدار) تھی۔ اسنے جوش مسرت مین یہ جملہ زبان سے نکالا "اب ہمارا غصہ فرو ہوا۔ اور ہمارے دل کو تسکین ہوئی اس لیے کہ تین کرور روپیہ اور راجہ داہر کا سر ہمین نفع مین ملا۔" عے

اس خزانے کی شہرت

ملتان کے بُت خانے مین عربون کو جو خزانہ ملا اُس کی دُنیا مین بڑی شہرت ہوئی۔ یہان تک کہ عربون کی عام اصطلاح مین اس شہر کا اصلی نام چھوٹ گیا۔ اور عے فرج بیت الذہب" کے لقب سے شہرت پذیر ہوا۔ اس خزانے پر جو بُت تھا اُس کی نسبت چچ نامہ کا بیان ہے کہ فتح کے وقت محمد بن قاسم نے اُسے بھی عراق روانہ کر دیا۔ بعد کے سیاحون اور معتبر شہادتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم مندر مدتون تک قائم رہا۔ اور برابر لوگ دور دور سے اس کے درشن کو آیا کرتے تھے لیکن سونے کی مورت کا تذکرہ کسی نے نہین کیا ہے۔ جس سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے اُس کی جگہ اور کوئی

---

عے چچ نامہ — عے فتوح البلدان بلاذری

عے فرج بیت الذہب کے معنے سونے کے گھر کی برکت اور فتوح کے ہین۔

صورت قائم کر دی گئی ہو۔

ملتان کی مذہبی قوت

ملتان قدیم ہند و دولت سندھ کا شمالی مستقر ہی نہ تھا بلکہ اہل ہند کا ایک بہت بڑا معبد بھی تھا۔ اس کے مندرون کی نسبت عجیب عجیب قسم کے اعتقادات تھے۔ اور اُن کے سامنے بڑی خلوص نیت سے قربانیان کی جاتی تھین۔ لوگ مشرقی اور جنوبی ممالک ہند سے بڑے بڑے سفر طے کر کے ملتان مین آیا کرتے تھے۔ یہان دو بہت بڑے مندر تھے۔ ایک تو وہی خزانے والا جو خاص شہر کے اندر بڑے بڑے بازارون کے درمیان مین واقع تھا۔ اور ایک اور جو شہر کے باہر پہاڑیون کے دامن مین تھا۔

یہ دوسرا بت خانہ مغربی ہندوستان کا مرکز تھا۔ تمام اہل ملک کے دل مین اُس کی طرف سے بڑی عقیدت تھی۔ لوگ دور دور سے اس کے لیے نذرانے لے کے آیا کرتے تھے۔ گھرون کی بیٹھنے والیان اُس کے نام کی نذرین اور منتین مانتی تھین۔ اہل سندھ بڑے جوش و خروش سے اُس کے درشن کو جاتے تھے۔ اور اُس کے گرد طواف کرتے تھے۔ اور اُس کے پاس بیٹھ کے سر اور ڈاڑھیان مُنڈایا کرتے تھے۔ اس کے تزک و احتشام اور شان و شوکت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جس وقت مسلمانون نے ملتان پر قبضہ کیا ہے چھ ہزار پنڈے اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہوئے جو اس بُت خانے کی خدمت مین ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے[ع]۔ اہل سندھ و ہند ہر طرح کا قیمتی مال و اسباب جواہرات عود اور دیگر قسم کی خوشبوئین لا لا کے چڑھاتے تھے۔ اور اُس کی پوجا کے زمانے مین بے انتہا خلقت کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ حاکم ملتان کے لیے یہ مندر ایک بڑی آمدنی کا ذریعہ تھا۔ جنوبی ہند کے زائر بہت کثرت سے خالص عود قماری لاتے تھے۔ اور اپنے دیوتا پر چڑھاتے تھے۔ اور یہ عود اس قدر قیمتی چیز تھا کہ فی مَن[ع] دو سو دینار پر فروخت ہوتا تھا[س]۔ اس

ع۔ بلاذری ع۔ آج کل کا من نہین یہ نام اُس زمانے مین تھوڑے ہی وزن کا تھا۔ س۔ مروج الذہب مسعودی۔

مندر مین دو مورتین رکھی تھین۔ اور مشہور تھا کہ اُن کے بنانے مین کسی طلسمی قوت سے بھی کام لیا گیا تھا۔ اس لیے کہ عام اعتقاد مین کوئی اُن مورتون کو چھو نہین سکتا کہتے کہ اگر کوئی اُن پہ ہاتھ بھی رکھدیگا تو یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ اُسنے کسی چیز کو چھوا۔ گویا قوت لامسہ سلب ہو جاتی تھی۔ بادی النظر مین ان مورتون مین سے ایک سونے کی اور ایک چاندی کی بنی ہوئی نظر آتی تھی۔ اہل سندھ کا اعتقاد تھا کہ ان مورتون سے جو دعا مانگی جاسے فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ اس مندر کے متصل ایک چھوٹا سا چشمہ نظر آتا تھا جس سے زنگاری رنگ کا پانی جاری رہتا تھا۔ وہ نہایت ہی سرد ہوتا تھا۔ اور جو پتھر اس چشمے کے پاس تھے اُن کی نسبت کہتے تھے کہ زخمون کے لیے اکسیر کی خاصیت رکھتے ہین

لڑکیان جو دیوتاؤن کی نذر کی جاتی تھین۔

ایک بڑی شرمناک بات یہ تھی کہ عقیدت مند اہل سندھ اپنی اور اپنے خاندان کی اس مین عزت سمجھتے تھے کہ اپنی پیاری بیٹیون کو دیوتا کی نذر کر دین۔ ہزارہا لڑکیان ان بتون پہ وقف تھین جن کا پیشہ زناکاری تھا۔ اُن کے لیے زنا عیب نہ تھا بلکہ فخر سمجھ کے کرتی تھین۔ ان کی زناکاری کی اُجرت پہ مندر کے اکثر خدام اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور در اصل مندر کی آمدنی کا یہ ایک وسیع ذریعہ تھا۔ یہ لڑکیان رنگت روز گار تھین۔ اور صدہا آدمی ان کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوتے تھے۔ چنانچہ بعض مقیم سندھ عربون کے تقویٰ و طہارت مین بھی ان کے ہاتھون فرق آگیا۔

ع ۵ ہندوستان کے ہندؤن مین ایسا شرمناک رواج بالکل نہین ہے۔ اور غالباً دکن کے ناتجربہ کار نوجوان اس بیان کو غلط تصور کرین لیکن یہ کوئی حیرت کی بات نہین دکن کے ہندؤن مین آج تک یہ طریقہ باقی ہے۔ کوئی جگہ اُن بے شرم لڑکیون سے خالی نہین جو بعینہ مذکورہ طریقہ سے دیوتاؤن کی نذر کی گئی ہین۔ یہ مُرلیان کہلاتی ہین رنڈیون کی طرح زناکاری پہ زندگی بسر کرتی ہین۔ اور اس مین بھی کسی قوم اور ملت کا لحاظ نہین کرتین جس قوم اور جس ملت کا آدمی ہو اُن کا آغوش اُس کے لیے کھلا رہتا ہے۔

دوسرا مندر جس سے خزانہ نکلا تھا۔

اور وہ بُت خانہ جس سے خزانہ نکالا تھا وہ تو مندر کا ہے کہ وہ ایک عالی شان قصر تھا۔ نہایت گھنی آبادی کے اندر اُس کا بلند گنبد آسمان سے باتین کرتا نظر آتا تھا۔ یہ خوشنما گنبد درمیان مین تھا۔ اور اُس کے گرد پوجاریون کے رہنے کے مکان بنے ہوئے تھے۔ مورت اُس درمیانی گنبد کے اندر ایک پختہ چبوترے پر گویا چار زانو بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس کو سُرخ کپڑے سے پہنائے گئے تھے اور اس کثرت سے کہ سوا آنکھون کے جسم کا کوئی حصّہ نہین نظر آتا تھا۔ آنکھون کی جگہ دو جواہر جڑے ہوئے تھے۔ سر پر سونے کا تاج تھا۔ مٹھیان کسی ہوئی تھین اور دونون ہاتھ زانو پر رکھے تھے۔[1]

محمد بن قاسم نے اپنی فیاضانہ رحمدلی سے ان مندرون مین کسی قسم کا دخل نہین دیا۔ بلکہ مسلمانون کے زمانے مین بھی برابر اُن کی پرستش جاری رہی۔ یہ جو کچھ حالات لکھے گئے اُسی زمانے کے ہین جب مُلتان مسلمانون کے قبضے مین تھا۔ اور مغربی سیاح اور جغرافیہ نویس بلادِ سندھ کی سیر کو آتے رہتے تھے۔ چنانچہ ملتان کے مسلمان فرمان رواؤن کو حکومت عرب کے آخر زمانے مین میان کے مندر سے بہت بڑا پولٹیکل فائدہ حاصل ہوتا تھا۔ جب کبھی زبردست ہندو راجہ حملہ کر کے ملتان کے فتح کر لینے کا ارادہ کرتے تھے تو مسلمان شہر کے پھاٹک بند کر کے حملہ آورون کو دھمکی دیتے تھے کہ اگر تم نے لڑائی سے ہاتھ نہ روکا تو ہم تمھارے دیوتا کو توڑ ڈالین گے اور اُس کی آنکھین پھوڑ دین گے۔ ان باتون کے سُنتے ہی ہندو راجہ کانپ اُٹھتے تھے۔ اور مجبور ہو کے واپس چلے جاتے تھے۔[2]

ملتان کے بڑے بُت خانون کی نسبت ایک پرانے مورخ کا بیان۔

مُلتان کے بڑے بُت خانون کی نسبت ایک اور بڑا اپنے زمانے کا معتبر مورخ لکھتا ہے کہ سارے ہندوستان مین اُن دنون سات عظیم الشان مندر تھے جو ہمیشہ مرجع خاص و عام رہا کرتے تھے۔ ملتان کا ایک مندر بھی اُنھین مین شمار کیا جاتا تھا۔ یہان وہ عالی شان مندر رکھے

---

[1] احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم مصنفہ علامہ بشاری مقدسی۔ [2] مروج الذہب مسعودی
[3] مندرون کے متعلق پچھلے اور پہلے بیان مین اختلاف نظر آتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ

ایک مندر ایک پہاڑ کی گھاٹی میں تھا جس کی چوٹی سطح زمین سے ایک سو اسّی
گز بلند تھی۔ اس کے درمیان میں ایک لوہے کی مورت رکھی تھی جس کا قد و قامت
سات گز کا تھا۔ اس کے متصل پوجاریوں اور تارک الدنیا جوگیوں کے رہنے کو
مکان بنے تھے۔ قریب ہی بھینٹ چڑھانے کے لیے قربان گاہیں بنی تھیں۔
لوگوں کا بیان ہے کہ یہ مندر درشن کرنے والوں سے کبھی خالی نہیں پایا گیا۔
دوسرے مندر میں دو مورتیں تھیں۔ ایک کا نام جُنبلکت تھا اور دوسرے کا زُنبلکت
یہ دونوں مورتیں پہاڑ کے پہلو میں چٹانوں سے کاٹ کے نکالی گئی تھیں۔ اور
نہایت ہی بلند تھیں کہ تقریباً اسّی گز کی لمبی تھیں۔ یہ مورتیں دور دور سے
نظر آتی تھیں۔ اور درشن کرنے والے جب باہر سے آتے تھے تو راستے میں
ان کی صورت نظر آتے ہی سجدے میں گر پڑتے تھے۔ اس امر میں یہاں تک اہتمام
تھا کہ اگر اتفاقاً کوئی سجدہ کرنا بھول گیا تو اُس کا فرض تھا کہ واپس جائے
اور اُس مقام پر پہونچ کے جہاں پہلے پہل مورت نظر آئی تھی سجدہ کر لے
تو آگے بڑھے۔ع

ایک لائق مصنف ملتان کے بڑے مندر کے حالات میں لکھتا ہے
کہ میں جن دنوں سندھ میں موجود تھا ہندوستان سے ایک ہندو یہاں کے
بت خانے کی زیارت کو آیا۔ یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ اُس شخص
نے تیل میں ڈوبی ہوئی روئی لی۔ بہت سی ٹوپی بنا کے سر پہ رکھ لی اور

---

عربی سیاح جو سندھ میں آتے بھی تھے تو کچھ تو تعصب سے اور کچھ اس خیال
سے کہ اُن کے اعتقاد میں بت خانے کی زیارت کو جانا بھی شرک ہے اندر جانے کا ارادہ
نہ کرتے۔ اور اسی وجہ سے وہ ہندوؤں کے جو کچھ حالات دریافت کرتے تھے متوطن
سندھ مسلمانوں سے پوچھ لیا کرتے تھے۔ اور ان حالات میں اُن کو چنداں دلچسپی
بھی نہ تھی کہ آزادانہ طور پر خود مندر کے اندر جا کے دیکھ آتے۔ تاہم یہ
کوئی بڑا اختلاف بھی نہیں۔ ممکن ہے کہ متعدد مندر ہوں۔ اور یہ دونوں بیان
دو جُداگانہ بتخانوں سے علاقہ رکھتے ہوں۔

ع کتاب الفہرست۔

اُسے اپنی چوٹی مین باندھ لیا۔ کچھ ہاتھوں کی اُنگلیوں مین باندھی۔ اور مورت کے سامنے کھڑے ہو کے ہر جگہ روئی مین آگ لگا دی۔ آگ کے لگتے ہی سرو چراغان کی طرح اُس کا سارا جسم روشن ہو گیا۔ اور دم بھر مین جل کے مر گیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اُس مندر مین جا کے خود اپنی قربانی بھی نئے نئے طریقون سے کیا کرتے تھے۔

ملتان اور اُس کے توابع کا انتظام

الغرض محمد بن قاسم نے ملتان کو فتح کر کے انتظامات شروع کیے۔ جزیہ اور خراج کی رقمین مشخص کین۔ رعایا کو بتایا کہ اُن کے کیا حقوق خلافت تسلیم کرے گی۔ اور اُن کو رقم سرکار ادا کرنے اور اطاعت کیشی سے بسر کرنے مین کہان تک پابندی کرنا ہو گی۔ امیر داؤد نصیر بن ولید یمانی والی ملتان مقرر کیا گیا۔ پھر محمد بن قاسم نے حزیم بن عبد الملک تمیمی کو قلعہ برہما پور مین ٹھہرنے کا حکم دیا تا کہ وہان کا انتظام شائستگی سے کرے۔ اِس لیے کہ یہ قلعہ جو لب دریاے جہلم واقع تھا ملتان کے بعد خود بخود مسلمانون کا مطیع ہو گیا تھا۔ نواح ملتان کی عام حکومت عکرمہ بن ریحان شامی کے ہاتھ مین دی۔ اور احمد بن خزیمہ بن عتبہ مدنی کو قلعہ جات اجھتا اور کرور پر جو توابع ملتان مین تھے حکمران مقرر کیا۔ اور خود چند روز کے لیے ملتان ہی مین قیام پذیر ہو گیا۔ اس زمانے مین اُس کے ہمراہ تقریباً پچاس ہزار سوار تھے جو اسلحۂ جنگ سے آراستہ تھے۔ اور کسی چیز کی کمی نہ تھی۔

پورا ملک سندھ فتح کر کے محمد بن قاسم آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا ہے۔

اب سارا ملک سندھ فتح ہو چکا تھا۔ اور راے داہر کے کل مقبوضات عساکر خلافت کے قبضے مین تھے۔ لیکن اِن متواتر فتوحات نے محمد بن قاسم مین ایسی بے نظیر اُلو العزمی پیدا کر دی تھی کہ اُس کے دل کو یہ کسی طرح پسند نہ آیا کہ بس اِس ایک ملک ہی کے فتح کر لینے پر قناعت کرے۔ اُس کی رفتار شمال کی طرف کشمیر کی حدود تک پہونچ گئی۔ اور ہمالیہ کے مہیب سلسلہ کوہ نے آگے بڑھنے سے روکا۔ اب سوا اِس کے کہ مشرق کی طرف رُخ کیا جائے اور کیا ہو سکتا تھا۔ لیکن ادھر ایک بڑا وسیع میدان جنگ نظر آتا تھا

---

ع۵ آثار البلاد قزوینی۔

جس مین قدم رکھتے ہی بڑی بڑی دشواریون کے پیش آنے اور بہت سی زبردست قوتون سے ٹکر کھانے کا اندیشہ تھا۔ محمد بن قاسم کی بلند حوصلگی نے ان سب دشواریون کو آسان کرلیا۔ اور دل مین ٹھان لی کہ جس طرح بنے سارا ہندوستان فتح کرلیا جاے۔ لیکن سندھ کی لڑائی ختم ہوتے ہی اتنی بڑی جرأت کر بیٹھنا اُس کے اختیار سے باہر تھا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ دار الخلافت سے اجازت حاصل کیے بغیر اب وہ ایک قدم بھی آگے بڑھا سکے۔

دار الخلافت سے قنوج پر حملہ کرنے کی اجازت لی گئی۔

اُن دنون ہندوستان مین سب سے پرانا شاہی خاندان اور سب سے زبردست اور باوقعت تخت قنوج کے راجہ کا تھا۔ محمد بن قاسم نے اپنے حملون کا نشانہ بنانے کے لیے اُسی کو منتخب کیا۔ ایک تو اس خیال سے کہ قنوج کے بعد پھر کوئی سلطنت ہمارے مقابلے کی جرأت نہ کرسکے گی اور دوسرے اس غرض سے کہ قنوج مشرق مین اتنی دور ہٹ کے واقع ہوا ہے کہ وہان تک پہونچتے پہونچتے سارا ہندوستان ہمارا تابع فرمان ہو جاے گا اور دربار خلافت سے دوبارہ اجازت لینے کی ضرورت نہ لاحق ہوگی۔ یہ تجویز کرکے اُس نے اپنی کامل فتح کے حالات کے ساتھ قنوج کی دولت و حشمت اور وہان کے راجہ کی وسعت اور قوت کا حال دربار خلافت مین لکھا۔ اور مشرق کی طرف بڑھنے کی اجازت طلب کی۔ ولید بن عبد الملک نے اُس کی اُلوالعزمی کی داد دی اور بلا تامل حکم دیدیا کہ بے شک اب تم کو آگے بڑھنا چاہیے۔ خلیفہ نے اس خط کے ساتھ ایک خط اپنی طرف سے راجۂ قنوج کے نام لکھ کے محمد بن قاسم کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس خط کو اپنے ایلچی کے ہاتھ قنوج روانہ کرو۔

اسلامی سفارت قنوج جاتی ہے۔

یہ حکم پاتے ہی محمد بن قاسم نے اس ذمہ داری کے نازک کام کے لیے ابو حکیم شیبانی کو منتخب کیا۔ جو شجاعت اور لیاقت دونون حیثیتون سے قابل انتخاب تھا۔ عرب سپہ سالار نے اس نامور افسر کو دس ہزار سوارون پر افسر مقرر کرکے قنوج کی طرف روانہ کیا۔ اور خلیفہ ولید بن عبد الملک کا

خط اُس کے سپرد کیا کہ پہلے یہ خط دینا اور جو جواب ملے اُسے لے کے فوراً میرے پاس حاضر ہونا۔ زبانی بھی سمجھا دیا کہ تم اپنی طرف سے بھی اول تو تبلیغ اسلام کرنا۔ مانے تو سبحان اللہ اور نہ مانے تو جزیہ اور اطاعت کی درخواست کرنا۔ ابو حکیم شیبانی اپنی فوج لیے ہوئے مقام اودافر (اودے پور) تک گیا۔ مگر وہان تک جانے مین اُسے تجربہ ہو گیا کہ اتنا بڑا لشکر لے کے قنوج جانا دشوار ہے۔ اور سپاہیون کو بے انتہا تکلیف و زحمت ہو گی۔ اس خیال سے خود تو اودے پور مین ٹھہر گیا۔ اور اپنی طرف سے زید بن عمرو کلابی کو روانہ کیا اور اُس سے کہا مین تم کو ایک دینی سفیر بنا کے قنوج روانہ کرتا ہون وہان جا کے قنوج کے راجہ سے یہ بھی کہنا کہ سمندر سے لے کے حدود کشمیر تک تمام راجاؤن اور سردارون نے اسلام کی عظمت و قوت کے آگے سر جھکا دیا۔ اور سب سپہ سالار افواج عرب عماد الدین محمد بن قاسم کے تابع فرمان ہین بعض نے اسلام قبول کیا۔ اور بعض دربار خلافت کو خراج ادا کر رہے ہین۔

محمد بن قاسم حد کشمیر تک گیا اور اپنی سرحد مضبوطی سے قائم کی۔

زید بن عمرو کلابی نے اودے پور سے قنوج کی راہ لی۔ اور جب تک قنوج کی سفارت آ کے آئے محمد بن قاسم نے اپنی فوج لے کے اور آگے قدم بڑھایا اور خاص حدود کشمیر کے پاس اُس مقام کو جا کے معائنہ کیا جہان پر راجہ داہر اور راجہ کشمیر کی سرحد ملی ہوئی تھی۔ دریاے جہلم کے ابتدائی پانچ چشمے اسی مقام سے جاری ہوئے ہین۔ اور یہین پر سلائج کے بیٹے چچ نے اپنی سرحد کے متمائز کرنے کے لیے درختون کی ایک قطار لگائی تھی۔ یہ مقام فی الحال ریاست کشمیر کی سرحد پر نہین بلکہ اُس کے اندر واقع ہے۔ محمد بن قاسم نے وہان پہونچ کے اُن نشانات سرحد کو پھر نیا کر دیا تاکہ مسلمانون کو ہمیشہ معلوم رہے کہ اُن کی سلطنت اس مقام پر آ کے تمام ہوئی ہے۔ یہ کارروائی کر کے وہ پھر ملتان مین واپس آیا۔ اور قنوج سے سفارت کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا۔

دربار قنوج سے سفارت کا جواب۔

قنوج پر ان دنون راے جھل راے کے بیٹے ہرچند کی حکومت تھی جو ہندوستان کے تمام راجاؤن مین سربرآوردہ اور زبردست تھا۔ تمام ہندو

سلطنتیں اُس کے آگے سر جھکاتی تھیں۔ اور اُس کی عظمت کو مانتی تھیں۔ صدہا سال گزر گئی تھیں کہ اس دیسی زبردست سلطنت کے فرمان رواؤں کے خیال میں بھی یہ بات نہیں گزری تھی کہ کوئی قوت اُن کے مقابلہ یا اُن پر فوج کشی کرنے کا نام بھی لے سکتی ہے۔ یہ اسلامی سفارت جب راے ہرچند کے دربار میں پہونچی تو اُس نے خلیفۂ اسلام ولید بن عبد الملک کا خط کھول کے پڑھوایا۔ اور نہایت برہم ہو کے جواب دیا "یہ ملک تقریباً ایک ہزار چھ سو برس سے ہمارے زیر فرمان ہے۔ ہماری حکومت بہت قدیم ہے اور اس قدامت کے ساتھ ہمیشہ ہماری دھاک بیٹھی رہی۔ کبھی کسی دشمن کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ ہماری سرحد میں قدم رکھ سکے۔ جب ہماری ایسی قوت اور ایسی وقعت ہے تو تم لوگ اگر ایسی بیہودگیاں اور ایسے محال و بے سروپا ارادے اپنے دل میں پیدا کرو تو مجھے کچھ پروا نہیں۔ یہ امر نامناسب ہے کہ ایک ایلچی قید خانے میں بھیجا جاے۔ ورنہ اس گفتگو اور اس غیر ممکن دعوے کی پاداش میں تم ایسی ہی سزا کے مستحق ہو۔ یہاں کے اور راجہ اور حکمران اگر تمھاری بات سُن لیں تو سُن لیا کریں مگر میں ایسی بات نہیں سُن سکتا۔ اب تم اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور کہو اس میں شک نہیں کہ ہم آپس میں لڑتے بھڑتے رہتے ہیں جس کی غرض صرف اس قدر ہے کہ مشق سپہ گری نہ چھوٹے اس سے یہ نہ سمجھو کہ ہماری باہمی لڑائیوں سے تم کو کچھ فائدہ حاصل ہو سکے گا بس اب لڑائی ہی فیصلہ کرے گی یا تو میں فتحیاب ہوں گا اور یا تم مجھ پر غالب ہو گے۔ صلح و جنگ کا اُسی وقت فیصلہ ہو گا جب لڑائی سے ایک کو دوسرے کی عظمت کا امتحان ہو جاے گا"

محمد بن قاسم نے قنوج پر حملہ کا پورا ارادہ کر دیا

راے ہرچند کا یہ پیغام جب محمد بن قاسم کو پہونچا تو اُس نے اپنے تمام افسروں۔ معزز لوگوں۔ سپہ سالاروں۔ اور بہادر آزماؤں کو بلا کے ایک صحبت میں جمع کیا۔ اور سب کی طرف مخاطب ہو کے کہا "خدا کی مہربانی اور تائید آسمانی سے اس وقت تک برابر ہندوستان کے راجاؤں کو شکست دی گئی۔ اور ہمیشہ اسلام ہی کی فتح ہوئی۔ اب ہمیں اس کافر کے مقابلے کی

نوبت آئی ہے جو اپنی فوج اور اپنے ہاتھیوں کے زعم مین پھولا نہین سماتا۔ تم سب پر واجب ہے کہ خدا کی تقویت و تائید پر بھروسہ کر کے آمادہ اور تیار ہو جاؤ۔ ہم کو یقین ہے کہ ہم اُسے بہت جلد مغلوب کر لین گے اور اُس پر غالب و فتحیاب ہون گے۔" جوان ہمت سردار کی یہ تقریر سُنتے ہی سب لوگ مرنے اور جان دینے پر تیار ہو گئے۔ حملہ اور آگے کی طرف کوچ کرنے کا سامان ہونے لگا۔ اور محمد بن قاسم نے بے تکلف اشتہار جنگ دے دیا۔

حجاج مر گیا

محمد بن قاسم نے ۹۵ھ مین ملتان کو فتح کیا تھا۔ فتح کے بعد ابھی وہ ملتان ہی مین تھا کہ اسی سال کے اختتام پر اُسے اپنے مہربان چچا حجاج کے مرنے کی خبر پہونچی جس نے شوال ۹۵ھ مین عالم فانی کو رخصت کیا تھا۔ اس خبر نے اُسے حد سے زیادہ پریشان و افسردہ خاطر کر دیا۔ ہمیشہ ایسے موقعون پر جن پولٹیکل تغیرات کا اندیشہ ہوا کرتا ہے اُنکے خوف سے محمد بن قاسم بہت ہی متردد ہو گیا۔ گو اُسے ولید بن عبدالملک کے دربار سے کسی قسم کے ضرر اور نقصان کا اندیشہ نہ تھا تاہم یہ اندیشہ بہت سخت تھا کہ دیکھئے حکومت بصرہ کس کے ہاتھ مین دی جاتی ہے۔ اور میرے ساتھ نئے آنے والے والی بصرہ کا کیسا برتاؤ رہتا ہے۔ ان افکار نے یہان تک ستایا کہ اُس نے آگے بڑھنے کا ارادہ ملتوی کیا۔ اور ملتان چھوڑ کے تغرور مین واپس آیا۔ اس شہر کو وہ پہلے ہی فتح کر چکا تھا۔ یہان آنے سے اُس کی غرض یہ تھی کہ مستقر خلافت سے حتے الامکان قریب ہو جائے۔

تغرور مین پہونچ کے محمد بن قاسم نے یہان کے لوگون کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا اور ٹھہر کے اخبار دار الخلافت کا انتظار کرنے لگا۔ حجاج کی موت نے اگرچہ محمد بن قاسم کا حوصلہ پست کر دیا تھا تاہم نوعمر شیر عرب ایک ایسا اولوالعزم شخص تھا کہ اُس سے اب بھی بیکار رہنا

ع۵ چچ نامہ

بیٹھا گیا۔ تغزوریں بیٹھے بیٹھے جب دل گھبرایا تو شہر بیلمان پر ایک فوج روانہ کردی۔ اقبال ہنوز یاوری پر تھا کہ فوج کو اسلحہ سے کام لینے کی بھی ضرورت نہ ہوئی۔ اور اہل بیلمان نے بے لڑے بھڑے سر اطاعت جھکا دیا۔ اور دولت اسلام کے تابع فرمان ہوگئے۔ جب بیلمان والون نے اطاعت قبول کی تو شہر سرست کے لوگون نے بھی حاضر ہوکے اظہار اطاعت کیا۔ شہر سرست متوکل باللہ عباسی کے زمانے مین بحری عساکر بصرہ کا جولانگاہ تھا۔ اور اُن کے جہاد کا ایک معمولی نشانہ بنا رہتا تھا وجہ یہ تھی کہ سرست کے رہنے والے مردم آزار ڈاکو تھے۔ اور اپنے اس مذاق مین اس قدر سخت اور مضبوط تھے کہ ہزار کوشش کی جاتی تھی مگر وہ سمندر کی رہزنی کا سلسلہ کسی طرح موقوف ہی نہین ہونے دیتے تھے۔

بیلمان پر حملہ ہوا اور اہل شہر نے اطاعت کی

جب محمد بن قاسم نے دیکھا کہ یہ شہر بآسانی فتح ہوگئے تو اُس نے اپنی بلند حوصلگی کا ایک اور زبردست نمونہ دکھایا۔ اس مرتبہ اُس نے کسی اور افسر کو نہین روانہ کیا بلکہ خود ہی فوج لے کے شہر کیرج[ع] پر حملہ آور ہوا۔ یہان کا فرمانروا راجہ دوہر جس کا شمار بھی ہندوستان کے قوی حکمرانون مین تھا۔ عساکر اسلام کے مقابل مین آکے صف آرا ہوا۔ ایک سخت اور قسمت پلٹ دینے والی لڑائی ہوئی۔ محمد بن قاسم نے خوب داد شجاعت دی۔ اور جوہر مردانگی دکھا کے دوہر کی فوج کو شکست دی۔ اہل سندھ پسپا ہوئے اور شہر پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ بہادر ہندو سپاہی شہر چھوڑ چھوڑ کے نکل گئے۔ خود راجہ کی نسبت نہین معلوم کہ اُس غریب کا کیا حشر ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ غیرت مند راجہ نے عربون سے مقابلہ کرکے عین معرکۂ جنگ مین جان دی۔ چنانچہ اس واقعہ کی

محمد بن قاسم نے کیرج کو حملہ کرکے فتح کر لیا

---

ع۔ کیرج وہی شہر ہے جسے چچ نامہ کا مصنف کورج لکھتا ہے۔ جہان کے راجہ دروہر یا دوہر نے اپنی بہن جانکی کے تہمت لگانے پر گوپی کے ساتھ دغا کرنے کا ارادہ کیا تھا عربی مین حرف "و" اور "ی" ایسے تغیرپذیر حروف ہین کہ کبھی ناواقفیت سے نحوی قواعد عجمی الفاظ مین بھی تصرف کرکے اُن کو بگاڑ دیا کرتے ہین۔ کیرج اور کورج کا تبادلہ غالباً اسی وجہ سے ہوا ہے۔

تصدیق اس شعر سے ہوتی ہے جو کسی ایسے سپاہی کے جوش جوانمردی کو ظاہر کرتا ہے جس نے خود اس معرکہ مین شریک ہو کے جوہر شجاعت دکھایا تھا۔[۵]

نحن قتلنا داہراً و دوہراً والخیل تردی منسراً فمنسراً

(ہم نے داہر اور دوہر دونون راجاؤن کو قتل کیا اور اُس وقت میدان کا یہ حال تھا کہ گھوڑے گویا نسر طائر تھے کہ اپنی ٹاپون سے برابر چونچ پر چونچ مار رہے تھے)۔

ولید بن عبد الملک کی وفات

حجاج کو مرے تقریباً آٹھ ہی مہینے ہوئے تھے کہ جمادی الثانی ۹۶ھ مین ولید بن عبد الملک بھی رہگرا سے عالم جاودان ہوا جو حجاج اور اُس کے خاندان کا اپنے تمام عہد مین بڑا مربی رہا تھا۔ ولید نے اپنے آخر عہد مین حجاج کے مرنے سے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اپنے بھائی سلیمان کو تخت و تاج سے محروم کر دے جسے خود عبد الملک ولید کے بعد حکمرانی کے لیے نامزد کر گیا تھا۔ اور جس کے لیے ولید کی خلافت سے پہلے ہی بیعت لی جا چکی تھی۔ ولید نے اپنے زمانے مین کوشش کی کہ اُسے محروم کر کے اپنا ولیعہد اپنے بیٹے عبد العزیز کو قرار دے۔ اس بارے مین سلیمان کو لکھا گیا کہ ولی عہدی سے باز دعوی داخل کر مگر وہ اپنی اتنی بڑی سلطنت سے کیونکر دست بردار ہو سکتا تھا صاف انکار کر دیا۔ جب سلیمان کی طرف سے انکار ہوا تو ولید نے اس امر کی کوشش شروع کی کہ ممتاز اہل الرا‌ے اور صاحب اثر لوگون سے کثرت رائے حاصل کر کے سلیمان کو ہٹا دے۔ اور اپنے بیٹے عبد العزیز کے لیے مسند خلافت خالی کر لے۔ اس غرض کے لیے اُس نے تمام والیان ملک اور معززین اسلام سے رائے طلب کی۔ حجاج بن یوسف اور اُس کے وابستگان دامن قتیبہ و محمد بن قاسم نے ولید کی رائے سے اتفاق کیا مگر اس امر کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ حجاج مر گیا۔ اور حجاج کے بعد بھی ولید کو سلیمان کی بیعت توڑنے کا موقع نہ ملنے پایا تھا کہ مرض موت نے اُس کا دامن پکڑا اور ولی عہدی کا خطاب سلیمان ہی کے قبضے مین چھوڑ کے وہ مر گیا۔[۶]

---

[۵] فتوح البلدان بلاذری۔ [۶] ابن خلدون۔

# بارھوان باب

## محمدؐ ابن قاسم کا انجام

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک

سلیمان بن عبدالملک جب بھائی کے مرنے کے بعد وارث تخت خلافت ہوا تو اُس کے خیال مین شاید حجاج سے زیادہ کوئی شخص اُس کے حقوق اور اُس کے اغراض کا دشمن نہ تھا۔ اس بات کا اُسے انتہا سے زیادہ صدمہ ہوا کہ اُس کے تخت نشین ہونے سے آٹھ مہینے پہلے حجاج بن یوسف نذر اجل ہو چکا تھا۔ اور اُس محفوظ مقام مین پہونچ گیا تھا جہان تک اُس کے دست ستم کی کسی طرح رسائی نہین ہو سکتی تھی

خاندان حجاج سے سلیمان کا عناد۔

سلیمان کے پُرغضب دل نے جب حجاج کو نہ پایا تو ارادہ کر دیا کہ اگر حجاج نہین ہے تو اپنا انتقام اُس کے اعزا و اقارب اور اُس کے وابستگان دامن سے لے بخصوص قتیبہ اور محمد بن قاسم سے جو حجاج کے ہاتھ پاؤن اور اُس کے نامور متعلقین مین تھے۔ اور ان مین بھی زیادہ تر محمد بن قاسم سے جو حجاج کا ابن عم بھی تھا اور داماد بھی تھا۔ اس ظالمانہ غرض کے حاصل کرنے کے لیے سلیمان نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی یزید بن مہلب کو والی عراق مقرر کیا جو حجاج کے دشمنون مین تھا۔ اور سب سے زیادہ بے رحمی یہ کی کہ ایک خارجی المذہب شخص صالح بن عبدالرحمن کے ہاتھ مین خراج وصول کرنے کی خدمت دی۔ جس سے زیادہ سخت انتقام لینے والا خاندان حجاج سے کوئی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے کہ حجاج نے ہر جگہ خوارج کو پسپا کر کے تباہ و برباد کر دیا تھا اور خاصتہً صالح کا بھائی آدم حجاج کے ہاتھ سے مارا جا چکا تھا۔ ان دونون ناخدا ترس لوگون کے ہاتھ مین اختیارات دے کے سلیمان نے حکم دیدیا کہ نسل عقیل یعنے خاندان حجاج کے لوگ برابر ماخوذ کر کے قتل کیے جائین۔ یزید بن مہلب کا بھائی عبدالملک بن مہلب اِس خونریزی کے کام پر بالاستقلال مقرر کیا گیا جو حجاج کے اعزا کو پکڑ پکڑ کے طرح طرح کے عذابون مین مبتلا کرتا تھا۔ع

سلیمان نے اِس خونریزی کا اذن عام دیتے ہی محمد بن قاسم کو بے خطا و قصور

ع فتوح البلدان و ابن اثیر۔

محض ذاتی عناد پر ولایت سندھ سے معزول کر دیا۔ اور اُس کی جگہ یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو مقرر کرکے روانہ کیا۔ یزید نے فوراً سامان سفر کیا اور چند ہی روز مین داخل سندھ ہو گیا۔ وہان پہونچتے ہی اُس نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر لیا۔ مجرمون کی طرح ٹاٹ کے کپڑے پنہائے۔ ہاتھ پاؤن مین زنجیرین ڈال دین۔ اور معٰویہ بن مہلب کی حراست مین عراق کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت محمد بن قاسم کو زمانے کی ناقدری کا خیال آیا اور بے اختیار اُس کی زبان پر یہ شعر جاری ہو گیا عہ

محمد بن قاسم معزول کرکے گرفتار کر دیا گیا

اضاعونی وای فتیً اضاعوا لیوم کریھۃٍ وسدادِ ثغرٍ

(لوگون نے مجھے ضائع کر دیا! اور کس جوان کو ضائع کیا! وہ جوان جو مصیبت کے دن کام آئے۔ اور حدود کی مضبوطی کے لیے نہایت مناسب تھا)

فارسی اور انگریزی مورخین نے محمد بن قاسم کی معزولی کا بالکل ایک نیا قصہ بیان کیا ہے عہ وہ یہ کہ راجہ داہر جب مارا گیا تو اُس کی دو حسین و نازنین بیٹیان مسلمانون کے ہاتھ مین ماخوذ ہوئین۔ ان مین سے ایک کا نام سورج دیوی اور دوسری کا پرمل دیوی تھا۔ محمد بن قاسم نے ان لڑکیون کو بہ حفاظت تمام حبشی غلامون کی حراست مین بغداد عہ روانہ کیا۔ خلیفہ للعہ وقت نے ان کو چند روز تک آرام لینے کے لیے اپنی

محمد بن قاسم کی معزولی کی نسبت فارسی اور انگریزی مورخون کا عجیب بیان

---

عہ فتوح البلدان۔

عہ اس قصے کو تمام مورخین فارسی نے چچ نامہ سے نقل کیا ہے لہذا ہم بھی اس کو چچ نامہ ہی سے پورا نقل کیے دیتے ہین تاکہ اس کی صحت اور غلطی کے اندازہ کرنے کا اچھی طرح موقع مل سکے۔

عہ اس قصہ کے بے سر و پا ہونے کا پہلا ثبوت یہی ہے کہ لکھا جاتا ہے وہ بغداد روانہ کی گئین۔ حالانکہ بنی اُمیہ کے آخر عہد تک دمشق ہی دار الخلافت رہا۔ بغداد کا دار الخلافت ہونا درکنار اُس وقت تک اس نام کا کوئی شہر ہی نہ تھا۔ بغداد کو بنی عباس کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور نے آباد کیا ہے۔

للعہ اس خلیفہ کی نسبت مسٹر الفنسٹن لکھتے ہین کہ یہ بنی اُمیہ کے خاندان کا چھٹا خلیفہ ولید بن ولید تھا۔ اس نام کا کوئی خلیفہ بنی اُمیہ مین نہین ہے شاید اس سے مراد ولید بن عبد الملک ہے جس کی طرف فرشتہ نے بھی اس واقعہ کو منسوب کیا ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے اسلیے کہ محمد بن قاسم کی معزولی قطعی طور پر اور معتبر سے معتبر مورخین کے نزدیک سلیمان بن عبد الملک کے عہد مین ہوئی

حرم سرا مین بھیج دیا۔ اس کے بعد خلیفہ کو خود ہی یہ لڑکیان یاد آئین اور اُس کے حکم سے سامنے لاکے پیش کی گئین۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مترجم سے کہا ان سے پوچھو کہ "تم دونون مین بڑی کون ہے"۔ سورج دیوی نے کہا "مین بڑی ہون"۔ خلیفہ نے بڑی بہن کو اپنی خلوت مین بلایا اور چھوٹی[ع۱] کو دوسرے وقت کے لیے اُٹھا رکھا اب سورج دیوی نے اپنا گھونگھٹ جو کھولا تو خلیفہ اُس پر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور اس شاہزادی کی فتحیاب نظر نے اُسے مجنون بنا دیا۔ بیتابی کے ساتھ اُس نے جب سورج دیوی کو اپنی طرف کھینچا تو وہ کھڑی ہوگئی۔ اور بادب عرض کیا "مین بادشاہ کے بستر راحت کے قابل نہین ہون۔ اس لیے کہ محمد بن قاسم نے ہم دونون کو تین دن تک اپنی خلوت مین رکھ کے حضور کے عشرت سرا مین بھیجا ہے۔ شاید یہان ایسا دستور ہو۔ مگر بادشاہون کو تو ایسی رسوائی کا متحمل نہ ہونا چاہیے"۔ خلیفہ تو اُس کے حُسن پر دیوانہ ہو ہی رہا تھا یہ جملہ سُنتے ہی اُس مین اتنی تاب نہ رہی کہ ذرا تحقیقات بھی کر لے۔ فوراً قلم دوات طلب کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے لکھ کے یہ حکم نامہ جاری کر دیا کہ "محمد بن قاسم جہان کہین ہو اپنے آپ کو بیل کی کچی کھال مین سلوا کے دار الخلافت مین پہونچائے"۔ محمد بن قاسم اودے پور[ع۲] مین تھا کہ اُسے یہ منشور خلافت ملا۔ اُس نے نہایت ہی اطاعت کیشی کے ساتھ فرمان خلافت کے آگے سر جھکا دیا اور لوگون کو حکم دیا کہ "حسب الحکم خلیفہ مجھے کچی کھال مین سی کے صندوق مین بند کر دو اور دار الخلافت کی طرف روانہ کر دو"۔ تمام عہدہ دار جو مختلف مقامات پر مامور کیے گئے تھے سب اپنے اپنے مستقر پر رہے اور محمد بن قاسم کے جسم کا پارسل خلیفہ کے دربار مین پہونچا۔ عرض بیگی نے عرض کیا کہ "محمد بن قاسم اُسی طریقہ سے جس طرح حکم ہوا تھا حاضر ہوا"۔ خلیفہ نے پوچھا "زندہ ہے یا مر گیا"؟

---

ع۱ اُس عہد سے آج تک قریب قریب محال ہے کہ دو بہنین ایک ہی مسلمان سے ہم بستر ہو سکین۔ ولید کی نسبت ایسا اتہام کسی طرح قیاس مین نہین آ سکتا۔

ع۲ یہ بھی غلط ہے اس لیے کہ خود چچ نامہ ہی کے بیان سے محمد بن قاسم اودے پور نہین گیا تھا۔ بلکہ وہ ملتان ہی مین مقیم تھا۔ اودے پور مین صرف وہ سفیر گیا تھا جو خلیفہ کا خط لے کے قنوج روانہ کیا گیا تھا۔

عرض کیا گیا کہ "کھال میں سیے جانے کے دوسرے دن اُس نے جان دی اور راستہ میں نذر اجل ہوا" خلیفہ نے صندوق کھولا اور لڑکیوں کو اپنے سامنے بلوایا۔ اتفاق ایک ہری ٹہنی اُس کے ہاتھ میں تھی۔ اُسی ٹہنی سے لاش کے چہرے کی طرف اشارہ کرکے خلیفہ نے داہر کی بیٹیوں سے کہا "لڑکیو۔ دیکھو تمام لوگ میرے حکم کی کیسی تعمیل کرتے ہیں یہ احکام جب قنوج پہونچے تو محمد بن قاسم نے فوراً اپنی قیمتی جان میرے حکم پر قربان کردی" اتنا سنتے ہی پُرفن جانکی نے چہرے پر سے نقاب اُٹھا تعظیماً خلیفہ کے سامنے زمین کو چوما۔ اور عرض کرنے لگی "خدا خلیفہ کو جوہر دانائی سے آراستہ کرے۔ مناسب یہ ہے کہ بادشاہ ہر امر کو اسباب کی کسوٹی پر پرکھا کیا کرے۔ اور دوست و دشمن کی زبان سے جو کچھ سُنے اُسے قیاس کے کانٹے میں تول لے۔ محمد بن قاسم نے ہماری عزت کی نگہداشت کی۔ ہمارے ساتھ بھائی یا بیٹے کا سا برتاؤ کیا۔ اور کبھی ہمارے جسم میں ہاتھ تک نہیں لگایا۔ مگر اُس نے بادشاہ سندھ کو قتل کیا تھا۔ ہمارے آبا و اجداد کی سلطنت تباہ و برباد کردی تھی۔ اور ہمیں شاہی کے درجہ سے کھینچ کے غلامی کے درجہ پر پہونچا دیا تھا۔ ہمارے دل میں انتقام لینے کی آگ بھڑک رہی تھی جس کے لیے اِس سے عمدہ کوئی تدبیر نہ تھی کہ ایک جھوٹ واقعہ ہم نے بادشاہ کے سامنے بیان کردیا اور اپنی غرض پوری کرلی۔ یہ تہمت لگا کے ہم نے محمد بن قاسم سے اپنا انتقام لے لیا۔ اگر خلیفہ ایسا قطعی حکم نافذ کرنے میں ذرا تامل کرتا۔ اور جوش غضب میں تحقیقات سے قطع نظر نہ کرلیتا تو اُسے اِسوقت اسطرح پچھتانا نہ پڑتا اور اپنے کیے پر اتنی بڑی ندامت نہ ہوتی۔ اور اگر محمد بن قاسم بھی ذرا دانائی سے کام لیتا اور سفر کرکے یہاں چلا آتا۔ اور یہاں آکے اپنے آپ کو کچی کھال میں سلواتا تو بعد تحقیقات چھوڑ دیا جاتا۔ اور یوں بے خطا و قصور اپنی جان نہ دیتا" یہ سُن کے

---

لعہ قنوج کیسا؟ محمد بن قاسم دراصل تو ملتان میں تھا خیر اِس روایت میں اُودھے پور بیان کیا گیا مگر یہاں تک بیان کرکے وہ بھی بھول گیا اور اودے پور سے قنوج ہوگیا!

لعہ یہ بھی اختلاف بیانی ہے کہ پہلے اُس لڑکی کا نام سورج دیوی بتایا گیا اور اب جانکی بتایا جاتا ہے۔

کے خلیفہ کو بڑا صدمہ اور افسوس ہوا - جوش غضب مین وہ اپنا ہاتھ کاٹنے لگا خلیفہ کو اِس قدر غضب آلود دیکھ کے جانگی نے پھر زبان کھولی اور کہا " بادشاہ سے بڑی بھاری غلطی ہوئی - صرف دو لونڈیون کے کہنے پر اُسنے ایک ایسے شخص کو قتل کر ڈالا جس نے ہماری سی ایک لاکھ حسین و نازنین لونڈیان گرفتار کر لین - اور ستّر راجاؤن کو جو ہندوستان مین حکمران تھے تخت سلطنت سے آغوش لحد کے سپرد کر دیا - جس نے مندر منہدم کر کے مسجدین تعمیر کین - اُن مین منبر قائم کیے - اور مینار بنا دیے - اگر محمد بن قاسم اِسی ادنےٰ گناہ یا معمولی غفلت یا غلطی کا مرتکب ہوا ہوتا تو بھی اِس کا مستحق نہ تھا کہ ایک خود غرض دشمن کے کہنے پر یون ہلاک کر ڈالا جائے " خلیفہ اِس قدر برہم تھا کہ یہ بیان سُن کے اُس نے اُن لڑکیون کو اپنے سامنے ہی کھڑے کھڑے دیوار مین چنوا دیا - اور ایک پچھلے زمانہ کے مورّخ کا بیان ہے کہ وہ لڑکیان گھوڑے کی دُم مین باندھ کے کھنچوائی گئین جس کی تکلیف سے اُنھون نے جان دی - اور آخر مین اُن کی لاش دریائے دجلہ مین بہا دی گئی - اور محمد بن قاسم کی لاش قبرستان دمشق مین دفن کر دی گئی[۱] اِس پر ایک یورپین مصنف صاحب[۲] نے یہ ترقی کی کہ فرماتے ہین " خلیفہ نے محمد بن قاسم کی قبر پر ایک عالیشان مقبرہ بنوا دیا جو مدتون دمشق مین نظر آتا رہا "

اِس قصہ کی شہرت

یہ قصہ صرف چچ نامہ کے بیان پر تمام مشرقی بلاد مین اور فارسی مورخون کے نزدیک اِس قدر مشہور ہوا کہ آج کوئی فارسی مصنف نہ ملے گا جس نے اپنی کتاب مین اِس کو درج نہ کیا ہو - حتی کہ تاریخ فرشتہ مین بھی موجود ہے جس کا مصنف بمقابل دیگر فارسی مورخون کے کسی قدر تحقیق سے بھی کام لیتا ہے - انگریزی مورخین مین سے جن لوگون کا ہاتھ صرف فارسی خزانون تک پہونچا ہے انھون نے بھی پورے یقین و اعتماد کے ساتھ اِس کو نقل کر دیا - اِسی کا نتیجہ ہے کہ مسٹر الفنسٹن اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ " تمام مسلمان مورخ اِس پر متفق ہین " تاریخ الفنسٹن مدتون ہندوستان کے کورس مین رہی جس کی وجہ سے اِس قصہ کو اِس حد تک شہرت ہوئی کہ ہندوستان

[۱] میر معصوم لکھتے ہین یہ بیان بھی غلطی سے خالی نہین کہ ایک ہی واقعہ کی دو باتون مین سے ایک بغداد مین اور ایک دمشق مین بتائی جاتی ہے - [۲] دیکھو " پرسنل آبزرویشن آن سندھ " مصنفہ مسٹر پوسٹن

کے ہر ہر بچہ کی زبان پر ہے - لیکن مغربی ممالک اور عربی مصنفین اس واقعہ سے اسی قدر نا آشنا ہین جس قدر کہ فارسی مورخون اور انگریزی حکومت کی بدولت ہندوستان مین اس کی شہرت ہے -

عربی تاریخ دیکھنے والون کو اس واقعہ سے انکار ہے

چنانچہ جن لوگون کی نظر عربی تاریخون تک پہونچی ہے اُن کو اس واقعہ سے قطعاً انکار ہی کرتے بنی - سر ہنری ایلیٹ سے زیادہ تحقیق اس معاملہ مین شاید کوئی انگریزی مورخ نہ کر سکا ہوگا اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ عربی کی اُن تاریخون پر اُن کی بھی پوری نظر نہین پڑی جن کی بدولت زمانۂ خلافت کے مفصل حالات کا وہ اندازہ کر سکتے تاہم سندھ کے متعلق حالات جہان کہین مل سکے ہین انھون نے فراہم کر دیے ہین - اور اس وجہ سے اُن کو سندھ کے تمام مورخین پر ترجیح ہے - وہ لکھتے ہین "محمد بن قاسم کے موت کے بارے مین اختلاف ہے - لیکن اس کو ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ فتوح البلدان کا بیان بہ مقابلہ چچ نامہ کے جس کی متابعت تمام متاخرین نے کی ہے زیادہ تر قرین قیاس ہے" یہی لائق مصنف چچ نامہ کا قصہ نقل کر کے لکھتا ہے "اس تمام کہانی مین بہ نسبت حقیقت اور واقعہ ہونے کے زیادہ تر داستان کی بو آتی ہے"

اسلامی تاریخ مین عربی مصنفون کی وقعت

اسلامی تاریخ اور بخصوص قرون خلافت کے حالات کے متعلق جو وقعت عربی مورخون کو حاصل ہے وہ اور کسی زبان کے مورخون کو نہین حاصل ہو سکتی - وہ ہر واقعہ کو ایسے معتبر ذرائع روایت سے لیا کرتے ہین اور اتنی تحقیق و تنقید سے کام لیتے ہین کہ کسی کو بہ مشکل جرات ہو سکتی ہے کہ اُن لوگون کے بیان پر حرف رکھ سکے علاوہ برین زمانۂ خلافت مین جتنے راوی اور رپورٹر تھے اُن سے کچھ لینے اور نقل کرنے کا اگر موقع مل سکتا تھا تو عرب کے قدیم صاحب تحقیق مورخون کو جو خود اُسی زمانہ مین کتب تاریخ مرتب کر رہے تھے - برخلاف اس کے فارسی زبان مین کئی صدیون کے بعد تصنیف و تالیف کا سلسلہ پڑا - اس زبان کے مورخین اگر اُس زمانے کے حالات لکھین تو اُسی حد تک قابل اعتبار و تسلیم ہو سکتے ہین جہان تک کہ قدیم عرب مورخون سے نقل کرین یا اُن کے موافق ہون -

عربی تاریخین اس قصہ سے خالی ہین

اس واقعہ کے متعلق ایک بھی عربی شہادت نہین پیش کیجا سکتی - اُس عہد کے واقعات کا سب سے بڑا ذخیرہ تاریخ طبری ہے جس مین ہر قسم کی رطب و یابس روایات

جمع ہین اور گویا اس بات کے لیے ایک کامل معیار ہے کہ اُس عہد مین اگر کوئی ضعیف قصّہ بھی فاتحون مین شہرت پذیر ہوا تو اُس مین ضرور موجود ہو گا[عہ] ۔ لیکن اس قصّہ سے وہ بھی خالی ہے ۔ اُس زمانہ کے بڑے لائق اور معتبر مصنفون مین بلاذری اور یعقوبی ہین جنھون نے سندھ کے زیادہ تر حالات تفصیل کے ساتھ لکھدیے ہین مگر اس واقعہ کو اُنھون نے بھی نہین سُنا تھا ۔ یعقوبی نے محمد بن قاسم کی مصائب مین اتنا بیشک لکھدیا ہو کہ "اُسے کھال پنھائی گئی" مگر اس کو بھی منجملہ اُن سزاؤن اور تکالیف کے بیان کیا ہے جو اُسے شہر واسط کے قیدخانہ مین دی گئی تھین جس سے اس نے سر دیا اور بغو قصّہ کا کچھ پتہ نہین چل سکتا ۔ اسلامی قرون وسطی کے مورخ ابن اثیر - ابو الفدا - ابن خلدون وغیرہ ہین جن کی کتابون سے عمدہ اور مستند تاریخین اسلامی کتب خانون کو نصیب نہین ہوسکتین ۔ اُن مین بھی یہ واقعہ کہین نہین بیان کیا گیا ہے ۔ حالانکہ اس امر پر سب کو اتفاق ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے اپنے ذاتی عناد پر محمد بن قاسم کی جان لی ۔

سلیمان نے اس عہد کے دیگر نامور سرداروں پر بھی ظلم کیا

سلیمان بن عبدالملک نے صرف محمد بن قاسم ہی پر ظلم نہین کیا بلکہ اُس عہد کے جتنے نامور افسر تھے سب اُسی کے ظالم ہاتھ سے نذر اجل ہوئے ۔ قتیبہ جو فتحمندی مین محمد بن قاسم کا حریف تھا اسکو بھی سلیمان کے رحم سے مایوس ہوکے اور خاص اپنے گھر مین گھر کے جان دینا پڑی ۔ موسی بن نصیر جو اندلس فتح کر چکا تھا اور جس کی وقعت و فتحمندی کی سارے افریقہ اور یورپ مین دھوم تھی اُس کو بھی اِسی خلیفہ کے ظالم ہاتھون

عہ مسٹر الفنسٹن عربی مورخین کی شان تحقیق و تنقید سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اپنی تاریخ کے حاشیہ مین حوالۂ کرنل کینیڈی لکھتے ہین کہ "تاریخ طبری مین بہت سی بے اصل کہانیان اور جھوٹے قصّے مندرج ہین - اور اسیلیے اکثر حالات مندرجہ اُس کے مسلمانون کے نزدیک معتبر نہین ہین" لیکن اُنکو یہ نہین معلوم کہ تاریخ طبری مسلمانون کے نزدیک اتنی معتبر کتاب ہے کہ تمام پچھلے مورخین کا دارومدار اُسی پر ہے ۔ ہان روایات ضعیف اُس مین ہین ۔ لیکن اہل اسلام کا فن رجال بخوبی بتا دیتا ہے کہ کون روایت کیسی ہے ۔ خود طبری کی یہ کوشش رہتی ہے کہ ہر واقعہ کی نسبت جس قدر موافق و مخالف حالات معلوم ہوسکین عام اس سے کہ وہ معتبر ہون یا غیر معتبر سب کو مع اُن لوگون کے حوالہ کے جن سے معلوم ہوئے ہون نقل کر دے ۔ مگر کاش مسٹر الفنسٹن نے بھی خیال کیا ہوتا کہ طبری جو ایسے جھوٹے قصّون کے لکھنے کا بڑا شایق ہے اُس نے بھی اس قصّہ کو اپنی تاریخ مین جگہ پانے کے قابل نہین خیال کیا ۔

نے آغوش لحد کے سپرد کیا - محمد بن قاسم تو خیر داہر کی بیٹیون کی فتنہ پردازی سے مارا گیا لیکن قتیبہ اور موسی نے کیا خطا کی تھی کہ اُن کے ساتھ بھی ویسی ہی بے رحمی کا سلوک ہوا -

قیاساً بھی یہ واقعہ غلط ہے

اگر قیاس سے کام لیا جائے تو بھی یہ سمجھ مین نہین آسکتا کہ محمد بن قاسم کا سا بہادر لائق اور فہمند افسر جس کے سامنے جان بچانے کے لیے ہندوستان کے تمام سواحل اور وسط ہند کے ممالک موجود تھے اور نیز جس کے ہاتھ مین اتنی قوت تھی کہ اگر مخالفت کرتا تو شاید خلافت بڑی مشکلون سے اُس پر قابو پا سکتی اُس نے بلا تامل اور بغیر اس کے کہ اپنا جرم بھی معلوم کرے خلافت کے پہلے ہی حکم پر خود ہی اپنے آپ کو بیل کی کچی کھال مین سلوا کے جان دے دی - ایسی نامعقول اطاعت کیشی کی نظیر شاید دنیا کی کسی قوم مین نہ مل سکے گی - علے الخصوص عربون مین جس سے زیادہ سرکش اور آزادرو قوم قدیم تاریخ مین کہین نہین نظر آسکتی - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چچ نامہ کے مصنف نے یہ داستان کسی ذریعہ سے سُن کے اپنی کتاب مین درج کر دی - بعد کے فارسی مورخین نے کبھی تحقیق سے کام نہین لیا اور آنکھین بند کر کے برابر نقل کرتے چلے گئے - اُن سب مین زیادہ تر قابل لحاظ فرشتہ ہے - اُس نے اپنے دیباچہ مین اُن تمام تاریخون کا نام بتا دیا ہے جن کی مدد سے تاریخ فرشتہ لکھی گئی - اُن تاریخون مین ہمین کسی عربی تاریخ کا نام نہین نظر آتا - اور اِسی وجہ سے محمد بن قاسم کے حالات لکھ کے وہ صاف اقرار کرتا ہے کہ اِس زمانہ کے بعد سندھ کے حالات مجھے کسی تاریخ مین نہین ملے - حالانکہ اگر عربی تاریخون پر اُس کی نظر ہوتی ہو تو اُس کو یون اپنی مجبوری نہ ظاہر کرنا پڑتی -

محمد بن قاسم قید خانہ مین

الغرض محمد بن قاسم گرفتار کر کے عراق کی طرف روانہ کیا گیا - حجاج نے شہر واسط خدا جانے کس منحوس ساعت مین بنایا تھا کہ صالح نے آل ابی عقیل یعنی خود حجاج کے خاندان والون کو اسی شہر کے قیدخانہ مین ڈال کے طرح طرح کے شدائد مین مبتلا کیا - سلیمان بن عبدالملک نے خبر بھیج دی اور محمد بن قاسم سندھ سے پابزنجیر لا کے اِس قیدخانہ مین ڈال دیا گیا - اور وہی شدائد جو سب پر ہو

٥٦ ابن خلدون -

تھے اُس پر بھی ہونے لگے - محمد بن قاسم نے اِس قید کے زمانہ مین گو ہزار شدتین
اور تکلیفین تھین مگر استقلال کو کبھی ہاتھ سے نہین دیا۔ اِس مصیبت کے زمانہ
مین اُسنے چند شعر کہے جو تمام دنیا مین مشہور ہو گئے اور اُس کے دل کی مضبوطی پر
شہادت دیتے ہین - وہ کہتا ہے

کی مستقل مزاجی

فَلَئِنْ ثَوَيْتُ بِوَاسِطٍ وَبِأَرْضِهَا رَهْنَ الْحَدِيدِ مُكَبَّلًا مَغْلُولًا
فَلَرُبَّ فِتْيَةِ فَارِسٍ قَدْ رُعْتُهَا وَلَرُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ قَتِيلًا

اگر مین شہر واسط اور اُس کی سرزمین بندھا جکڑا اور زنجیرون مین پھنسا رہا تو
کوئی مضائقہ نہین اِس لیے کہ بہت سے جوان شہسوار تھے جن کے دل مین مین نے
اپنی ہیبت بٹھا دی - اور بہت سے حریف میرے مقابلہ مین آئے تو مین نے
اُن کو مار کے ڈال دیا -

اِسی حالت مین اُس نے یہ اشعار بھی کہے ہین جو بتاتے ہین کہ باوجود
غیر قابل تحمل اذیتون کے وہ اپنے اُوپر ظلم کرنے والون کو کس حقارت کی
نگاہ سے دیکھتا تھا - کہتا ہے -

سختی قید مین بھی اپنے دشمنون کا دباؤ نہین مانا -

لَوْ كُنْتُ أَجْمَعْتُ الْفِرَارَ لَوُطِّئَتْ إِنَاثٌ أُعِدَّتْ لِلْوَغَى وَذُكُورُ
وَمَا دَخَلَتْ خَيْلُ السَّكَاسِكِ أَرْضَنَا وَلَا كَانَ مِنْ عَكٍّ عَلَيَّ أَمِيرُ
وَلَا كُنْتُ لِلْعَبْدِ الْمَزُونِيِّ تَابِعًا فَيَا لَكَ دَهْرًا بِالْكِرَامِ عَثُورُ

اگر مین ثابت قدمی سے کام لیتا تو وہ عورتین اور مرد جو لڑائی کے لیے فراہم
کیے گئے تھے روند ڈالے جاتے . قبیلۂ سکسکی - (یزید بن ابی کبشہ کی قوم) کے سوار
کبھی ہماری زمین مین نہین داخل ہوئے تھے اور نہ کبھی قبیلۂ عک مین کا کوئی شخص
مجھ پر سردار مقرر ہوا تھا - اور نہ مین مزونی (عمانی) غلام کا کبھی تابع فرمان تھا
افسوس اے زمانہ جو شرفا پر سخت ہے!

اِن اشعار کے ذریعہ سے محمد بن قاسم خود ہی بتا رہا ہے کہ وہ سندھ سے
کھال مین سی کے نہین روانہ کیا گیا تھا بلکہ واسط کے قیدخانہ مین زندہ بھیجا گیا
تھا جہان چند روز تک تکلیفون اور سختیون مین مبتلا رہ کے رہ گرائے عالم جاودان
ہوا - ہم نہین سمجھ سکتے کہ اِس سے زیادہ قوی ثبوت چچ نامہ کے بیان کی تکذیب

اُسکی مظلومانہ موت

کے لیے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس قید خانہ میں محمدؐ بن قاسم کی طرح اُس کے بہت سے اعزا و اقربا نے بھی صالح کی سختیون اور عذابون سے دم توڑ توڑ کے جان دی۔[۵]

محمد بن قاسم سندھ مین ہر دل عزیز تھا۔

اہل ہند نے محمد بن قاسم کے حال پر بہت زاری و نالی کی۔ اِس لیے کہ اِس نوجوان افسر کے ساتھ اُس کی شجاعت وفاداری اور اُس کے اخلاق حمیدہ کی وجہ سے عام لوگون کو بے انتہا محبت تھی۔ ہندو سلطنتون کو اُسکے ہاتھ سے بڑا صدمہ پہونچا مگر وہ اپنی تمام رعایا پر عام اِس سے کہ ہندو ہون یا مسلمان اِس قدر مہربان تھا کہ وہ ہندو جو اُس کی اطاعت کا مزا اُٹھا چکے تھے وہ بھی اُس پر جان فدا کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اِس ہر دلعزیزی کا زیادہ باعث یہ امر تھا کہ صحابۂ رسول اللہ صلعم کے منصفانہ اُصول اگرچہ اب لوگون سے چھوٹتے جاتے تھے مگر اُس نے ہمیشہ اُن اصول کی پابندی کی۔ اور کبھی اِس کا روادار نہ ہوا کہ اُس کی فوج کے لوگ کوئی بیضابطہ کارروائی کر گزرین۔ مفتوح شہر نے جہان اطاعت کا نام لیا پھر وہان کے مذہبی اور دینی حقوق کی ویسی ہی نگہبانی کرتا تھا جیسی کہ خود مسلمانون کے حقوق کی نگہداشت کی جاتی تھی۔

اُس کی خوبیون پر یورپین مصنفون کی شہادت

مسٹر الفنسٹن کو مجبوراً اقرار کر دینا پڑا ہے کہ "جب جزیہ شہر والون سے برضا و رغبت یا بہ جبر و اکراہ وصول ہو جاتا تھا تو اُن کو حسب دستور قدیم اپنے رسوم مذہب کے اجرا دادا کا اختیار حاصل ہوتا تھا۔ اور جب خود راجہ بھی ادائے جزیہ پر راضی ہو جاتا تھا تو اُس کا راج اُسی کے قبضہ مین رہتا تھا۔ اور صرف اُس کو وہی تعلق باقی رہتا تھا جو عام باج گزار حاکمون کو ہوتا ہے"۔

ہندوؤن پر اُسکی بے انتہا عنایت

گذشتہ واقعات سے معلوم ہو چکا کہ محمد بن قاسم نے خود کوشش کر کے دار الخلافت سے یہ حکم حاصل کیا کہ لوگون نے جب جزیہ قبول کر لیا تو حقوق رعایا۔ ذمی کے پورے مستحق ہو گئے۔ اُن کو مندرون کی تعمیر اور اپنے مذہبی رسوم کی اجرا کی اجازت دینی چاہیے۔ برہمنون کی جاگیرین جو ضبط کی گئی ہون واگذاشت کی جائین۔ صرف اِسی قدر نہین بلکہ محاصل ملک مین

[۵] فتوح البلدان بلاذری

سے تین روپیہ سیکڑا جو ہندو حکام اُن کو دیتے تھے حکومت اسلام سے بھی ملا کرے - یہی باتین تھین جن کی وجہ سے محمد بن قاسم رعایاے ہند مین نہایت ہی ہردلعزیز تھا - خود یوروپین مورخون کو تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اگرچہ اُس کا نوعمری و شباب کا زمانہ تھا مگر اُس نے ہمیشہ دلجوئی اور ہوشیاری سے حکومت کی - اُس نے بہت سے راجاؤن کو اپنے اخلاق اور اپنے مراحم کا گرویدہ بنا کے اس قدر موافق کر لیا کہ وہ اُس کے جھنڈے کے نیچے اپنے ہم قومون پر ہتھیار چلاتے تھے - اور جب راجہ داہر کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا تو اُس نے اُس متوفی راجہ کے وزیر کو جو ایک پرانا تجربہ کار اور معزز ہندو تھا اپنا وزیر بنا لیا عہ

اُس کی یادگار

یہی باتین ہین جن کی وجہ سے ہندوستان کے تمام ہندو مسلمان محمد بن قاسم کی گرفتاری پر خون کے آنسوؤن سے روئے - جس کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ شہر کیرج جس کو اُس نے اپنے آخر عہد مین فتح کیا تھا وہان کے لوگون نے اپنے بہادر اور فیاض حکمران کی یاد ہمیشہ قائم رکھنے کے لیے اُس کی مورت بنا کے اپنے شہر مین نصب کی ؂ - شعرا نے اُسکی تعریف

اسکی شان مین قصائد

مین قصائد کہے اور اپنے جوش محبت کو ظاہر کیا - چنانچہ زیاد اعجم کہتا ہے للعہ

ان الشجاعة والسماحة والندى ... لمحمد بن القاسم بن محمد
قاد الجیوش لخمس عشرة حجة ... یا قرب ذلک سؤددا من مولد

شجاعت - نرم دلی - اور فیاضی محمد بن قاسم بن محمد کے حصہ مین تھین - پندرہ ہی برس

عہ تاریخ ہندوستان مصنفہ الفنسٹن -

؂ فتوح البلدان بلاذری -

للعہ یعقوبی نے یہ اشعار زیاد اعجم کی طرف منسوب کیے ہین مگر بلاذری کا بیان ہے کہ یہ اشعار حمزہ بن بیض حنفی کے ہین - اور اصل اشعار مین بھی بعض الفاظ بدلے ہوئے ہین جن مین زیادہ تر قابل التفات یہ امر ہے کہ "خمس عشرة" کی جگہ بلاذری "سبعة عشرة" لکھتا ہے لیکن خود بلاذری ہی کا ایک اور روایت ہے جو یعقوبی کی تصدیق کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ محمد بن قاسم کی عمر پندرہ ہی برس کی تھی - اور اسی وجہ سے ہم اس روایت کو ترجیح دیتے ہین

جو اُس کی زندگی مین گزرے تھے کہ فوجون کی سرداری کرنے لگا - ہاے یہ سرداری زمانۂ ولادت سے کس قدر قریب تھی!

قتیبہ فاتح کاشغر کا انجام -

حجاج نے محمد بن قاسم اور قتیبہ کو جو ترکستان کی طرف شمال و مشرق مین حملہ آور تھا سلسلۂ فتوحات چین تک پہونچانے کو ایسے وقت لکھا تھا کہ دونون پر ایک ہی سال مین آفت آئی - اِدھر محمد بن قاسم کا تو یہ حال ہوا اُدھر قتیبہ جو اپنی فتوحات مین باعتبار طول البلد پانچ چھ درجہ اور آگے بڑھ کے کاشغر کے بُرجون پر فتح و نصرت کے پھریرے اُڑا چکا تھا اور شاہنشاہ چین سے خراج وصول کر لیا تھا سلیمان کی تخت نشینی کا حال سُنتے ہی دل مین ڈر گیا - اِس لیے کہ اُس بدنصیب نے بھی سلیمان کی ولیعہدی کے خلاف راے دینے مین حجاج سے اتفاق کیا تھا تاہم سلیمان کی تخت نشینی کی خبر سنتے ہی اُس نے دربار خلافت مین عریضہ بھیجا۔ سلیمان کو تخت نشینی پر مبارکباد دی اور یہ بھی لکھا کہ اگر مین اپنے عہدے سے ہٹایا گیا تو بغاوت اختیار کرلون گا - سلیمان خاموش ہونے کو تیار تھا مگر لوگون نے کچھ ایسے فساد ڈالے کہ قتیبہ کو مخالفت پر آمادہ ہونا پڑا - اس مخالفت مین کسی نے اُس کا ساتھ نہ دیا اور شاہی فوج کے ہاتھون مع اپنے تمام اعزّا کے گھر مین محصور ہو کے نہایت دلیری و شجاعت سے لڑتا ہوا مارا گیا[ص]

سندھ مین محمد بن قاسم کا اثر

محمد بن قاسم ہی کی یہ برکت سندھ مین آج تک نمایان ہے کہ مردم شماری کی روسے اُس سرزمین مین مسلمانون کی تعداد ہندوؤن سے تگنی ہے - اور گویا ملک کے اصلی باشندے وہی ہین - اُس کی برکت سے ملک سندھ عربون کا ایک بہت بڑا مورد و مسکن ہوگیا تھا - اور یہان کے لوگ دربار خلافت مین پہونچ پہونچ کے رسوخ پیدا کرنے لگے تھے - خود یہان صدہا قبائل عرب کے بہادر آ آکے بس گئے تھے - جن کی نسلین بڑھین اور پھیلین - اور گو بعد کی جہالت نے اُنھین بالکل بھلا دیا کہ وہ کون ہین - کس ملک سے آئے تھے - اور کس خاندان کی یادگار ہین - لیکن اسمین ذرا شک نہین کہ بڑے بڑے نامورانِ عرب کی نسل اِنھین گمنام مسلمانانِ سندھ مین ملی ہوئی ہے -

ص ابن خلدون

اگر ولید بن عبدالملک کی زندگی چندے روز اور وفا کرتی - یا سلیمان ہی عقل و ہوش سے کام لے کے ابن قاسم کے حال پر مہربان ہو جاتا اور اُسے اُس کی آرزو کے موافق حملہ آوری و کشور کشائی مین مشغول رہنے دیتا تو شاید ہندوستان کی تاریخ ہی کچھ اور نہ ہوتی بلکہ حالت بھی کچھ اور ہوتی - مردم شماری مین جو نسبت مسلمانون کو دیگر اقوام و ملل سے سندھ مین ہے شاید یہی نسبت سارے ہندوستان مین ہوتی -

فاتح ہونے کے ساتھ اُسکی رحمدلی -

محمد بن قاسم کے حالات بتا رہے ہین کہ وہ نہایت ہی رحم دل اور منصف مزاج تھا - لڑائی کے وقت جو سختیاں اُس کے ہاتھ سے ہوگئین وہ سب فاتحون سے ہوتی رہی ہین - بے شک اُس کے لشکر نے ہزارون کو قتل کیا - اور یقیناً اُس کے حملون نے ہزارہا گھر بے چراغ - ہزارہا بچّہ یتیم - اور ہزارہا سُہاگنون کو بیوہ کر دیا ہوگا لیکن یہ صرف اُن لوگون کے ساتھ تھا جو اُس کے مقابل مین لڑنے کو آئے اور سامنے صف آرا ہوئے - لیکن فتح حاصل ہو چکنے اور قبضہ پا جانے کے بعد جیسا رحم دل اور بنی نوع انسان پر ترس کھانے والا وہ تھا شاید دُنیا کے فاتحون مین اور کوئی نہ ملے گا -

مذہبی آزادی

اُس نے معابد قائم رکھے - ہندؤن کو اپنے مذہب کی پوری آزادی دی - رعایا مین سے کسی سے یہ نہین کہا کہ اگر مسلمان نہ ہوگے تو تم کو کسی قسم کا ضرر پہونچیگا - بلکہ اُن کے قدیم مذہبی اور قومی حقوق بھی اُن کو عطا کیے - خود سلطنت کی آمدنی کا ایک حصّہ اُن کے لیے مخصوص کر دیا - اور جو کام کیا اُن کے عقلا اور سربرآوردہ لوگون کے مشورے سے کیا - خلاصہ یہ کہ لڑائی کے بعد ہی اُن کو ایسی آزادی دے دیتا تھا کہ ویسی آزادی شاید بعد کے زمانون مین کسی بادشاہ کے زمانے مین غیر مذہب رعایا کو کم نصیب ہو سکتی ہوگی - لیکن اِس پر بھی خلقت خدا اسلام قبول کرتی جاتی تھی - اور ملک مین اتنے مسلمان ہو گئے کہ کسی اور جگہ طرح طرح کے لالچ دلانے اور قسم قسم کی دھمکیان دینے سے بھی نہ ہو سکے ہون گے -

تبلیغ دین

اِس امر سے پتہ لگتا ہے کہ تبلیغ دین کی جیسی سچی اور صحیح کوشش اُس نے چند روز مین کر کے دکھا دی بعد کی بڑی بڑی سلطنتین صدیون مین بھی نہین پوری کر سکین -

ہم بعد کے واقعات سے دکھا دین گے کہ جب تک محمد بن قاسم کے قائم کیے ہوئے اصول کے مطابق سندھ پر عربون کی حکومت رہی وہ کیسا ملک بنا ہوا تھا - اور اُس مین کیسی کیسی علمی صحبتین قائم ہو گئی تھین - اُس زمانہ مین اگر آپ تحقیق کی نگاہ سے جستجو کر کے دیکھین گے تو نظر آئے گا کہ سندھ کوئی ہندوستان کا جز نہین بلکہ عراق اور شام کا ایک حصہ ہے - جہان محدثین وفقہا نے اپنی درس گاہین قائم کی ہین - بڑے بڑے علما مرجع انام بنے ہوئے ہین - صدہا طلبہ اُن کے حلقۂ درس مین اُستاد کے لکچرون کے نوٹ لینے کے لیے قلم دوات لے کے بیٹھتے ہین - عالی مرتبہ شرفاے عرب نے یہان اپنے گھر بنا لیے ہین - اور صرف کوفہ وبصرہ ہی نہین بلکہ ملتان اور منصورہ بھی عالی خاندان امراے عرب کی نوآبادیان ہین -

سندھ عربون کا امن تھا -

بلکہ عربون کے لیے یہ سرزمین شام وعراق سے زیادہ امن وآسائش کی جگہ ہے - کیونکہ وہان خلیفہ اور درباردارانِ خلیفہ کے احکام سے سخت گیری کا اندیشہ ہے - اور یہان کسی بات کا کھٹکا نہین - کیونکہ یہ ملک اتنی دور ہے جہان تک اسلام کی سریع السیر خوبیان تو جلدی پہونچ گئین - مگر بُرائیان بہت دیر مین پہونچتی ہین -

مغربی ممالک اسلام مین جن لوگون کو سلطنت کے پالٹکس یا مذہبی عقائد سے اختلاف ہوتا ہے - وہ فارغ البالی واطمینان سے یہان چلے آتے ہین اور امن وامان کے ساتھ بیٹھ کے اپنے خیالات وعقائد کی اشاعت کرتے ہین - عربون مین اُن کے اصلی مرکز ووطن مین جو فیشن یا خیال یا کوئی جھگڑا پیدا ہوتا ہے وہ بہت ہی جلد یہان آ پہونچتا ہے - وہان اگر نزاری ویمانی کا جھگڑا پیدا ہوا ہے تو یہان بھی موجود ہے - وہان زیدیہ اسمٰعیلیہ اور قرامطہ وغیرہ کے مشنری جو داعی کہلاتے تھے اگر چھپ چھپ کے اپنے خیالات کو پھیلاتے ہین تو یہان علانیہ اور جوش وخروش کے ساتھ - غرض جو کچھ مسلمانون کے اصلی مرکز مین ہوتا ہے یہان بھی ہوتا ہے -

یہ کیفیت کچھ زیادہ زمانہ گزرنے کے بعد نہین پیدا ہوئی - بلکہ فتح سندھ کی ایک ہی صدی بعد ہم خلافت کے اِس مشرقی صوبے کی یہ حالت دیکھتے ہین -

اور اِس کا سبب صرف یہ تھا کہ محمد بن قاسم نے فتح کرتے ہی جس نظام اور جن قوانین حکمرانی کی بنیاد ڈالدی تھی نہایت ہی پسندیدہ اور رعایا کے سلیے قابل اطمینان تھے - اور اُن کا لازمی نتیجہ تھا کہ بہت تھوڑے زمانے مین ملک سندھ صرف ریگستان ہی کے لحاظ سے نہین بلکہ دین و مذہب مذاق و عادت - اور اوضاع و اطوار کی حیثیت سے بھی سرزمین عرب کی سچی تصویر بن جائے -

موزخین کی غلطیان

ناواقف مورخین نے غلط باور کرا دیا ہے کہ سندھ پر حکومت عرب صرف محمد بن قاسم کے زمانے مین شروع ہوئی اور اُسی پر ختم ہوگئی - اور اُس کے بعد اُس کا کچھ بھی اثر ارض سندھ پر نہین باقی رہا - حالانکہ اصلیت یہ ہے کہ اِس نوعمر سپہ سالار نے چند روز کی حکمرانی مین جو گہرا اثر ڈالدیا تھا ویسا اثر پٹھانون اور مغلون کی سلطنتین پانچ سو برس مین بھی ہندوستان پر نہین ڈال سکین - ہندوستان مین آج مسلمان تھوڑے ہین - اور باوجود یہان بس جانے کے ملک پر ہندؤن سے زیادہ اثر نہین رکھتے - مگر بخلاف اِس کے سندھ مین سب سے بڑا غلبہ مسلمانو کو حاصل ہے - اور یہ صرف عربون اور خاصۃً محمد بن قاسم کی برکت ہے -

چونکہ محمد قاسم کا زمانہ ختم ہوگیا لہذا اِس تاریخ کی پہلی جلد کو ہم یہین پر تمام کرتے ہین - بعد کے حالات دوسری جلد مین بیان کرین گے - اور اُسی کو دیکھ کے لوگون کو نظر آئے گا کہ فارسی اور عام انگریزی مورخین نے تاریخ سندھ کے متعلق کیسی غلطیان کی ہین - اور کتنے بڑے حصۂ تاریخ کو اُن کی ناواقفیت نے گویا کہ ہاتھ سے کھو دیا ہے -

# فہرست تاریخ سندھ جلد اوّل

## پہلا باب

### سندھ کی ابتدا اور اُس کا جغرافیہ

یہ ملک کیا تھا کیا ہوگیا - وجہ تسمیہ - قدیم وسعت - تغیرات - ایرانیون کی غلطی - چینی سیاح - عربون کے عہد مین - کون ملک اُس سے نکل گئے - طول و عرض - موجودہ حدود - حکومت - اگلی پچھلی حکومت کا مقابلہ - قریہ اور بلاد - دریا سندھ - پہاڑ جھیلین - زمین - مناظر - موسم - آثار قدیمہ - میوہ جات - ساحل - عرب اُنکی سیاحت آبادی - اخلاق - خوبیان - ہندو - حبشی غلام - زبان - اُونٹ -

صفحہ ۱ - ۱۷

## دوسرا باب

### سندھ کی قدیم تاریخ (حسب بیان اہل ہند)

کیکیا کا راج - رامائن کا زمانہ - پانڈون کا زمانہ - میدا ور جاٹ - رانی دہسلہ - برہمنون کا آکر آباد ہونا - دہسلہ کے خاندان کا زوال - ریہمین برہمن کی حکومت - اُس کا تارک الدنیا ہونا - سا کہ کی حکومت - گشتاسپ کا حملہ - راجہ ہال - راجہ کشمیر کی چڑھائی - راجہ کفند - ایرانیون کا نکالا جانا - راجہ اپند - رسل اُسکے بیٹے - ایک باغی کا حملہ - برکمار یس کا عہد - اُس کی رحم دلی -

صفحہ ۱۸ - ۴۳

## تیسرا باب

### ہندوستان پر قدیم الایام کی غیر قومون کے حملے

ہندوستان کا ہدف سہام ہونا - اہل مصر - اُسائرس کا حملہ - سیمرامیس (ملکہ بابل) کا حملہ - تبا بعۂ یمن کا حملہ - فرعون سیسا ستریس - اغاس شاہ تاتار - تاتاریون کا دوسرا حملہ - فریدون کا حملہ - کیخسرو - افراسیاب کا حملہ - گشتاسپ کے بیٹے کا عہد - نوشیروان عادل - بہرام گور کا سفر ہند - راجہ کنفکا - سکندر اعظم - سکندر اور راجہ پورس دوسرا پورس - کتھئی قوم - سکندر کی واپسی - ملتان مین سکندر کی مصیبت - اُجھ والون کی اطاعت اُس کی واپسی اور موت - سلیکس - چندر گپت - انٹیوکس - شاہ باختر - متھوی ڈاٹس کے حملے - بکرماجیت -

صفحہ ۴۴ - ۵۴

# چوتھا باب

## راے چچ کا عروج

تھہا لوار - راجہ ہرس - ایرانیون کا حملہ - راجہ مارا گیا - راے ساہسی - چچ کی ابتدا - اُس کا عروج اُسکی تخت نشینی - راجہ بھرت کا حملہ - وزیر بودی دھمن - چچ کی ملک گیری - پاپیا - اسکلندہ بیتکہ ملتان کی فتح - کشمیر و سندھ کی سرحد - چچ کے انتظامات - اکھم لوہانا سے لڑائی اور فتح - بدھ رکوتیسی حدود کرمان کا انتظام - حاکم ارمابیل سے معاہدہ - واپسی - اور موت - صفحہ ۵۴ - ۷۰

# پانچوان باب

## سندھ کی ہندو سلطنت کا آخری دور

چندر - قنوج کا حملہ سندھ پر - داہر اور دھرسین - داہر کا عہد - نجومیون کی پیشین گوئی - بہن سے شادی - بھائیون کا اختلاف - دھرسین کی موت - داہر برہمن آباد مین - رامل والون سے لڑائی - ایک عرب پناہ گزین کی کارگزاری - ہندو سلطنت کا خاتمہ - صفحہ ۷۱ - ۷۷

# چھٹا باب

## خیرالقرون

آنحضرت صلعم - مسجد قبا - مسجد نبوی کی تعمیر - فتوحات اطراف عرب - آپ کی وفات - حضرت صدیق اکبر - فتح عراق - حضرت عمر فاروق - فتح قادسیہ و مدائن - ہندوستان پر عرب کا پہلا حملہ - عمان و ہند کے قدیم تعلقات - بحری لڑائی سے جناب فاروق کی مخالفت - دوسرا تیسرا حملہ سندھ پر - ممالک ایران کی فتح - مکران - کرمان - سیستان - سندھ ایک عرب کی نظر مین - صحابہ سرحد ہند سے آگے نہین بڑھے - حضرت عثمان - ابن عامر والی بصرہ - فاتحین عرب کی رحم دلی ممالک ایران پر ابن عامر کے حملے - کرمان پر مجاشع - سیستان پر ربیع بن زیاد - عبدالرحمن بن سمرہ کا حملہ سیستان پر - کابل و زابل کی فتح - حضرت علی - حسکہ کا قبضہ کابل پر - اُس کا قلع قمع - سندھ پر حملہ - زیاد کی ولایت - جناب معاویہ - عبداللہ بن عامر کی قلات ابن سوار عبدی کا حملہ - اور شہادت - مہلب کا حملہ - سنان بن سلمہ کا حملہ - راشد ازدی اُس کا سندھ مین ورود - مارا جانا - سنان کی ولایت - وشہادت - منذر بن جارود والی مکران - یزید بن معاویہ - منذر بن حارث - حکم بن منذر - اور ابن حری باہلی کی ولایت - صفحہ ۷۸ - ۱۰۹

# ساتوان باب

## خلافت آل مروان

عبد الملک بن مروان - حجاج بن یوسف - سعید حاکم مکران - حملۂ عرب کی اصلی بنیاد - پہلی مہم عبد اللہ بن نبہان کا حملہ اور شہادت - دوسرے سپہ سالار بدیل کی گرفتاری وموت - اہل نیرون کی اطاعت - فوجکشی کا ایک اور سبب - محمد بن قاسم کا انتخاب - اُس کی عمر - فوج کی تعداد - ویسی لوگ بھی فوج مین تھے - دیبل کا محاصرہ اور فتح - اُس زمانے کے دیگر مہمات - حجاج کی بصیرت امور جنگ مین - دیبل مین مسلمانون کا آباد ہونا - نیرون والون کی اطاعت - ترویج اسلام - سیوستان کی فتح - بجھرا کا فرار - صفحہ ۱۱۰ - ۱۲۰

# آٹھوان باب

## مابقی فتوحات محمد بن قاسم

سیوستان پر قبضہ - چند کے جاسوس مسلمانون مین - مسلمانون پر شبخون - ورعجب نا کامی - کاکا محمد بن قاسم کی خدمت مین اُسکو خلعت - سیسم پر حملہ اور فتح - حجاج کے احکام - موکا کی اسیری - داہر کی طرف سے مزاحمت - اسلامی سفارت - ہندوستان پر قبضہ - تدابیر جنگ - دریاے سندھ پر پل مسلمانون کا پار اُترنا - صفحہ ۱۳۱ - ۱۴۵

# نوان باب

## محمد بن قاسم دریاے سندھ کے اِس پار

داہر کے بیٹے کو شکست - راسل مسلمانون سے آملا - بجے پور پر قبضہ - راور کا محاصرہ - راے داہر کی طرف مقابلہ کا سامان - اُس کا تزک واحتشام - نجومیون کی راے - پہلی چار لڑائیان پانچوین دن کی لڑائی - خود محمد بن قاسم کا حملہ - ہاتھیون پر آتشباری - داہر کی بعض حرمون کی گرفتاری - راجہ کے ہاتھی پر آگ برسائی گئی - مسلمانونکی یورش - راے داہر کا مارا جانا اُس کی لاش - خواصین - اُس کے مارے جانے کی تاریخ - صفحہ ۱۴۶ - ۱۵۸

# دسوان باب

## داہر کا بیٹا جے سنگھ اور محمد بن قاسم

جے سنگھ کی آمادگی جنگ - رانی بائی کا راور مین محاصرہ - وہ چتا مین جل گئی - راور کی فتح - لونڈیان اور داہر کا سر ولید کے دربار مین - بہرور کی اور دہلیلا کی فتح - سی ساکر کی قدر - برہمن آباد مین جے سنگھ کی طرف سامان جنگ - لڑائی کو طول - جے سنگھ کا کشمیر بھاگ جانا -

برہمن کی فتح - رانی لاڈی - نظم ونسق مملکت - برہمنون کے حقوق - اُن کی عزّت - عام لوگون سے رعایت - اِس کا نتیجہ - بُت پرستی کی موقوفی پر پوجاریون کی فریاد - مندر چھوڑ دیا گیا - بُت پرستی کی اجازت - لوہانہ جاٹ - عام مہمانداری کا قاعدہ -

## گیارھوان باب

صفحہ ۱۵۹-۱۸۸

### محمد بن قاسم کی بے نظیر کامیابیان

نظم ونسق - حجاج کے ہدایات - محمد بن قاسم اور حجاج کی پالسی کا فرق - محمد بن قاسم کا کیرکٹر - سیتا مین اُس کا ورود - ارور کا محاصرہ - وہان ایک جوگن - گوپی کا فرار - شہر فتح - محمد بن قاسم مندر مین - گوپی راے دوہر کے پاس - دوہر کا جشن طرب - اُسکی بہن جانکی کا گوپی پر عشق - اُسکی حرتربازی - گوپی کا وہان سے چلا جانا - قلعہ بابیہ کی فتح - بیاس اُتر کے عربون کا اسکلندہ پر حملہ - اور فتح - سکہ کے باہر لڑائی - سکہ فتح ہوا - محمد بن قاسم اور سکندر کا مقابلہ - ملتان پر حملہ اور پہلی لڑائی - اُس کا محاصرہ اور فتح - مال غنیمت - خزانہ اور بے انتہا دولت - ملتان کی مذہبی وقعت - وہان کا مندر - لڑکیان جو دیوتاؤن کی نذر کی جاتی تھین - بند رآباد رکھے گئے - مسلمانون کو اُن سے پولیٹکل فائدہ - اُن پر لوگ اپنی جان قربان کرتے تھے - ملتان کا انتظام - پورا ملک سندھ فتح ہو گیا - دارالخلافہ سے قنوج پر حملہ کی اجازت - اسلامی سفارت قنوج مین - دربار قنوج سے جواب - محمد بن قاسم سرحد کشمیر پر - قنوج کے فتح کرنے کا ارادہ - حجاج کی موت - سیلمان پر حملہ اور فتح - کیرج کی فتح - خلیفہ ولید کی موت

## بارھوان باب

صفحہ ۱۸۹-۲۳۸

### محمد ابن قاسم کا انجام

سلیمان بن عبد الملک کی خلافت سیلمان کا خاندان حجاج سے عناد - محمد بن قاسم کی معزولی - فارسی اور انگریزی مورخون کا عجیب بیان - اِس قصّہ کی شہرت - عربی مورخین کا اس سے انکار - اُن کی وقعت - قیاساً بھی یہ واقعہ غلط ہے - محمد بن قاسم قیدخانہ مین - اُسکی مستقل مزاجی - اور مظلومانہ موت - اُسکی خوبیون کی شہادت - ہندوؤن کے ساتھ رعایت - اس کی یادگار - اُس کی شان مین قصائد - قتیبہ فاتح کاشغر کا انجام - سندھ مین ابن قاسم کا اثر - رحمدلی - مذہبی آزادی تبلیغ دین - سندھ عربون کا مامن - مورخین کی غلطیان -

صفحہ ۲۳۹-۲۵۲